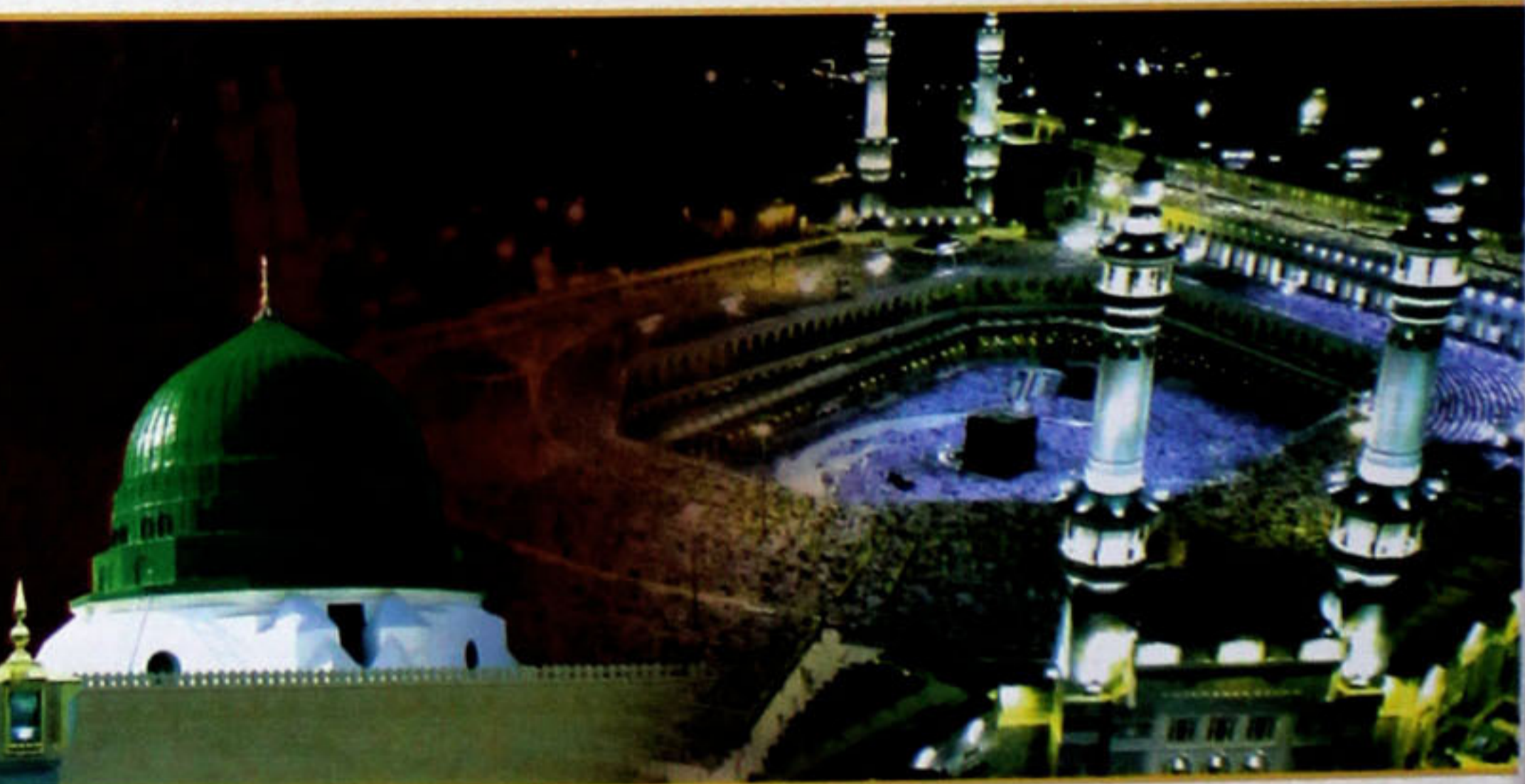


اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے حدِ محبت کا اظہار
احادیثِ قدسیہ کی روشنی میں مدلل تحریر

اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان امراءِ کرام کی طہارتی بیان



تصنیف:

حضرت مولانا عبدالصطفی محمد مجاہد
القطاری القاوی

اکبر نیشنل پبلشرز لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مصطفیٰ کریم ﷺ کی میٹھی زبان
مصنف	مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد الطاری القادری
صفحات	۵۳۶
کیوزنگ	کاشف عباس
تاریخ اشاعت	مارچ ۲۰۱۳ء
ناشر	محمد اکبر قادری
قیمت	350/- روپے

اکبر قادری ناشر

﴿شرفِ انتساب﴾

فقیر اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو مرحومین دادا اور دادی کی طرف منسوب کرتا ہے کہ جن کی کڑھن سوچ اور ہدایت (Instruction) علمِ دین حاصل کرنے کی تھی۔

اللہ تعالیٰ میرے دادا اور دادی و تمام امت مسلمہ کی مغفرت فرما کر قیامت کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت و جنت الفردوس میں حضور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولانا عبدالمصطفیٰ

محمد مجاہد العطار ری القادری عفی عنہ

شاہ جمال آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف

کتاب کا آغاز

20 اپریل 2012ء بمطابق 27 جمادی الاول 1432ھ بروز جمعہ المبارک

بوقت تقریباً 6:7 پر کیا۔

فہرست

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۵	دوسرا جواب	۳	شرف و اعتبار
۳۵	تیسرا جواب	۱۵	حمد باری تعالیٰ
۳۵	چوتھا جواب	۱۶	نعت شریف
۳۷	دعا قبول ہونے کی شرائط	۱۷	سبب تالیف
	حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی	۱۸	میری یہ کتاب
۴۱	بعثت	۱۹	اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو	۱۹	مصطفیٰ کریم ﷺ کی میٹھی زبان
۴۵	تبلیغ فرمانا	۲۰	درود شریف کی فضیلت
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے	۲۱	اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت
۴۵	بتوں کو توڑنا		اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث
	حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۲۱	فرمانا
۵۱	مبعوث ہونا	۲۲	خلیفہ کا معنی
	حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث		کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے تخلیق حضرت آدم
۴۳	ہونا	۲۳	علیہ السلام کے بارے میں مشورہ کیا تھا
	حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۲۵	حضرت نوح علیہ السلام کا مبعوث ہونا
۵۶	مبعوث ہونا	۲۸	بت پرستی کی ابتداء کیسے ہوئی
	حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۳۳	بعض گناہوں کی معافی کی بشارت کی توجیہ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۰۷	آخر الزماں فخر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت	۵۹	مبعوث ہونا
۱۰۷	پتھروں کا رسالت کی تصدیق	۶۶	حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
۱۲۲	پہاڑوں اور درختوں کا رسالت کی تصدیق کرنا	۶۷	اہل نبوی کی طرف مبعوث ہونا
۱۲۳	جانوروں کا رسالت کی تصدیق کرنا	۷۰	حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا
۱۳۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا	۷۲	سلطان اور سلطان مبین کا باہمی فرق
۱۳۲	حدیث قدسی	۷۳	حضرت حود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا
۱۳۲	حدیث قدسی کی تعریف و معنی	۷۸	حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
۱۳۲	حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۸۳	مبعوث ہونا
۱۳۳	سید شریف البحر جانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۸۳	حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
۱۳۴	ان دو تعریفوں کے اندر فرق کی وجہ	۸۵	مبعوث ہونا
۱۳۴	اہم شبہ اور اس کا ازالہ	۸۹	لوگوں کا بعل کی پرستش کو چھوڑنا
۱۳۵	اس آیت اور حدیث میں کیا ثابت کریں گے	۹۲	حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
۱۳۵	علماء کرام کا اس شبہ کے جوابات دینا	۹۸	مبعوث ہونا
۱۳۵	قاضی محمد شریف الدین فاروقی کا اس شبہ کا جواب دینا	۹۸	ہد ہد کا بقیس کو مکتوب پہنچانا
۱۳۷	ڈاکٹر عزالدین ابراہیم کا قول	۱۰۱	حضرت سلیمان علیہ السلام نے بقیس کو ایمان لانے کا حکم دیا تھا یا اپنی بادشاہت تسلیم کرنے کا
۱۳۸	قرآن مجید اور احادیث قدسیہ میں فرق	۱۰۲	حضرت صالح علیہ السلام کا مبعوث ہونا
۱۳۸	حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک		حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۵۰	(۴) میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو	۱۵۰	حدیث قدسی کی اقسام
۱۵۳	جنت دیتا ہوں	۱۵۳	احادیث قدسیہ کے موضوعات
۱۵۶	ذکر اللہ اور کلمہ توحید کی فضیلت	۱۵۳	توحید و شرک
۱۶۰	(۱) تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان	۱۶۰	شانِ رحمت و مغفرت
۱۶۰	کی مغفرت فرمادی	۱۶۰	(۱) قیامت کے دن ننانوے دفتر کھلنا
۱۶۲	(۲) تحقیق میں نے ان کی مغفرت فرمادی	۱۶۲	(۲) جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں
	اور ان کو وہ کچھ دیا جن کی وہ طلب کر رہے		(۳) میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا، بخش
۱۶۳	تھے	۱۶۳	دیا، بخش دیا
۱۶۵	(۳) میرے بندے نے جیسے یہ کہا ہے	۱۶۵	(۴) جنت میں داخل ہو جا
۱۸۷	تم اسے ویسے ہی لکھ لو		(۵) میری رحمت میرے غضب پر غالب
۱۶۶	(۴) میرے بندے نے سچ کہا میرے	۱۶۶	ہے
۱۸۸	علاوہ کوئی معبود نہیں	۱۶۷	مکارم اخلاق
	(۵) اللہ تعالیٰ کے نام کے سامنے کوئی		(۱) اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کرنے
۱۹۱	چیز وزنی ہو ہی نہیں سکتی	۱۶۷	والا
	(۶) جہنم کی آگ سے ہر اس کو نکال دو		(۲) قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا
	جس نے کسی دن بھی	۱۶۷	دشمن ہوں گا
۱۹۳	مجھے یاد کیا ہو	۱۷۰	اعمال کا ثواب اور نیکیوں کی جزاء
	(۷) میرے اس بندے کو دیکھو مجھ سے		(۱) کون ہے جو میرے بارے میں قسم
۱۹۵	ڈر کر		کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں
۱۹۵	اذان دیتا اور نماز قائم کرتا ہے	۱۷۰	فرماؤں گا
	(۸) میں نے اس صحیفے کے شروع اور اخیر	۱۷۱	(۲) روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں
	کے درمیان بندے کے تمام گناہ معاف		(۳) کیا میں نے تمہارے اجر و ثواب
۱۹۵	کردیئے ہیں	۱۷۲	میں سے کچھ کم کیا ہے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۱۰	(۱) کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں.....	۱۹۶	(۹) ہر وہ مال جو میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے.....
۲۱۱	(۲) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے.....	۱۹۹	(۱۰) تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا.....
۲۱۲	(۳) اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع فرما کر دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا.....	۲۰۱	عقیدہ و ایمان.....
۲۱۳	(۴) کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے.....	۲۰۱	(۱) دن اور رات کا چلانا میرے دست قدرت میں ہے.....
۲۱۶	(۵) جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا.....	۲۰۲	(۲) انسان زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں.....
۲۱۶	(۶) یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں؟.....	۲۰۲	(۳) میں نے نہ کسی کو جتا ہے نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں.....
۲۱۸	(۷) میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضانازل کرتا ہوں.....	۲۰۳	(۴) انسان نے مجھے گالی دی حالانکہ اسے یہ مناسب نہ تھا.....
۲۲۰	(۸) آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں.....	۲۰۳	(۵) میرے بندوں میں سے کچھ لوگ تو مجھ پر ایمان لانے والے بنے اور کچھ انکار کرنے والے.....
۲۲۲	(۹) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا.....	۲۰۵	(۶) میرے بندوں میں سے کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے والے اور کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہو گئے.....
۲۲۳	(۱۰) ہر شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو.....	۲۰۶	(۷) یہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا.....
۲۲۳	(۱۱) اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی.....	۲۰۸	(۸) میں شرک سے بے نیاز ہوں.....
۲۲۳		۲۱۰	رحمت و مغفرت.....

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۴۸	(۲) میں اس کا اہل ہوں مجھ سے ڈرا جائے.....	۲۴۷	(۱۲) یہ سب تو تیرے لئے ہیں اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے.....
۲۴۹	(۳) کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے.....	۲۴۳	(۱۳) قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا.....
۲۴۹	(۴) میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں.....	۲۴۲	(۱۴) جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو.....
۲۵۰	(۵) آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا.....	۲۳۵	(۱۵) میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا.....
۲۵۱	(۶) اللہ تعالیٰ نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے.....	۲۳۵	(۱۶) اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سوجھے بنائے.....
۲۵۱	(۷) اس کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے.....	۲۳۷	(۱۷) ملائعہ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں.....
۲۵۲	(۸) جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے.....	۲۳۷	(۱۸) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟.....
۲۵۶	اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے عداوت رکھنے والوں کی سزا اور اولیاء کا مقام.....	۲۴۰	(۱۹) جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے.....
۲۵۷	(۱) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں.....	۲۴۲	(۲۰) میری عزت و جلال کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا.....
۲۵۸	(۲) اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو.....	۲۴۳	(۲۱) قیامت کے دن ننانوے رحمتیں.....
۲۵۹	(۳) ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا.....	۲۴۳	اللہ تعالیٰ کی شان کریبی.....
۲۵۹		۲۴۷	(۱) میں بادشاہ ہوں جبر کرنے والے اور ظلم کرنے والے کہاں ہیں.....

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸۳	جنت دوں گا.....	۲۶۳	(۳) جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا.....
۲۸۳	ہے.....	۲۶۶	اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل.....
۲۸۳	۲۶۶	(۱) تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا.....
۲۸۵	۲۶۷	(۲) اللہ تعالیٰ کا دست قدرت لبریز ہے
۲۸۵	۲۶۷	دن اور رات میں خرچ کرتا ہے.....
۲۸۵	۲۶۷	(۳) اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کرتا رہ
۲۸۷	۲۶۸	میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا.....
۲۸۷	۲۶۸	(۴) بے شک اللہ تعالیٰ کا دست راست
۲۸۷	۲۶۹	خوب بھرا ہوا ہے.....
۲۸۸	۲۶۹	(۴) جسے چاہتا ہے سر بلند کرتا ہے اور
۲۸۸	۲۶۹	جسے چاہتا ہے جھکا دیتا ہے.....
۲۸۹	۲۷۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل
۲۹۰	۲۷۲	(۱) میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو
۲۹۰	۲۷۲	(۲) یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں
۲۹۱	۲۷۳	عطا فرماتا ہوں.....
۲۹۱	۲۷۳	(۳) آپ کی امت کے لئے یہ ویسا کہ میں
۲۹۱	۲۷۶	اس کو عالمگیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا.....
۲۹۱	۲۷۶	(۴) اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخیوں کو
۲۹۲	۲۷۷	چھانٹ کر الگ کر دو.....
۲۹۲	۲۸۱	مصائب پر صبر کا اجر.....
۲۹۳	۲۸۱	(۱) میں ان دونوں کے بدلے اسے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
	(۱) میں اپنے بندے کے ساتھ وہ معاملہ	۲۹۳	(۵) جب وہ برائی کا ارادہ کرے اور اسے
۳۱۵	کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان کرتا ہے۔		نہ کرے تو میں اسے نہیں لکھتا.....
	(۲) اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں اسے	۲۹۵	(۶) اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ گناہ
۳۱۶	اکیلے ہی یاد کرتا ہوں.....		کر لے تو وہی گناہ لکھ لینا.....
	(۳) اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرتا ہے تو	۲۹۶	(۷) اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو ایک ہی
	میں اس مجمع سے بہتر میں اسے یاد کرتا		گناہ لکھتا ہے.....
۳۱۷	ہوں.....		(۸) جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب
	(۴) اگر وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو	۲۹۷	ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب
۳۱۸	میں اس کی جانب بھاگ کر آتا ہوں.....		ہوتا ہوں.....
۳۲۰	روزوں کے فضائل.....		اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کا قیامت
	(۱) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس	۲۹۹	کے دن حاضر ہونا.....
۳۲۰	کا بدلہ دوں گا.....		(۱) میں نے دنیا میں ان گناہوں کا پردہ
۳۲۱	(۲) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں.....	۳۰۰	رکھا.....
	(۳) روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے		(۲) کیا میں نے تمہاری طرف رسول
۳۲۲	ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ.....	۳۰۲	نہیں بھیجے تھے.....
	(۴) روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ کے	۳۰۳	(۳) کیا انہوں نے تمہیں پہنچا دیا تھا.....
۳۲۳	ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے..		(۴) کیا میں نے تجھے کان، آنکھ اور
	(۵) ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات گنا	۳۰۶	مال و اولاد نہ دی تھی.....
۳۲۵	تک ہے.....	۳۰۷	(۵) تمہاری گواہی کون دیتا ہے.....
۳۲۵	(۶) روزہ ڈھال ہے.....	۳۱۰	(۶) میں نے تجھے عطا کیا اور خوب دیا.....
	(۷) ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب بڑھتا		(۷) آج تیرا نفس ہی شاہد بننے کے لئے
۳۲۶	رہتا ہے.....	۳۱۱	کافی ہے.....
	(۸) ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے مگر	۳۱۵	اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا.....

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۴۹	(۳) تو نے جو کچھ لیا وہ واپس دے	۳۴۷	روزہ میرے لئے ہے
۳۵۰	(۴) اس کام پر تجھے کس نے ابھارا	۳۴۹	نوافل کے فضائل
۳۵۲	(۵) جب میں مرجاؤں تو میرے لئے	۳۳۰	(۱) دیکھو کیا تمہیں اس کے پاس کوئی نوافل بھی نظر آتے ہیں؟
۳۵۳	(۶) تمہارے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو	۳۳۰	(۲) میں تیری کفایت دن کے آخر تک کروں گا
۳۵۵	(۷) جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا	۳۲۰	(۳) اے آدم کے بیٹے! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعات پڑھ لیا کر
۳۵۶	(۸) میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت	۳۲۱	(۴) دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نیکی نفل بھی ہے
۳۶۰	شرک اور برائیوں سے نہ بچنے پر وعیدیں	۳۲۱	(۵) میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں
۳۶۰	(۱) میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں	۳۲۳	(۶) آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں
۳۶۱	(۲) میں شریکوں میں غنی ترین ہوں	۳۲۴	(۷) درجات حاصل کرنے کا ذریعہ
۳۶۱	(۳) کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے ہیں	۳۲۶	نوافل ہیں
۳۶۲	(۴) ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا جو سمجھدار اور بردبار کو حیران کر دے گا	۳۳۰	(۸) میں اپنے رب عزوجل کے سامنے ہوں اور وہ نہایت شاندار صورت میں ہے
۳۶۲	حکم مادر میں بندے کی پرورش	۳۳۰	(۹) کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں
۳۶۲	(۱) فرشتوں کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے	۳۳۵	اللہ تعالیٰ سے خوف گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ
۳۶۲	(۲) اے میرے رب یہ بد بخت ہے	۳۳۶	(۱) تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا
۳۶۶	پانیک بخت؟	۳۳۶	(۲) جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا
۳۶۶	(۳) اللہ تعالیٰ اس کو تام یا غیر تام بنا دیتا ہے	۳۳۸	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۹۰	بھاری نہیں کیا	۳۶۹	(۴) تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے اعمال کرتا ہے
۳۹۲	(۶) تمہارا پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتا	۳۷۰	(۵) کیا آپ کو اس پر تعجب ہے؟
۳۹۳	اعمال صالحہ درجات کی بلندی و اعمال سیئہ برپاوی کا خطرناک ذریعہ	۳۷۳	قیامت کے دن موت کا ذبح کیا جاتا اور رائی کے برابر ایمان رکھنے والے کو نکالنا
۳۹۴	(۱) تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا	۳۷۳	(۱) وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی
۳۹۵	(۲) میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں	۳۷۶	(۲) جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے
۳۹۶	(۳) میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں	۳۷۷	(۳) موت کو پہل صراط پر ذبح کیا جائے گا
۳۹۶	(۴) تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی	۳۷۹	(۴) جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو جہنم سے نکال دو
۳۹۸	(۵) دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں	۳۸۱	اللہ تعالیٰ کو جنتیوں کا دیکھنا
۳۹۹	(۶) کیا تو نے نیکی کی ہے	۳۸۱	(۱) میں ابھی تمہیں اس سے افضل چیز عطا فرمانے لگا ہوں
۴۰۰	میں چھوڑا؟	۳۸۳	(۲) جنتیوں کے لئے حجاب دور کیا جائے گا
۴۰۱	(۸) اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے	۳۸۴	(۳) اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے
۴۰۲	(۹) میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا	۳۸۵	(۴) میری وسعت مغفرت ہی نے تو تمہیں اس مرتبہ تک پہنچایا ہے
۴۰۲	(۱۰) تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں		(۵) کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ترازو کو
۴۰۳	(۱۱) ان دو پیار کی چیزوں کے عوض جنت		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۴۴۵	مجھ سے سوال کرے گا.....	۴۰۵	دعا ہوں.....
	(۶) میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا		(۱۲) افطار میں جلدی کرنے والے محبوب
۴۴۸	ہوں.....	۴۰۶	ہیں.....
	(۷) میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے		(۱۳) جیسا میرے بندے نے پڑھا اس
۴۵۸	بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے.....	۴۰۶	کو ویسا ہی لکھ دو.....
	(۸) میرے بندے نے میری تعریف		(۱۴) خیانت کرنے والوں سے جدا ہو
۴۶۲	کی.....	۴۰۸	جاتا ہوں.....
	(۹) میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے		(۱۵) جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی
۴۶۵	کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے.....	۴۰۸	اسے جوڑوں گا.....
	(۱۰) تم نے میرے بندے کو کس حالت		(۱۶) کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں
۴۶۸	میں چھوڑا؟.....	۴۱۰	کی تھی؟.....
	(۱۱) فرشتے باری باری تمہارے درمیان	۴۱۶	نماز کے فضائل.....
۴۶۹	آتے ہیں.....		(۱) جو شخص ان کو اوقات پر ادا کرے گا
	(۱۲) میرے بندے نے میری بزرگی	۴۱۷	میں اسے جنت میں داخل کروں گا.....
۴۷۰	بیان کی.....	۴۱۷	(۲) مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں.....
۴۷۲	گناہوں کا انجام آخرت کی بربادی.....		(۳) یہ پانچ نمازیں ہیں مگر ثواب
	(۱) میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا	۴۲۰	پچاس کا ملے گا.....
۴۷۲	دشمن ہوں گا.....		(۴) اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی
	(۳) میرے بندے نے جان دینے	۴۲۲	ہیں.....
	میں جلدی کی میں نے اس پر بہشت حرام		(۴) میں نے جس روز آسمانوں اور زمین
۴۷۵	کردی.....		کو پیدا کیا تو آپ کی امت پر پچاس نمازیں
	(۳) کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ	۴۲۸	فرض کی تھیں.....
۴۷۶	سے ملنے والا ہے.....		(۵) میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۲۶	امام ترمذی کا تاویل کرنا		(۵) ان کے دل ایسے سے زیادہ
۵۲۶	تشبیہ	۴۷۷	کڑوے ہیں
۵۲۸	تفویض		(۵) یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ
	سلف کے قول امرار اللفظ علی ظاہرہ کی	۴۷۸	ناراض ہوگا
۵۳۳	توضیح	۴۸۳	شفاعت
۵۳۶	آخری التجاء		(۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کرو
۵۳۶	از قلم	۴۸۵	تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی
			(۲) میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا
			اللہ تعالیٰ کے یہ، وجہ، استواء وغیرہم کے
		۵۰۱	معنی
		۵۰۱	حدیث قدسی
		۵۰۳	(۱) تاویل
		۵۰۵	تاویل کا لغوی معنی
		۵۰۷	لسان العرب میں تاویل کا معنی
		۵۰۹	تاج العروس میں تاویل کا معنی
		۵۱۱	تاویل میں علماء کی رائے
		۵۱۱	تاویل کرنا درست ہے
		۵۱۱	تاویل کے جواز پر قرآن سے دلیل
		۵۱۲	تاویل کے جواز پر حدیث سے دلیل
			آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین علیہم
		۵۱۳	الرحمہ سے تاویل کا جواز
		۵۲۱	امام بخاری علیہ الرحمہ کا تاویل کرنا
		۵۲۳	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تاویل کرنا

حمد باری تعالیٰ

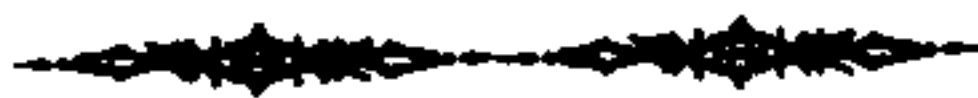
تو نے بنائی دنیا ساری یا اللہ یا اللہ
تو نے سجائی دنیا ساری یا اللہ یا اللہ

ہر اک پتا ہر اک بوٹا تو نے بنایا
تو نے ان میں خوشبو ڈالی یا اللہ یا اللہ

ہر اک چڑیا ہر اک پرندہ گیت گاتا تیری
تو نے ان میں قوت عطا کی یا اللہ یا اللہ

ہر اک انسان کو پیدا کیا تو نے
تو نے ان میں مختلف شکل بنائی یا اللہ یا اللہ

ہر اک نعمت مجاہد کو عطا کر
تیری نعمت کا ہوے بھکاری اللہ یا اللہ



نعت شریف

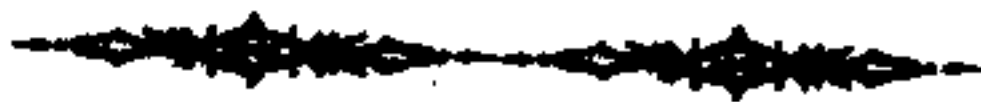
مانگنے والے مانگ ان سے جتنی تجھے ضرورت ہوتی ہے
جھولیاں بھر دیں گے اتنی جتنی تجھے ضرورت ہوتی ہے

جب بھی کوئی سائل میرے سرکار کے قدموں میں آتا ہے
بگڑیاں بنا دیتے ہیں اس کی جتنی اسے ضرورت ہوتی ہے

آپ کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا
مرادیں پوری ہوتی ہیں اس کی جتنی اسے ضرورت ہوتی ہے

امیدیں رکھ کر جو مانگتے ہیں درِ دولت سے بھکاری بن کر
ہوتی ہیں نعمتیں حاصل جتنی اسے ضرورت ہوتی ہے

آپ کی عنایت کسی چیز کی کمی نہیں مجاہد
مانگ لے بھیک ان سے آج جتنی ضرورت ہوتی ہے



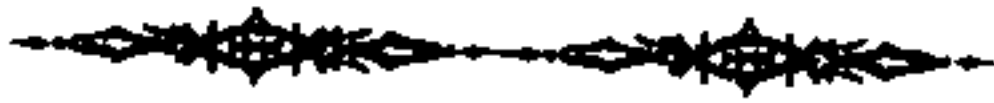
سبب تالیف

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی زبان میں مٹھاس ہوتی ہے۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو ان کا کلام روح کو تسکین اور قلب پر اثر کرتا ہے۔ پھر جب سامنے والا اس کے کلام کو سنتا ہے تو اس سے ایک قلبی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور کلام کرنے والا خوش ہو کر اس پر مزید اپنی نوازشات و اصلاح (Improvements) کا طریقہ بڑھاتا ہے تاکہ دنیا و آخرت میں ان کی بہتری و کامرانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرامین میں ایک ایسی مٹھاس کہ جب بندہ مؤمن اس کو سنتا یا پڑھتا ہے تو روح کو تسکین اور قلب باغ باغ ہو جاتا ہے اور جب اس فرمان پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو کر مزید اپنی عنایات کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کو ایمان کی ایک ایسی لذت عطا فرماتا ہے جس کا ذائقہ جسم و جان میں ایسا رچ بس جاتا ہے کہ مرتے دم تک دنیا کو ویران تو چھوڑ سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کبھی نہیں کر سکتا۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں غوطہ زن رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان جہاں بھی سنتا ہے تو ایسا دیوانہ وار فدا ہوتا ہے کہ جیسے پروانہ شمع پر فدا ہو کر اپنی جسم و جان قربان کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرامین میں سے ایک فرمان حدیث قدسی کی صورت میں بھی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کا اظہار فرماتا ہے اور بندہ مؤمن ان فرامین کو سن کر ایسا اشک بار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم و کریم ہے ہم سے اتنی محبت فرماتا ہے۔ ہم گناہ کرتے ہیں پھر بھی ہم پر اپنے انعامات کی بارش تمہا تمہا برساتا ہے۔ لہذا اسی دردِ فکر کو لے کر احادیث قدسیہ کو جمع کیا تاکہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت واضح

ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرامین پر دل و جان سے عمل کر کے دنیا و آخرت کو سنوار کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

میری یہ کتاب

- (1) ان اشک بار آنکھوں کے نام جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف میں روئی رہتی ہیں۔
- (2) ان قلوب کے نام کہ جن کے اندر ہر وقت محبت الہیہ موجزن رہتی ہے۔
- (3) ان مقدس افکار کے نام کہ جن کا جینا مرنا ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو۔
- (4) ان مقدس ارواح کے نام کہ جن کو تسکین بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے حاصل ہوتی ہے۔



اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان

مصطفیٰ کریم ﷺ کی عیٹھی زبان

الحمد لله الذي اظهر من نسخة حقائقه الذاتية الكمالية
 نقوش العوالم والاعلام، واخرج من الجمع الذاتي انواع
 الحروف والكلمات والكلام، انزل من مقام الجمع
 والتنزيه قرآنا عربيا من غير ذى عوج، وجعله معجزة
 باقية على وجه كل زمان ساطعة البراهين والحجج .
 والصلوة والسلام على من هو فاتح باب الحضرة فى
 العلم والعين واليقين، سيدنا محمد (صلى الله عليه
 وسلم) الذى كان نبيا و آدم بين الماء والطين، وعلى آله
 واصحابه المتخلفين بخلق القرآن، ومن تبعهم باحسان
 الى آخر الزمان .

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله صلى الله عليه وسلم
 الصلوة والسلام عليك يا نبى الله صلى الله عليه وسلم
 وعلى آلك واصحابك يا نور الله صلى الله عليه وسلم

درود شریف کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حضور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے
 مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے
 حاضر ہوتے ہیں اور جو درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ
 (درود پڑھنے والا) فارغ ہو جائے۔

میں نے عرض کیا:

کیا موت کے بعد بھی؟

فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی
 زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ: باب ذکر وفاتہ ودفنہ رقم: 1637 ص: 263 بیروت)
 مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”یہ نہیں کہ درود پہنچانے والا فرشتہ سارے درودوں کا تھیلا ایک دم حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچائے بلکہ اگر کوئی سو بار درود شریف پڑھے تو یہ
 فرشتہ سو بار اس کے اور گنبد خصری کے درمیان چکر لگائے گا اور ہر درود الگ
 الگ پیش کرے گا“۔ (مرآة المناجیح ج: 2 ص: 318 قادری پبلشرز لاہور)

سبحان اللہ

درود شریف پڑھنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں جو کوئی امتی اپنے آقا
 و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس کے ہر بار درود
 شریف پڑھنے کو الگ الگ پیش کرتا ہے اور بعض احادیث مبارکہ میں
 مغفرت اور قیامت کے دن شفاعت کی بشارت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے۔ جب زمین کو پیدا کیا تو خلیفہ بنا کر بھیجا دیا تا کہ میرے بندے زمین پر میری بندگی کریں۔ اور میرے رب ہونے کا اقرار کریں۔ جب اپنے بندوں کو فساد کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرما دیا تا کہ ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے وعدے کا یقین دلائیں کہ قیامت کے دن ان کی مغفرت فرما کر جنت جیسا دائمی مقام عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے بندوں کو برائی سے بچانے اور نیکی کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجا جو کہ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے صراحتاً ثابت ہے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کتنا محبت فرماتا ہے کہ ہر مختلف دور میں مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو راہ راست پر لائیں۔ پھر اس کے بعد احادیث قدسیہ کو ذکر کروں گا جن کے اندر ایک عجیب لطف اور آنکھوں کو اشک بار کرنے والے مناظر و مقام سامنے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمانا

حضرت آدم علیہ السلام وہ مقدس نبی (علیہ السلام) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے زمین پر مبعوث فرمایا تا کہ میری تسبیح و تہلیل کریں جیسا کہ قرآن مجید میں آیت کریمہ سے صراحتاً ثابت ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۗ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ

هَلْآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا
 عَلَّمْتَنَا ۗ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ
 بِاَسْمَائِهِمْ ۗ فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ
 غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاَعْلَمُ مَا تَبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ
 تَكْتُمُوْنَ ۝ (البقرہ: ۳۰-۳۳)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلانے اور خوریزیاں کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں ظلم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ فرمایا: اے آدم! بتادے انہیں سب اشیاء کے نام جب آدم نے انہیں سب کے نام بتادیئے فرمایا میں نہیں کہا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

ان آیات کریمہ میں یہ بتایا ہے کہ انسان کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ان کو کائنات کی تمام اشیاء کے اسماء کا علم عطا فرمایا۔

خلیفہ کا معنی

خلیفہ نائب یا قائم مقام کو کہتے ہیں۔

جب اصل شخص خود کار حکومت انجام نہ دے سکے تو اس کا خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔ مثلاً اصل شخص کہیں چلا جائے تو عارضی طور پر اس کی جگہ کام کرنے کے لئے خلیفہ مقرر

کرتے ہیں یا اصل شخص فوت ہو جائے تو اس کی جگہ خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں جانے یا فوت ہونے سے پاک ہے تو پھر اس کو خلیفہ کی کیا ضرورت تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خلیفہ کی ضرورت نہ تھی بلکہ بندوں کو ضرورت تھی کیونکہ انسان اپنی مادی کثافت اور عدم قرب کے حجابات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کر سکتا تھا اور اس سے احکام وصول نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور انسانوں کے درمیان ایک خلیفہ بنایا اور اس کا نام نبی اور رسول رکھا اور انبیاء علیہم السلام کو ایسی صلاحیت اور استعداد عطا فرمائی کہ وہ فرشتوں کے واسطے سے یا بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے احکام حاصل کر سکیں۔ کسی انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی طرف فرشتے بھیجے جاتے ہیں اور مقربین سے اللہ تعالیٰ خود بھی کلام فرماتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے میقات میں کلام فرمایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کلام فرمایا۔

خلیفہ کا ایک معنی یہ ہے

جو اللہ کا نائب ہو اور اس کا خلیفہ ہو اور اللہ سے احکام حاصل کر کے بندوں تک پہنچائے یہ معنی نبی اور رسول کے مترادف ہے۔

خلیفہ کا دوسرا معنی یہ ہے کہ

جو نبی اور رسول کا نائب اور اس کا خلیفہ ہو اور نبی کی بیان کی ہوئی شریعت کو لوگوں پر نافذ کرے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے بارے مشورہ کیا تھا

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے جو فرمایا تھا

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

یہ فرشتوں سے مشورہ نہیں تھا کیونکہ مشورہ کا معنی ہے کسی شخص کا دوسرے شخص کی طرف رجوع کر کے ایک رائے کو حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ اپنے کام میں کسی کی رائے

حاصل کرنے سے پاک اور بری ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی تخلیق کی پیشگی خبر دی تھی تاکہ فرشتے اس خبر پر اپنی رائے کا اظہار کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی رائے کے متعلق اپنا حکم اور اپنی حکمتوں کو بیان فرمائے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کا خلیفہ بنا کر بھیجا تاکہ میری بندگی کریں۔

قرآن مجید میں ہے: آیت نمبر 2

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى

الْعَالَمِينَ ۝ (آل عمران: 33)

بے شک اللہ نے جن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو

سارے جہان سے۔

اصطفیٰ صفو سے بنا ہے

بمعنی چھانٹنا، چننا۔ چننے ہوئے پانی کو اس لئے صفا کہا جاتا ہے کہ وہ میل وغیرہ سے چھانٹ لیا گیا۔ یہاں دیگر انسانوں سے افضل فرمانا مراد ہے۔ شریعت میں اصطفیٰ خاص قرب کا نام ہے جو خلت و محبت سے عام تر ہے ہر نبی برگزیدہ ہیں مگر سب کا لقب مصطفیٰ یا حبیب اللہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے چناؤ دو قسم کے ہوتے ہیں

(1) اصطفیٰ عام جو نبی کا نبوت کے لئے چناؤ ہوا کہ انہیں بے عیب پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات و خصوصی علم انہیں بخشے۔ گنہگارتن دودھ کے قابل نہیں گنہگار دل نبوت کے قابل نہیں۔

(2) دوسرا اصطفاء خاص مراد ہے۔

خاص جو گروہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کو بعض خصوصی صفات بخشے گئے۔ کوئی کلیم اللہ بنائے گئے، کوئی روح اللہ۔ یہاں اصطفیٰ خاص مراد ہے۔ اس لئے

صرف چار انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہوا۔ حضرت آدم علیہم السلام کا برگزیدہ ہونا اس طرح ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ انہیں نسل انسان کا مورث اعلیٰ بنایا۔ وسیع علم عطا فرمایا۔ فرشتوں کا مسجود بنایا۔ جنت الفردوس میں ٹھہرایا وغیرہ۔ چونکہ سب سے پہلے پیغمبر آپ ہی ہیں اس لئے سب سے پہلے آپ علیہ السلام کا ذکر ہی ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی برگزیدگی کے یہ معنی کہ آپ علیہ السلام کے بعد پہلے وہ نبی ہیں جنہوں نے کفار کو تبلیغ کی۔ سب سے پہلے آپ علیہ السلام کی قوم پر عذاب الہی نازل ہوا۔ آپ علیہ السلام کا لقب آدم اصغر اور والد دوم ہے کیونکہ سارے انسان آپ کی نسل سے ہیں کہ سوا آپ پر ایمان لانے والوں کے سب لوگ غرق کر دیئے گئے تھے مگر نسل صرف آپ علیہ السلام کی ہوئی۔ باقی مومنین کی نسل نہ چل سکی۔ پھر فرمایا ”وال ابراہیم“ یہ نوحا پر معطوف ہے اور مصطفیٰ کا مفعول ہے چونکہ حضرت ابراہیم و عمران علیہما السلام کی اولاد مقدہستیاں بے شمار ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالانبیاء یعنی پیغمبروں کا باپ کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں آل فرمایا گیا۔

اس تمام بحث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان برگزیدہ ہستیوں کو اپنی بندگی اور اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو صراط مستقیم دکھائیں اور وہ میری معرفت حاصل کر کے آخرت کا اجر پائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مبعوث ہونا

جب انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور وہ بتوں کی پوجا کرنے اور فتنہ پرست ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس قبیح فعل سے بچانے کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو تبلیغ کریں اور ان کو میری معرفت اور آخرت کی فکر دیں۔ حضرت نوح علیہ السلام جب اپنی قوم پر مبعوث ہوئے تو وہ بتوں کی پوجا اور قبیح افعال کرتے تھے اس لئے آپ علیہ السلام نے ان کو برے افعال سے بچانے

کے لئے تبلیغ جیسا اہم فریضہ سرانجام دیا تا کہ ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا یقین دلاؤں اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرمائے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مبعوث ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے جو کہ مندرجہ

ذیل ہے۔

آیت نمبر ۱:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِن
إِلٰهِ غَيْرُهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ الْمَلَأِينَ
قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلٰلَةٌ
وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ أَبَلِّغُكُمْ رِسٰلَتِ رَبِّي
وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَاعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ أَوْعَجِبْتُمْ أَن جَاءَ
كُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَتَعْلَمُوا
تُرْحَمُونَ ۝ (الاعراف: 63-59)

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ اس کی قوم کے سردار بولے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ اور کیا تمہیں اس کا تعجب ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو۔

امام ابن جریر وغرہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے ایک سو چھبیس سال بعد حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اہل کتاب کی تاریخ میں مذکور ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک سو چھیالیس سال کا عرصہ ہے۔

امام ابن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟

فرمایا:

ہاں! وہ ایسے نبی تھے جن سے کلام کیا گیا

پوچھا

حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان کتنا عرصہ ہے

فرمایا

دس قرن (صدیاں)

(صحیح ابن حبان: ج: 14 رقم الحدیث: 6190)

اس حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان ایک ہزار سال ہیں۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

امام محمد بن سعد متوفی ۲۴۰ھ اپنی سند کے ساتھ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن ہیں اور وہ سب اسلام پر تھے۔ (الطبقات الکبریٰ ج: 1 ص: 42 مطبوعہ دار احیاء بیروت)

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت مبعوث کیا جب بتوں کی عبادت اور شیطانوں کی اطاعت شروع ہو چکی تھی اور لوگ کفر اور گمراہی میں مبتلا ہو چکے تھے حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں جن کو بندوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

بت پرستی کی ابتداء کیسے ہوئی

امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن قیس سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان کچھ نیک لوگ تھے اور ان کے پیروکار ان کی اقتداء کرتے تھے۔ جب وہ لوگ فوت ہو گئے تو ان کے پیروکاروں نے کہا! اگر ہم ان کی تصویریں بنا لیں تو اس سے ہماری عبادت میں زیادہ ذوق اور شوق ہوگا۔ سو انہوں نے ان نیک لوگوں کی تصویریں بنا لیں۔

جب وہ فوت ہو گئے داران کی دوسری نسل آئی تو ابلیس نے ان کے دل میں یہ خیال ڈاکہ ان کے خیال آبا ان تصویروں کی عبادت کرتے تھے اور اسی سبب سے ان پر بارش ہوتی تھی۔ سو انہوں نے ان تصویروں کی عبادت کرنی شروع کر دی اور امام ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا کہ ”ود“ یعنی یعوق سواع اور نسر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور ودان میں سب سے نیک تھے۔

(جامع البیان ج: 29 ص: 122 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابن ابی حاتم سے روایت کیا ہے کہ

وہ ایک نیک نامی شخص تھا اور اوہ اپنی قوم میں محبوب تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگ بابل کی سرزمین میں اس کی قبر کے گرد بیٹھ کر روتے رہے۔ جب ابلیس نے ان کی آہ و بکا دیکھی تو وہ ایک انسان کی صورت میں متماثل ہو کر آیا اور کہنے لگا میں نے تمہارے کو دیکھا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے لیے ود کی ایک تصویر بنا دوں۔ تم اپنی مجالس میں اس تصویر کو دیکھ کر اسے یاد کیا کرو۔ انہوں نے اس سے اتفاق کیا اس نے ود کی تصویر بنا دی جس کو وہ اپنی مجلسوں میں رکھ کر اس کا ذکر کیا کرتے تھے جب ابلیس نے یہ منظر دیکھا تو کہا میں تم میں سے ہر ایک کے گھر میں ود کا ایک مجسمہ (بت) بنا کر رکھ دوں تاکہ تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں ود کا ذکر کیا کرے انہوں نے اس کو مان لیا پھر ہر جگہ میں ود کا ایک بت بنا کر رکھ دیا پھر ان کی اولاد بھی یہی کچھ کرنے لگی پھر اس کے بعد

جو نسلیں آئیں وہ یہ بھول گئی کہ وہ ایک انسان تھا وہ اس کو خدا مان کر اس کی عبادت کرنے لگیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس بت کی پرستش شروع کر دی سو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس بت کی سب سے پہلے پرستش شروع کی گئی وہ وہ نام کا بت تھا۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم ج: 10 ص: 3376 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباری مکہ مکرمہ)

غرض یہ کہ جب زمین میں بت پرستی عام ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس قبیح فعل سے بچانے کے لئے اپنے رسول حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ لوگوں کو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت دیتے تھے اور ان کو غیر اللہ کی عبادت سے منع کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے کہ میرے بندے میری نافرمانی ہرگز نہ کریں۔ یہ نہ ہو کہ میں ان کو عذاب دوں اور انہیں جہنم میں داخل کروں بلکہ ان کی طرف انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجاتا کہ میری عبادت کریں اور میری نافرمانی نہ کریں اور میں ان کو انعامات سے مالا مال کروں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ

عَامًا (الحکیمت: 14)

اور بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان میں ساڑھے نو سو سال رہے۔

سدی نے کہا

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو سال تھی۔

امام ابن جوزی نے کہا

آپ علیہ السلام کی عمر شریف ایک ہزار تین سو سال تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ علیہ السلام کی عمر شریف ایک ہزار سات سو سال تھی۔ (کیونکہ بعثت کے بعد ساڑھے نو سو سال تک انہوں نے تبلیغ کی تھی پھر طوفان آیا اس کے بعد بھی وہ ایک عرصہ تک زندہ رہے) حضرت نوح علیہ السلام موصل کی مشرقی جانب فوت ہوئے تھے یہ وہی جگہ ہے جہاں ان کی کشتی جو دی پہاڑ کے پاس ٹھہری تھی۔

امام ابن اسحاق نے فرمایا:

وہ ہند میں فوت ہوئے تھے۔

عبدالرحمان بن سابط نے فرمایا

حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں زمزم، رکن اور مقام کے درمیان ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ علیہ السلام باب میں فوت ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ علیہ السلام بعلبک (شام کا ایک شہر) کی کرک نام کی ایک بستی میں فوت ہوئے اور اب بھی وہاں پر ان کی قبر معروف ہے اس کو کرک نوح کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ

امام ابن جریر اور امام ازرقی نے روایت کیا ہے کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے اور یہ قول دوسرے متاخرین کے اقوال کی بہ نسبت زیادہ قوی اور زیادہ ثابت ہے۔

(عمدة القاری ج: 15 ص: 299 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اہل کتاب کا قول یہ ہے کہ

جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تھے اس وقت آپ علیہ

السلام کی عمر چھ سو سال تھی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اس کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ قرآن مجید میں یہ تصریح ہے کہ وہ بعثت کے بعد اپنی قوم میں نو سو پچاس سال تک زندہ رہے پھر اس کے بعد ان ظالموں پر طوفان آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ طوفان آنے کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چوراسی سال کی عمر میں ان کی بعثت ہوئی اور طوفان کے بعد وہ ساڑھے تین سو سال رہے اس حساب سے آپ علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سات سو اسی سال ہے۔
(البدایہ والنہایہ ج: 1 ص: 100-120، ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے ساڑھے نو سو سال رکھا اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کرتے رہے اور نافرمانی پر دردناک عذاب کی وعید سناتے رہے۔

آیت نمبر 3

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَأَقْرَبُوا وَاطِيعُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ
مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۚ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(نوح: 1-4)

بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو عذاب سے ڈرائیں اس سے پہلے کہ ان کی طرف دردناک عذاب آئے۔ کہا۔ اے

میری قوم! میں تمہیں عذاب سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو وہ تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرمادے گا اور تمہیں ایک معین مدت تک مہلت دے گا۔ بیشک جب اللہ کی معین کردہ مدت آجائے گی تو اس کو مؤخر نہیں کیا جائے گا کاش تم جانتے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے جن کو تمام روئے زمین والوں کی طرف بھیجا گیا۔ (الجامع لاحکام القرآن ج: 18 ص: 273)

علامہ قرطبی مالکی نے

سورۃ نوح کی تفسیر کا آغاز مذکور الصدر حدیث سے کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو تمام روئے زمین والوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ اس حدیث کو علامہ سیوطی نے ابن عساکر کے حوالے سے ذکر کیا ہے مگر اس میں صرف اتنا ہے کہ سب سے پہلے جس نبی کو بھیجا گیا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ (الجامع الصغیر رقم الحدیث: 2845)

نیز علامہ قرطبی کا یہ فرمانا ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام کو تمام روئے زمین والوں کی طرف بھیجا گیا تھا اس آیت کے خلاف ہے کیونکہ اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور جس نبی کو تمام روئے زمین والوں کی طرف بھیجا گیا وہ صرف ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ آیات کریمہ سے صراحتاً ثابت ہیں۔ ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے مقدس بندے پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کیلئے عذاب سے ڈرانے والے ہو جائیں۔ (الفرقان: 1)

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (سہا: 28)

اس آیت میں فرمایا ہے

اس سے پہلے کہ ان کی طرف دروناک عذاب آئے۔

مقاتل نے کہا

اس سے مراد ہے۔ اس سے پہلے کہ ان کو طوفان سے غرق کر دیا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ

آپ ان کو مطلقاً آخرت کے عذاب سے ڈرائیے۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کی دعوت دیتے

تھے اور ان کو آخرت کے عذاب سے ڈراتے تھے لیکن ان پر کوئی امر نہیں ہوتا تھا۔ وہ آپ

علیہ السلام کو اس قدر زد و کوب کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام بے ہوش ہو جاتے تھے۔

آیت نمبر 2 فرمایا

”اے میری قوم! میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں“

یعنی میں تمہارے سامنے تمہاری زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہوں کہ اگر تم

اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔

آیت نمبر 3 میں فرمایا گیا:

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا معنی یہ ہے کہ

اس کے تمام احکام پر عمل کرو۔ خواہ وہ واجبات ہوں یا مستحبات ہوں اور خواہ ان

عبادات کا تعلق ظاہری اعضاء سے ہو یا دل کے کاموں سے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا معنی یہ ہے کہ
ان تمام کاموں کو ترک کر دو جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام یا مکروہ قرار دیا ہے۔
اور فرمایا:

میری اطاعت کرو

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی معرفت صرف نبی علیہ السلام کے بتانے اور اس کی
رہنمائی سے ہو سکتی ہے۔ عام انسان کو کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے کس کام کا حکم دیا ہے اور
کس سے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کس کام سے راضی ہوتا ہے اور کس کام سے ناراض
ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت نبی کی اطاعت کے بغیر نہیں
ہو سکتی۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی عبادت اور اس سے ڈرنے کا
حکم دینے کے بعد یہ فرمایا کہ میری اطاعت کرو۔

آیت نمبر 4 میں فرمایا گیا

وہ تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں ایک معین مدت تک مہلت
دے گا۔ بے شک اللہ کی معین کردہ مدت آجائے گی تو اس کو موخر نہیں کیا جائے گا۔ کاش
تم جانتے۔

بعض گناہوں کی معافی کی بشارت کی توجیہ

اللہ تعالیٰ نے ان کو تین کاموں کا مکلف کیا

(1) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو

(2) اس سے ڈرو

(3) اور حضرت نوح علیہ السلام کی اطاعت کرو۔

اور اس پر عمل کرنے کے بعد ان سے دو انعاموں کا وعدہ فرمایا۔

(1) اللہ تعالیٰ ان کے بعض گناہوں کو معاف فرما دے گا یعنی ان کو آخرت میں عذاب

نہیں ہوگا۔

(2) ان سے دنیا کے عذاب اور مصائب کو بھی بہ قدر امکان دور فرمادے گا اور ان کی موت کو بہ قدر امکان مؤخر کر دے گا۔

اس آیت میں من ذنوبکم فرمایا ہے

یعنی تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرمادے گا یعنی ان کے تمام گناہ معاف نہیں فرمائے گا۔

اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کے گناہ تو صرف ایمان لانے سے ہی معاف ہو جاتے ہیں پھر قابل معافی جو گناہ بچے وہ ایمان لانے کے بعد کے ہی گناہ ہیں اور وہ کل گناہوں کا بعض ہی ہیں۔

دوسرا جواب

یہ ہے کہ ان بعض گناہوں سے وہ گناہ مراد ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے کیونکہ جن گناہوں کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے وہ گناہ اس وقت معاف ہوں گے جب اصحاب حقوق ان کو معاف کر دیں گے۔

تیسرا جواب

یہ ہے کہ ان بعض گناہوں سے وہ گناہ مراد ہیں جن پر بندوں نے استغفار کیا ہو اور باقی ماندہ گناہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف مفضول ہیں۔ وہ چاہے تو ان گناہوں کی سزا دینے کے بعد ان کو معاف فرمادے چاہے تو کسی نبی ولی یا فرشتہ کی سفارش سے ان کو معاف فرمادے اور چاہے تو اپنے فضل محض سے ان کو معاف فرمادے۔

چوتھا جواب

یہ ہے کہ اس آیت میں ”من“ زائدہ ہے بیانہ ہے

اور مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا لیکن یہ جواب

درست نہیں ہے کیونکہ بلغ کے کلام میں کوئی لفظ زائد اور بے معنی نہیں ہوتا اور من بیانہ اس وقت ہوتا ہے جب اس سے پہلے جس کا ذکر ہو یا کوئی مبہم لفظ ہو۔

اس کے بعد فرمایا

اور تمہیں ایک معین مدت تک مہلت دے گا۔ بیشک جب اللہ کی معین کردہ مہلت آجائے گی تو اس کو موخر نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ایک معین مدت دے گا اگر تم اس مدت میں فرمانبردار ہو گئے اور گناہوں اور شرک سے توبہ کر لی تو تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا ورنہ اگر تم اپنے گناہوں اور شرک پر قائم رہے تو جو مہلت اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا پھر اس کو موخر نہیں کرے گا۔

ان آیات کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تا کہ ان کو عذاب سے ڈرائیں پھر جب حضرت نوح علیہ السلام ان کی طرف تشریف لے گئے تو فرمایا میں تمہیں صف صف ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو تا کہ وہ تمہارے بعض گناہوں کو معاف فرما دے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ایک معین مدت دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی معین مدت آجائے گی تو پھر اس کو موخر نہیں کیا جائے گا۔ کاش تم اس کو جان لیتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے کہ میرے بندے میری عبادت کریں اور شرک سے توبہ کریں تا کہ میں ان کی مغفرت فرما دوں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمانا اپنے بندوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی تاکید فرمانا ہے۔

آیت نمبر 4: **وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَآهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝ وَكُرَّكْنَا عَلَيْهِ**

فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَّمَ عَلٰى نُوْحٍ لِّى الْعَلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذَلِكْ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت: 81 تا 75)

اور ہم کو نوح نے پکارا (سودیکھ) ہم کتنی اچھی طرح پکار کا جواب دینے والے ہیں۔ اور ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم نے ان ہی کی اولاد کو باقی رہنے والا بنا دیا۔ اور ہم نے ان کا ذکر بعد والوں میں باقی رکھا سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔

آیت نمبر 75 میں فرمایا گیا

اور ہم کو نوح نے پکارا (سودیکھ) ہم کتنی اچھی طرح پکار کا جواب دینے والے ہیں اس کا معنی ہے

حضرت نوح علیہ السلام نے ہم سے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا۔ یہ دعا اس وقت تھی جب وہ سالہا سال تبلیغ کرنے کے بعد اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تھے۔

وہ دعا یہ تھی:

اور نوح نے دعا کی اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے والا نہ چھوڑ۔ بیشک اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور یہ صرف بدکار کافروں کو ہی جہنم دیں گے۔ (نوح: 26، 27)

دعا قبول ہونے کی شرائط

حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا دو وجہوں سے کی تھی۔

- (1) ایک وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو ناپاک بندوں سے پاک کر دے۔
- (2) دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کے ہلاک ہونے کی وجہ سے بعد میں آنے والے اللہ تعالیٰ

کی نافرمانی کرنے سے ڈریں اور ان کو نصیحت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہم ان کی پکار کا اچھی طرح جواب دینے والے ہیں

(1) اس کا محمل یہ ہے کہ ہم نے حضرت نوح (علیہ السلام) کی دعا بہت اچھی طرح قبول کی۔

(2) دوسرا محمل یہ ہے کہ ہم ہر دعا کرنے والے کی دعا کو اچھی طرح قبول کرنے والے ہیں۔

دعا کے قبول ہونے کی شرائط یہ ہے کہ

(1) حضور قلب سے دعا کی جائے۔

(2) غفلت اور بے پرواہی دعا نہ کی جائے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ

اگر فوراً دعا قبول نہ ہو تو دعا کرنے کو ترک نہ کیا جائے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ

دعا کرنے والا صرف مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے بلکہ راحت کے

ایام میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ

دعا کرنے والا خود بھی اللہ تعالیٰ کی بات ماننا ہو یعنی اطاعت گزار ہو اور اس کے

احکام پر عمل کرنے والا ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ

دعا کے اول و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام

پڑھے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ

وہ دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے۔

اور ساتویں شرط یہ ہے کہ

اس کی دعا تقدیر سے متصادم نہ ہو۔

آیت نمبر 76 میں فرمایا گیا

اور ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضرت نوح علیہ السلام کے گھر والوں میں سے آٹھ افراد ایمان لائے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام آپ علیہ السلام کے تین بیٹے اور آپ علیہ السلام کی ازواج چار

مرد اور چار عورتیں اور آپ علیہ السلام کی قوم میں سے کل اسی (80) افراد اسلام لائے

تھے۔ (مکتبہ المدینہ، ج: 5، ص: 53)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرتا ہے اس کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ اسلام میں

تعداد کی زیادتی مطلوب نہیں ہے بلکہ لوگوں میں ایمان اور تقویٰ کی اعلیٰ صفات مطلوب

ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے نو سو سے زیادہ سال تک تبلیغ کی اور صرف اسی آدمی

اپنے پیروکار بنائے۔ اس لئے علماء مبلغین اور صالحین کو چاہئے کہ وہ اس کے درپے نہ

ہوں کہ ان کے پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہو بلکہ یہ کوشش کریں ان کے پیروکار ایمان اور

اخلاق کی اعلیٰ مقدار کے حامل ہوں۔

اس آیت میں فرمایا ہے

ان کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔

(1) اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ان کو طوفان میں غرق ہونے سے محفوظ رکھا۔

(2) اور اس کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی قوم کے کافر سردار جو ان کو تنگ

کرتے رہتے تھے اس مصیبت سے ان کو نجات دی۔

آیت نمبر 77 میں فرمایا گیا

اور ہم نے ان ہی کی اولاد کو باقی رہنے والا بنا دیا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا
حضرت نوح علیہ السلام کے بعد دنیا میں جس قدر لوگ ہیں وہ سب حضرت نوح
علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔
آپ علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔

(1) سام

(2) حام اور

(3) یافث

تمام عرب اور عجم سام کی اولاد ہیں
اور روم اور ترک اور صقالہ یافث کی اولاد ہیں۔
اور سوڈانی حام کی اولاد ہیں۔ (معالم التنزیل: ج: 4 ص: 34)
آیت نمبر 78 میں فرمایا گیا
اور ہم نے ان کا ذکر بعد والوں میں باقی رکھا۔
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
اس کا معنی یہ ہے کہ بعد میں آنے والی نسلوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر خیر کو
جاری رکھا۔

مجاہد نے کہا

اس کا معنی یہ ہے کہ بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام ان کی تعریف اور تحسین
فرماتے رہے۔

آیت نمبر 79 میں فرمایا گیا۔

سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔

الفراء نے کہا

اس سے ذکر خیر مراد ہے جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں کیا گیا ہے اور اس کا معنی ہے ہماری طرف سے نوح پر تمام جہانوں میں سلام ہو۔

اور اس کا ایک معنی یہ ہے کہ

قیامت تک لوگ ان پر صلوٰۃ پڑھتے رہیں گے ان کا ذکر برائی سے نہیں کیا جائے گا اور بعد میں آنے والے ہر نبی (علیہ السلام) کی وہی وصیت کی گئی جو حضرت نوح (علیہ السلام) کو کی گئی تھی۔ (الشوری: 13)

آیت نمبر 80 میں فرمایا گیا

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

مقاتل نے کہا

اس کا معنی یہ ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام نے جو نیک کام کیے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کی جزا میں ان کے ذکر خیر کو دنیا میں شائع کر دیا۔

آیت نمبر 81 میں فرمایا گیا

بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔

اس آیت میں پہلی آیت کا بیان ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی نیکی ان کا اعلیٰ

درجہ کا کامل ایمان تھا۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی پیروی کی

اور برے افعال سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام یہ فرمایا کہ ان کو غرق ہونے

سے بچا لیا اور ان سے ایسی محبت فرمائی کہ آج تک تمام عالم میں ان کی نسلیں باقی ہیں اور

بیا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بعثت

جب عالم میں انسان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور ان میں فتنہ بڑھا لوگ اللہ تعالیٰ

کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرنے لگ گئے اور خدائی دعویٰ کرنے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو سیدھے راستے کی تلقین کریں اور میں ان کی مغفرت فرما دوں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت قرآن مجید کی آیات کریمہ سے صراحتاً ثابت ہے۔

آیت نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عِبَادِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ (الانباء: 51-56)

اور بے شک اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہدایت عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے (عرفی) باپ اور پنی قوم سے کہا یہ کیسی مورتیاں (بت) ہیں جن (کی پرستش) پر تم جمے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا تھا۔ (ابراہیم نے) کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ انہوں نے کہا کیا آپ واقعی حق بات کہہ رہے ہیں یا یونہی مذاق کر رہے ہیں۔ (ابراہیم نے) کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں انبیاء علیہم السلام کے جو قصص بیان فرمائے ہیں ان میں یہ دوسرا قصہ ہے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔

اس میں فرمایا اور بے شک اس سے پہلے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے پہلے ہم نے ابراہیم کو رشد عطا فرمائی۔

رشد کے معنی کے متعلق علامہ راغب اصفہانی متونی 502 ھ لکھتے ہیں۔

الرشد الغی کی ضد ہے ”الغی“ کا معنی گمراہی ہے

اور الرشد کا معنی ہدایت ہے

قرآن مجید میں ہے

قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۗ (البقرہ: 256)

بے شک ہدایت گمراہی سے متمیز ہو چکی ہے۔

رُشد (رپریش) دنیا اور آخرت میں راہ راست کے ساتھ خاص ہے اور

رشد (رپرزبر) کا اطلاق صرف امور اخرویہ میں ہوتا ہے۔

اور راشد اور رشید کا اطلاق دنیا اور آخرت دونوں میں ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا

أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشِدُونَ ۝ (الحجرات: 7)

یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے

وَمَا أَمْرُهُمْ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۝ (مؤد: 97)

اور فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔

اس کا تعلق دنیا سے تھا۔

(المفردات ج: 1 ص: 260-259 مطبوعہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ)

امام نضر الدین محمد بن عمر رازی متونی 606 ھ لکھتے ہیں:

رشد کی تفسیریں دو قول ہیں

(۱) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ہم ان کو خوب جاننے والے تھے“

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو نبوت کے ساتھ مختص کرتا ہے جس کے متعلق اس کو معلوم ہو کہ یہ شخص نبوت کا حق ادا کرنے کا اور جو کام منصب نبوت کے نامناسب ہوں اور جن کاموں سے اس کی قوم متنفر ہو وہ کام نہیں کرے گا۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ

رشد سے مراد ہدایت ہے

قرآن مجید میں ہے

فَإِنِ انْتَسَمْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ (النساء: 6)

پھر اگر تم تم قبیہوں میں ہدایت (ہوشیاری اور حسن تدبیر) پاؤ تو ان کے اموال

انہیں سونپ دو۔

اس میں ایک تیسرا قول بھی ہے کہ

نبوت اور ہدایت دونوں رشد کے تحت داخل ہیں کیونکہ اسی شخص کو منصب نبوت پر فائز کرنا جائز ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات پر رہنمائی کر چکا ہو اور اس کو وہ امور بتا چکا ہو جو اس کے اور اس کی قوم کے رذائل سے منزہ ہونے اور فضائل سے متصف ہونے کے لئے ضروری ہوں۔ یعنی اس کو وہ کام معلوم ہوں جن کے کرنے سے دنیا اور آخرت میں مذمت ہوتی ہے اور جن کے کرنے سے دنیا اور آخرت میں تعریف اور تحسین ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر ج: 8 ص: 152-151 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

فرمایا

بے شک اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو ہدایت عطا فرمائی تھی

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا یعنی حضرت موسیٰ اور ہارون سے پہلے ان کو نبوت اور ہدایت عطا فرمائی تھی اور مقاتل نے کہا ان کے بلوغ ہونے سے پہلے بچپن میں ان کو نبوت عطا فرمائی تھی جب انہوں نے ستاروں کو دیکھ کر ان سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر استدلال کیا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی صلب اور پشت میں ان کو نبوت عطا فرمائی تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت سے نبیوں کو نکال کر ان سے عیاشی لیا تھا۔

(جامع البیان ۱۷۷ ص ۴۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ فرمانا

تماثیل تمثال کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے تراشا ہوا مجسمہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم مختلف چیزوں کی بنائی ہوئی مجسم تصویروں کی پرستش کرتی تھی۔ مثلاً انسان یا کسی حیوان کی صورت کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ اس کی دلیل کیا ہے؟

تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ وہ اپنے باپ دادا کی تقلید کرتے ہیں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ تم اور تمہارے باپ دادا تو کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ ان کی قوم نے کہا آیا آپ سنجیدگی سے بات کہہ رہے ہیں یا مذاق کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ بہت بعید تھا کہ جو کام برسوں سے نسل در نسل ہوتا چلا آ رہا ہو اس کو گمراہی کہا جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کے بتوں کو توڑنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ قوم یہ سمجھ رہی ہے کہ وہ ان کے

ساتھ مذاق کر رہے ہیں تو آپ علیہ السلام نے توحید کا اعلان کیا تا کہ قوم کو یقین ہو جائے کہ وہ اظہار حق میں سنجیدہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی زبان اور عمل سے اپنے عقیدہ توحید کا اظہار کیا اور کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ خالق وہ ہے جس نے ان چیزوں کو بندوں کے نفع کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں بندوں کو ضرر اور عذاب سے بچانے اور نفع اور ثواب پہنچانے پر قادر ہے۔ سو اسی کی عبادت کرنی چاہئے اس کے علاوہ انہوں نے ایک عملی تدبیر اختیار کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے (عرفی) والد نے کہا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) ہماری ایک عید ہے۔

علامہ ابن جریر نے یوں بیان کیا:

اگر تم ہمارے ساتھ اس دن جاؤ تو تم کو ہمارا دین اچھا لگے گا۔ جب عید کا دن آیا تو وہ سب رونہ ہوئے جب کچھ راستہ طے ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام گر گئے اور فرمایا میں بیمار ہوں اور میرے پیر میں تکلیف ہے۔ ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ جب وہ چلے گئے تو انہوں نے زور سے کہا اور اللہ کی قسم! تمہارے پیٹھ پھیر جانے کے بعد میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک خفیہ تدبیر کروں گا ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس بات کو سن لیا تھا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بت کدہ کی طرف گئے۔ اس بت کدہ میں ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے سامنے ایک بہت بڑا بت نصب تھا اور اس کے ساتھ بہت چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہوئے تھے اور ان بتوں کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا۔ انکا پروگرام تھا کہ وہ اپنی عید یا میلے سے واپس آکر اس طعام کو کھائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان بتوں کیسا منے کھانا رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا ترجمہ: آپ نے ان بتوں کے پاس جا کر فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم کو

کیا ہوا تم بات کیوں نہیں کرتے؟ پھر انکی طرف مڑ کر ان کو دائیں ہاتھ سے مارنا شروع کر دیا۔ (الصفات: 91,93)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کپھاڑے سے تمام بتوں کو توڑنا شروع کر دیا اور تمام بت ٹوٹ کر ان کے قدموں میں گر گئے پھر انہوں نے کپھاڑا اٹھا کر سب سے بڑے بت کی گردن پر رکھ دیا پھر جب ان کی قوم میلے سے واپس آئی تو کھانا کھانے کے لئے اپنے بت کدہ میں گئی۔ وہاں جا کر انہوں نے دیکھا کہ بڑے بت کے سوا ان کیسارے خدا ٹوٹے پھوٹے پڑے تھے۔ اس وقت انہوں نے کہا ہمارے معبودوں کے ساتھ جس نے بھی یہ کاروائی کی ہے بے شک وہ ضرور ظالموں میں سے ہے۔

انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو ان (بتوں) کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا ان کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ (جامع البیان ج: 17 ص: 51 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ ہمیری قوم ان بتوں کو چھوڑ کر ایک وحدہ لا شریک خالق کو مانے اور اس کی عبادت کرے۔ محمد اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرے۔

قرآن مجید میں ہے آیت نمبر 2

الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَ هُمْ مُقْتَدِرُونَ (الانعام: 82)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کو نہیں ملا یا ان ہی کے لئے بے خوفی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض مفسرین نے کہا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان جو مباحثہ ہوا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ سنایا ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے

عذاب سے وہی محفوظ رہے گا جس نے اللہ تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کی ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کی یہ آمیزش نہ کی ہو۔

اور بعض مفسرین نے کہا کہ

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہیں ملایا تو وہی دنیا اور آخرت میں محفوظ اور مامون ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔ لیکن پہلی تفسیر زیادہ صحیح ہے

آیت نمبر 3:

قرآن مجید میں ہے:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۗ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ

نَشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۸۳﴾ (الانعام: 83)

یہ تھی ہماری وہ قوی دلیل جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی ہم جس کو چاہتے ہیں بلند درجات عطا کرتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بہت حکمت والا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دیئے ہوئے ان تمام دلائل کی طرف اشارہ ہے جنکا ذکر اس سے پہلی آیتوں میں آچکا ہے۔ ان کی قوم کے کافروں نے کہا تھا کہ تم ہمارے بتوں کی مخالفت کرتے ہو۔ اس لئے تمہیں ان کی مخالفت کی وجہ سے کوئی آفت یا مصیبت پہنچ جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی ظلم کی آمیزش نہیں کی وہی لوگ ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ

بہت سے مسلمان بھی آفات اور مصائب کا شکار رہتے ہیں۔ پھر یہ کہنا کس طرف

صحیح ہوگا کہ ایمان والے دنیا اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آفات اور مصائب انسان کی اپنی بعض بد اعمالیوں کے سبب سے لاحق ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تو وہ تمہارے اپنے کرتوتوں کے سبب تمہیں پہنچی ہے اور بہت سی خطاؤں کو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور اس آزمائش میں ان کی استقامت اور ان کا ضبط اور صبر ان کے تقرب اور ان کے درجات کی بلندی کا سبب بنتا ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو جو بلند درجات عطا فرمائے گا تو اس کی دلیل اور حجت کے طور پر آفات، مصائب اور مشکلات میں ان کی استقامت اور ان کے صبر و ضبط کو ظاہر فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ (محض) ان کے اس کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا۔ (الحکوت: 2)

اور فرمایا

اور ہم تم کو کچھ خوف اور بھوک اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے ضرور آزمائیں گے اور آپ صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنائیے جب ان لوگوں کو کوئی مصیبت پہنچی ہے تو وہ کہتے ہیں بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی جانب سے صلوات اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

نیز! اس آیت میں فرمایا ہے

ہم جس کو چاہتے اپنے بندوں میں سے ان کے درجات بلند کرتے ہیں یہ درجات ایمان علم و حکمت اور نبوت کے درجات ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

یہ سب رسول۔ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کسی کو (سب پر) درجات کی بلندی عطا فرمائی ہے۔ (البقرہ: 253)

رسولوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور علماء کے درجات کی بلندی کا بھی ذکر فرمایا ہے

جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا:

تم میں سے جو کامل ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ (البجادہ: 11)

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کے اعتبار سے ان کے درجات بلند فرمائے گا۔

اس آیت میں مراد یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوت اور غلبہ سے دنیا میں بلند درجہ عطا فرمایا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم پر غلبہ اور قوت کا کمال درجہ عطا کیا کہ اپنی قوم میں سب سے اعلیٰ اور افضل مقام پر فائز رہے اور مسلسل تبلیغ فرماتے رہے۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ

نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ ۝ رَبِّ إِنَّهُمْ أَضَلُّنَا كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِي
فَإِنَّهُ مِنِّي ۚ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (ابراہیم: 36)

اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان والا
کردے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔ اے میرے
رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو
میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ سے بتوں کے پوجنے سے بچنے کی اپنی قوم کے لئے دعا فرمائی۔ یہ
اس بات پر دال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قوم سے محبت تھی کہ ان کو بتوں کی
پوجا سے بچنے اور وحدہ لا شریک کی عبادت کرنے کے لئے تبلیغ کرتے رہے تاکہ میری
قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے مقدس بارگاہ میں رضا کا پروانہ حاصل کریں۔ اور اللہ تعالیٰ
بھی ان سے محبت فرمائے۔

حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو برائیوں سے بچانے اور نیکیوں میں رغبت دلانے کے
لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ انہیں تبلیغ کر کے سیدھا راستہ
دکھائیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ
نے اپنے بندوں کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ علیہ السلام اس دور میں تشریف فرما
ہوئے جب جہالت کا عروج تھا اور لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھول کر بتوں کی پجاری بن
چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا اور برے افعال سے نہ بچنے پر
وعیدیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندوں سے سے بے حد محبت ہے اسی لئے ہر دور میں
اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا حضرت
اسحاق علیہ السلام کے نبی ہونے اور تبلیغ کرنے پر چند آیات کریمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

آیت نمبر 1

قرآن مجید میں ہے

وَبَشِّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَبِسُرَّكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ
إِسْحَاقَ ۗ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝

(الصافات: 112, 113)

اور ہم نے ان کو اسحاق نبی کی بشارت دی جو صالحین میں سے ہیں۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں اور ان کی اولاد میں سے نیکی کرنے والے (بھی) ہیں اور اپنی جان پر کھلا کھلا ظلم کرنے والے بھی ہیں۔
آیت نمبر 112 کے اندر حضرت اسحاق علیہ السلام کے نبی ہونے کی بشارت سنائی گئی جو اس بات پر دال ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے تھے۔

آیت نمبر 113 میں

حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام پر جو برکتیں نازل ہوئیں ان کا ذکر فرمایا گیا۔ اور وہ برکتیں یہ ہیں کہ قیامت تک دنیا میں ان کی ثناء جمیل اور تعریف اور تحسین ہوتی رہے گی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی پشت سے تمام انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل پیدا فرمائے اور یہ بھی ان دونوں برگزیدہ نبیوں پر برکتوں کا نزول ہے۔
اور فرمایا کہ

انکی اولاد میں سے نیکی کرنے والے بھی ہیں اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مؤمنین اہل کتاب ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ

ان کی اولاد میں سے اپنی جان پر کھلا کھلا ظلم کرنے والے بھی ہیں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ
وَاتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۗ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

(العنكبوت: 27)

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے ابراہیم کی
اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھ دیا اور ہم نے ان کو اس دنیا میں ان کا اجر
دے دیا اور بے شک وہ آخرت میں نیکوکاروں میں سے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے اندر حضرت اسحاق علیہ السلام کی نبوت کا ذکر ہے کہ جس میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمانے اور نبوت دینے کا
ثبوت واضح معلوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام برگزیدہ انبیاء کرام
علیہم السلام میں سے تھے۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنْ قَبْلِهِ ۗ
وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ
وَعِيسَىٰ وَيُوسُفَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۗ وَآتَيْنَا دَاوُدَ
زَبُورًا ۝ (النساء: 163)

(اے رسول معظم) بیشک ہم نے آپ کی طرف وحی (نازل) فرمائی جسے ہم
نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی (نازل) فرمائی اور ہم
نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں کی طرف
اور عیسیٰ اور یعقوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی (نازل)
فرمائی۔ اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

اس آیت کریمہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام پر وحی نازل فرمانے کا ذکر فرمایا گیا جو اس بات پر دال ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نبی تھے جن کو اپنی قوم کی تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا۔

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم پر اس وقت مبعوث ہوئے جب قوم کی حالت بے حد بگڑ چکی تھی اور وہ گناہوں میں مسلسل بڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو ان فحیح افعال سے بچا کر نیکیوں کی طرف راغب کریں اور ان کو میرے وعدہ لاشریک ہونے اور میری بندگی کرنے پر تبلیغ کریں تاکہ میں اپنے بندوں کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دوں۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو مسلسل تبلیغ فرماتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بن کر اس کی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف حاصل کریں۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مبعوث ہونے اور تبلیغ کرنے کے بارے میں چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے:

وَإِنَّا لُلُّوطَا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ (الصفت: 133)

اور بے شک لوط ضرور رسولوں میں سے ہیں۔

آگے ارشاد فرمایا گیا

إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَآهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ (الصفت: 134)

جب ہم نے ان کو اور ان کے تمام گھر والوں کو نجات دی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مقدس نبی حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تو جنہوں نے آپ علیہ

السلام کا حکم مانا ان کو نجات حاصل ہوئی۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَوْ طَا آتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ
تَعْمَلُ الْخَبِيثَ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَسِيقِينَ ۝ وَ ادْخَلْنَاهُ فِي
رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ (الانبیاء: 74, 75)

اور ہم نے لوط کو حکم (نبوت) اور علم عطا فرمایا اور ان کو اس شہر سے نجات دی
جس کے لوگ بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ بے شک وہ نافرمانی کرنے
والے بدترین لوگ تھے اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا بیشک وہ
نیکوکاروں میں سے تھے۔

اس آیت کریمہ میں حضرت لوط علیہ السلام کے حکم فرمانے کا ذکر ہے۔

حکم کی تفسیر یہ ہے

حکم کی ایک تفسیر ہے حکمت۔ جس کے تقاضوں پر عمل کرنا واجب ہو اور
دوسری تفسیر ہے نبوت۔

اسی بستی سے مراد سدوم ہے۔

یہ لوگ ہم جنس پرست تھے اور مرد لڑکوں سے اپنی خواہش پوری کرتے تھے۔

رحمت کی تفسیر نبوت کے ساتھ کی گئی ہے

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی نبوت عطا فرمانے کے لئے جن لیا کیونکہ وہ نیک شخص

تھے اور نبوت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے

دوسری تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

رحمت سے مراد ثواب ہے

اور یہ بھی احتمال ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ان کو برے لوگوں کی صحبت سے محفوظ رکھا اور ان پر کشف کے دروازے کھول دیئے اور ان کے قلب پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی بارش ہونے لگی اور یہ ایسا بحر جس کا کوئی ساحل نہیں اور حقیقت میں رحمت سے یہی مراد ہے۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے:-

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَنَاتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ (العنکبوت: 28)

اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک تم بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔
اس آیت کریمہ میں حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف مبعوث ہونا اور ان کو تبلیغ کرنے کا واضح حکم ملتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک تم بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔
یہ قوم اپنی اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے اپنی عورتوں سے مباشرت کرنے کے بجائے مردوں سے عمل معکوس اور خلاف فطرت کام کرتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس برے فعل سے بچانے کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ انہیں اس برے فعل سے منع کریں اور میں ان کی مغفرت فرما دوں۔

حضرت اور لیس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت اور لیس علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ آپ علیہ السلام ان کو توحید کا پیغام سنائیں آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا پیغام سنایا اور اللہ تعالیٰ کا مسلسل فرمان ان کو سناتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر کے

رضاء و خوشنودی حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے گناہوں کو معاف کر کے اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے اسی لئے اپنے بندوں کو گناہوں اور شرک سے بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ میرے بندوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور وہ ان پر عمل کر کے میری بارگاہ میں عاجز بندے بن جائیں اور میں بھی ان کی مغفرت فرما دوں۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی نبوت پر شاہد چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِذْ رِیْسَ ذِاِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا ۝ وَ رَفَعْنٰہُ
مَکَّانًا عَلِیًّا ۝ (مریم: 56, 57)

اور آپ اس کتاب میں ادریس کا ذکر کیجئے بے شک وہ بہت سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو بہت بلند جگہ پر اٹھالیا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام سفید رنگ کے طویل قامت تھے۔

ان کا سینہ چوڑا تھا اور جسم پر بال کم تھے اور سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ جب اللہ تعالیٰ

نے زمین پر اہل زمین کا ظلم اور اپنے احکام سے سرکشی دیکھی تو ان کو چھٹے آسمان کی طرف

اٹھالیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ رَفَعْنٰہُ مَکَّانًا عَلِیًّا (المعارج: 2: ص: 549 مطبوعہ دارالہدایہ لاہور)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں

حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے نبی بنائے گئے تھے۔

المعارج میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ان کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ تھا۔

ان کا نام

اخنوخ بن یرد بن مہلاہیل بن انوش بن قیناں بن شیث بن آدم علیہم السلام ہے۔

وہب بن مہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

یہ حضرت نوح علیہ السلام کے دادا ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ ان کے باپ کے دادا ہیں کیونکہ حضرت نوح سمک بن متوح شلح بن اخنوخ کے بیٹے ہیں۔

حضرت اور لیس علیہ السلام وہ پہلے برگزیدہ بندے ہیں جس نے ستاروں اور حساب میں غور و فکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے معجزات میں رکھا۔

جیسا کہ البحر المحیط میں مذکور ہے

اور وہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ خط کھینچا۔ کپڑے سینے اور سلعے ہوئے کپڑے پہنے اور وہ درزی تھے۔ اور آپ سے پہلے لوگ جانوروں کی کھالوں سے جسم پوشی کرتے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کو سب سے پہلے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تیس صحیفے نازل کیے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ناپنے اور تولنے کے آلات اور ہتھیار بنائے اور بنو قاتیل سے قتال کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

وہ حضرت الیاس علیہ السلام ہیں اور اعتماد پہلے قول پر ہے۔

اور اور لیس کا لفظ سریانی ہے اور یہ درس سے مشتق نہیں ہے کیونکہ غیر عربی کو عربی سے مشتق کرنے کا کسی نے قول نہیں کیا اور اگر یہ عربی سے مشتق ہوتا تو پھر غیر متصرف نہ ہوتا حالانکہ یہ غیر متصرف ہے۔

البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ سریانی زبان میں اس کا معنی عربی کے قریب ہو اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان کا نام اور لیس اس لیے ہے کہ یہ درس تدریس بہت کرتے تھے۔

(روح المعانی۔ ج: 16 ص: 153, 154 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آیت نمبر 2

وَأَسْمِعِيلَ وَأَدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ط كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُمْ

فِي رَحْمَتِنَا ط إِنَّهُمْ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ (الانبیاء: 86)

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کیجئے یہ سب صبر کرنے والے تھے۔

اس آیت میں حضرت اسماعیل، حضرت ادریس اور حضرت ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ مقدس انبیاء کرام علیہم السلام بھی سختیوں، مصائب اور عبادت کی مشکلات پر صبر کرنے والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تا کہ وہ ان کو توحید کا پیغام سنائیں۔ ان کی قوم نے اس پیغام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا اور حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندگی کی تبلیغ کریں اور کفر و شرک سے اجتناب کی تبلیغ کریں اور ناپ تول میں کمی نہ کرنے کی تبلیغ کریں۔ اسی لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ توحید کی دعوت دینے کے بعد ان کو یہ حکم دیا کہ کفر و شرک سے اجتناب کریں اور ناپ تول میں کمی ہرگز نہ کریں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس قبیح افعال سے بچانے کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور وہ سیدھی راہ چل کر میرے مطیع بن جائیں اور میں بھی ان کی مغفرت فرمادوں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے نبی ہونے اور تبلیغ کرنے پر چند آیات کریمہ درج

ذیل ہیں۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَ وَآمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَاسْتَفْتُوا لِيَوْمِ يَأْتُوا فِي الْمَوْتِ لَقَدْ فَلَتْ عَنْكُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا مُعِندَ الْبَلَاءِ
 وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ أَهْلِ مَدْيَنَ وَآمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَاسْتَفْتُوا لِيَوْمِ يَأْتُوا فِي الْمَوْتِ لَقَدْ فَلَتْ عَنْكُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا مُعِندَ الْبَلَاءِ
 وَآلِ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۗ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِبَعْضِ آيَاتِي خَافٍ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ۝ (مؤد: 84)

اور (ہم نے) مدین والوں کی طرف ان کے ہم قبیلہ شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو، بے شک میں تم کو خوش حال دیکھتا ہوں۔ اور مجھے تم پر احاطہ کرنے والے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا گیا

وَيَقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۗ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْنُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ (مؤد: 85)

اے میری قوم! انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو، اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو سب سے پہلے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ توحید کی دعوت دیں۔ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ حکم دیا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ توحید کی دعوت دینے کے بعد ان کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جو کام زیادہ اہم ہو اس کی دعوت دیں، کفر کے علاوہ ان کی بری عادت یہ تھی کہ جب کوئی شخص ان کے پاس کچھ بیچنے کے لئے آتا تو وہ تول میں اس چیز کو جتنا زیادہ لے سکتے اتنا لے لیتے اور جب وہ خود کوئی چیز فروخت

کرتے تو ناپ اور تول میں کمی کرتے تھے۔ سویوں وہ خرید و فروخت دونوں میں دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: میں تم کو خوشحال دیکھتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو فراوانی سے مال و دولت کے ساتھ نوازا ہے پھر تم کو ان ناجائز طریقوں سے مال و دولت جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس کے بعد فرمایا

مجھے تم پر احاطہ کرنے والے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

احاطہ کرنا یا تو عذاب کی صفت ہے یعنی جس عذاب سے کوئی عذاب کا مستحق بچ نہیں سکے گا یا محیط اس دن کی صفت ہے۔ پھر یہ کون سا عذاب ہے؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ

اس سے مراد قیامت کے دن کا عذاب ہے کیونکہ یہی وہ دن ہے جو تمام معذبین کے عذاب کو محیط ہوگا۔

اور بعض نے کہا

اس سے مراد وہ عذاب ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں کو دنیا میں ملیا میٹ کرنے کے لئے آنے والا تھا جیسا کہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کی امتوں کے کافر لوگوں پر ایسا عذاب آتا رہا ہے۔

اور بعض مفسرین نے کہا

اس عذاب سے مراد عام ہے خواہ وہ دنیاوی عذاب ہو یا قیامت کے دن کا عذاب

ہو۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت دواہم چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(1) حقوق اللہ کی ادائیگی۔

(2) حقوق العباد کی ادائیگی۔

اول الذکر کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا:
اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

اور ثانی الذکر کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا
اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپ تول میں کمی کرنا بہت قبیح جرم ہے
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سورت ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے عذاب کی وعید
سے معنون فرمائی ہے۔

ترجمہ: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے عذاب ہے۔ جو لوگ جب
لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب انہیں ناپ کر دیں یا تول
کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا وہ لوگ یہ گمان نہیں کرتے کہ ان کو مرنے کے
بعد اٹھایا جائے گا۔ عظیم دن میں۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے
سامنے کھڑے ہوں گے۔ (المطہین: 6-1)

آیت نمبر 85 میں فرمایا گیا

اے میری قوم! انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو، اور لوگوں کی
چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔

اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ

ان آیتوں میں تکرار ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں فرمایا
اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔

اور دوسری آیت میں فرمایا

انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ اور تول کرو۔

اور پھر اسی آیت کے آخر میں فرمایا

اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو۔

اور ان تینوں احکام کا ایک ہی معنی ہے

اس اعتراض کے چند جوابات ہیں

- (1) ناپ اور تول میں کمی کے حکم کی تاکید کے لئے اس حکم کو تین بار ذکر فرمایا۔
 - (2) تکرار اس وقت ہوتا جب یہ حکم ایک ہی عنوان اور ایک ہی اعتبار سے کئی بار ذکر کیا جاتا۔ پہلی بار نہی کے صیغہ سے فرمایا اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو اور دوسری بار صراحتاً امر کے صیغہ سے فرمایا۔
- انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ اور تول کرو۔
اور جب صیغہ اور عنوان بدل گئے تو تکرار نہ رہا۔

اس جواب پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ

کسی چیز کی ضد سے منع کرنا اس چیز کا حکم دینا مراد ہے۔
تو امر اور نہی کے صیغوں کے فرق کے باوجود تکرار سے مفر ممکن نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ایک چیز کے حکم اور اس کی ضد سے ممانعت کو مبالغتاً جمع کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور کہا جاتا ہے رشتہ داروں کے ساتھ مل جل کر رہو اور ان سے قطع تعلق نہ کرو۔ اسی طرح یہاں فرمایا ہے ناپ تول میں کمی نہ کرو اور پوری پوری ناپ تول کرو اور اس کے بعد برسبیل عموم فرمایا اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور لوگوں کو نقصان پہنچانا صرف ناپ اور تول میں کمی کرنے میں منحصر نہیں ہے بلکہ کسی چوری کرنے، لوٹ مار کرنے، کسی کا مال غصب کرنے اور کسی کے ہاں ڈاکہ ڈالنے سے بھی کسی کو نقصان میں مبتلا کیا جاتا ہے اور یہ تمام صورتیں شرعاً ممنوع ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ تین حکم تین مختلف عنوانوں سے دیئے گئے ہیں۔ اسی لیے ان آیتوں میں تکرار نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔

اس کے کئی محمل ہیں۔

جو شخص کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو وہ دوسرا شخص بھی اس کو نقصان پہنچانے کی سعی کرے گا تو کسی شخص کو نقصان پہنچانا دراصل خود اپنے آپ کو نقصان پہنچانا ہے۔

اس کا دوسرا محمل یہ ہے کہ

تم اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی، صلاح اور فلاح کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔

اس کا تیسرا محمل یہ ہے کہ

تم اپنے دین کی مصلحتوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو

اور اس کا ایک واضح محمل یہ ہے کہ

ناپ اور تول میں کمی کرنا زمین میں فساد پھیلانا ہے کیونکہ جب بیچنے والا ناپ اور تول میں کمی کرے گا تو خریدار جب اس کمی پر مطلع ہوگا تو وہ لازمی طور پر اس سے جھگڑا کرے گا اور بعض اوقات یہ جھگڑا فساد اور قتل و غارت پر منتج ہوگا۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ قَالُوا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي بَعَثْنَا فِيهَا رَسُولَنَا لِيَاذُنَ الْجَاهِلِيِّينَ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيهَا كَاذِبِينَ ۝ (النمل: 24)

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے ہم قبیلہ شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے

میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اور روز قیامت کی توقع رکھو اور زمین میں فساد

کرتے نہ پھرو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

تم صرف ایک اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کی عبادت کرو اور روز قیامت کی توقع رکھو کیونکہ اس دن نہایت ہولناک امور پیش آئیں گے اس دن کے دہشت ناک حوادث کو دیکھ کر حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ اس دن ہر شخص اپنے انجام کے متعلق فکر مند اور خوف زدہ ہوگا۔ سو تم ایسا نیک عمل کرو جو تمہیں اس دن کی ہولناک پریشانیوں سے نجات دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے اور تمہیں جنت کے ثواب تک پہنچائے اور تم اپنی موت کے دن کو یاد رکھو اور ناپ و تول میں کمی کر کے اس دن کی مشکلات میں اضافہ نہ کرو۔

عشو اور فساد عربی میں دونوں کا معنی زمین میں فتنہ اور بغاوت کرنا ہے اور یہاں تاکید دونوں لفظ ذکر کیے ہیں کیونکہ بعض فساد میں اصلاح بھی مضمحل ہوتی ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام نے مسکینوں کی کشتی کا تختہ توڑ دیا تھا یا ایک لڑکے کی گردن توڑ دی تھی یا جیسے ڈاکٹر اور سرجن کسی عضو کو کاٹ دیتا ہے کیونکہ ایک عضو کو کاٹ دینے میں پورے جسم کی صلاح مضمحل ہوتی ہے لیکن ناپ اور تول میں کمی کرنا یہ ایسا فساد ہے جس میں کسی قسم کی خیر اور صلاح نہیں ہوتی۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنِّ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۗ قَدْ جَاءَ نُكْمٌ بَيْنَهُ مِن رَّبِّكُمْ فَلَاؤُفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۗ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (الاعراف: 85)

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی تو ناپ اور تول پوری کرو اور

لوگوں کی چیزیں گھٹیا کرنے دو اور زمین میں انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ یہ تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت شعیب علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے اور پھر ان کو اپنے خاص بندوں میں شامل فرماتا ہے۔

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے جب اپنے بندوں کو گناہوں کے دلدل میں غرق ہوتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو کسی ایسے نبی یا رسول کو مبعوث فرما دیتا ہے جو ان کو گناہوں سے بچا کر سیدھا راستہ دکھاتا ہے حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم پر اس وقت مبعوث ہوئے جب وہ گناہوں کے انبار میں دبے ہوئے تھے آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے وحدانیت کی دعوت دی اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کی۔

حضرت یونس علیہ السلام کی رسالت پر قرآن مجید شاہد ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَإِنَّا يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ (الأنعام: 139)

اور بے شک یونس ضرور رسولوں میں سے ہیں۔

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی 571ھ لکھتے ہیں حضرت یونس بن متی، لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ شام کے رہنے والے تھے اور بعلبک کے عمال سے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ

کم سنی میں فوت ہو گئے تھے پھر آپ علیہ السلام کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے نبی

حضرت الیاس علیہ السلام سے سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور آپ علیہ السلام کو زندہ فرما دیا۔ چالیس سال کی عمر میں حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت دی گئی آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے تھے آپ علیہ السلام اپنے دین کی حفاظت کے لئے شام سے چلے گئے اور دجلہ کے کنارے اتر گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اہل نینوی کی طرف رسول بنا کر بھیج دیا۔

اسحاق بن بشیر نے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام ایک نیک اور عبادت گزار بندے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام میں ان سے زیادہ اور کوئی عبادت کرنے والا نہیں تھا وہ ہر روز کھانے سے پہلے تین سو رکعات نماز پڑھا کرتے تھے اور ہر رات سونے سے پہلے تین سو رکعات نماز پڑھا کرتے تھے اور بہت کم زمین پر بستر بچھاتے تھے جب اہل نینوی میں گناہ بہت زیادہ ہونے لگے تو انہیں وہاں رسول بنا کر بھیج دیا گیا۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ

بنی اسرائیل کے عجائب میں سے یہ تھا کہ جب بھی ان میں کوئی نبی فوت ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے نبی کو بھیج دیتا تھا۔

(تاریخ دمشق ص: 69، ص: 246، 247) (دار احیاء التراث العربی بیروت 1421)

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہل نینوی کی طرف مبعوث ہونا

حسن بیان کرتے ہیں کہ

حضرت یونس علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی کے ساتھ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی کی کہ حضرت یونس کو اہل نینوی کی طرف بھیج دو تا کہ وہ ان کو میرے عذاب سے ڈرائیں اور انبیاء علیہم السلام کو لوگوں کی طرف تورات کے احکام نافذ کرنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو بہت جلد غصہ آجاتا تھا۔ وہ اہل نینوی کے پاس گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے

حضرت یونس علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کی نصیحت کو مسترد کر دیا اور پھر مار مار کر ان کو اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے چلے گئے۔ بنی اسرائیل کے نبی نے کہا آپ علیہ السلام دوبارہ ان کے پاس جائیں۔ آپ علیہ السلام دوبارہ گئے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ پھر پہلے جیسا سلوک کیا پھر آپ تیسری بار گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔

(تاریخ دمشق ج: 69 ص: 248, 249 'دار احیاء التراث العربی بیروت 1421ھ)

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةً آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا
آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ

إِلَى حِينٍ ۝ (يونس: 98)

تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ وہ (عذاب کی نشانی دیکھ کر) ایمان لے آتی تو اس کا ایمان اس کو نفع دیتا سو یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لے آئی تو ہم نے اس سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے ان کو ایک مقرر وقت تک فائدہ پہنچایا۔

امام عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی التونی 597ھ لکھتے ہیں اصحاب سیر و تفسیر نے

بیان کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سرزمین موصل کے مقام نونوی میں رہتی تھی۔ اللہ عزوجل نے ان کی طرف حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو بت پرستی ترک کرنے کی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔ انہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آجائے گا۔ جب ان پر آثار عذاب ظاہر ہوئے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اور عذاب کے درمیان صرف دو تہائی میل کا فاصلہ

رہ گیا تھا

مقاتل نے کہا

ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا

ابوصالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ

انہوں نے عذاب کی تپش اپنے کندھوں پر محسوس کی۔

بعض نے کہا

آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سا دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا اور ان کے مکانوں کے چھتیس سیاہ پڑ گئیں۔ جب ان کی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر رکھ ڈال لی اور تمام لوگ بڑے اور چھوٹے، والدین، تمام جانوروں کو لے کر میدان میں جمع ہوئے اور سب نے باوز بلند اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور صدق دل سے معافی مانگی اور یہ کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ان کی توبہ یہاں تک تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی عافی کر لی۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر اپنی دیوار میں لگایا تھا تو وہ پتھر دیوار سے نکال کر اس کو واپس کر دیا۔

ابوالجبلد نے کہا

جب ان پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو وہ اپنے بڑے بوڑھے عالم کے پاس

گئے اور اس سے اس عذاب سے نجات کے متعلق سوال کیا۔

اس نے کہا یہ کہو

یا حی حین لا حی محی الموتی یا حی لا الہ الا انت
اے زندہ! جب کوئی زندہ نہ ہو۔ اے زندہ! مردوں کو زندہ کرنے والے
، اے زندہ! تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

جب انہوں نے یہ کلمات کہے تو ان سے عذاب اٹھایا گیا۔

مقاتل نے کہا

وہ چالیس دن تک اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے رہے۔ پھر ان سے عذاب دور کر دیا
گیا۔ دس محرم جمعہ کے دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس
سے جا چکے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا:

میں ان کے پاس کیسے جاؤں وہ مجھ کو جھوٹا قرار دیں گے اور ان کے ہاں یہ دستور تھا
کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہو اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کر دیا جاتا
تھا۔ تب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم پر ناراضگی کے باعث دریا کی طرف چلے گئے
اور مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج: 2 ص: 481)

اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
بندوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو راہِ راست پر لائیں اور
میرے مطیع بن جائیں پھر میں بھی اپنی ان پر نوازشات کے انبار لگا دوں۔ معلوم ہوا اللہ
تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف اس وقت مبعوث
فرمایا جب وہ کفر و شرک کی حدوں کو توڑ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے وعدوں کو
بھول چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے وعدے یاد دلانے اور اپنی عبادت کے لئے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور ان کو

کفر و شرک سے منع کریں اور وہ میری بندگی کریں اور پھر میں بھی ان کی مغفرت فرما دوں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم پر مبعوث ہوئے تو وہ کفر و شرک کی انتہا حدوں کو کراس کر چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں کفر و شرک سے منع کیا اور وحدہ لا شریک باری تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں فرعون سب سے بڑا فتنہ تھا جو خدائی دعویٰ کرتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان کو وحدہ لا شریک کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی سب کا مالک اور پالنے والا ہے۔

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی تاکہ میری قوم اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی مغفرت فرمادے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور مبعوث ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے جن کو درج ذیل آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝ (ہود: 96)

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں اور روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس آیت میں آیات کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔

اس سے مراد تورات کی آیتیں ہیں جو شرائع اور احکام پر مشتمل ہیں اور سلطان مبین کا لفظ ذکر فرمایا ہے۔ اس سے مراد کھلے ہوئے اور روشن معجزات ہیں۔ مثلاً عصا اور ید بیضاء۔ کیونکہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہت مشہور معجزے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلے ہوئے معجزے عطا فرمائے تھے

(۱) عصا

(۲) ید بیضاء

(۳) طوفان

(4) ٹڈیاں

(5) جوئیں

(6) مینڈک

(7) خون

(8) پیداوار میں کمی

(9) جانوں میں کمی۔

بعض مفسرین نے پیداوار اور جانوں میں کمی کی جگہ پہاڑ کو سائبان کی طرح اوپر اٹھا لینا اور سمندر کو چیرنا شمار کیا ہے

ان معجزات کو سلطان مبین اس لئے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے صدق پر روشن دلیل تھے۔

سلطان اور سلطان مبین کا باہمی فرق

اس آیت میں آیات اور سلطان مبین کے الفاظ ہیں۔

ان میں باہمی فرق یہ ہے کہ

آیات ان علامات کو کہتے ہیں جو غلبہ ظن اور یقین کی افادیت میں مشترک ہیں۔

مثلاً

اولیاء اللہ سے کرامات کا صدور ہوتا ہے وہ بھی آیات ہیں اور انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا صدور ہوتا ہے وہ بھی آیات ہیں جبکہ اول الذکر اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے پر دلالت غلبہ ظن کی مفید ہے اور ثانی الذکر کی اللہ تعالیٰ کے نبی ہونے پر دلالت قطعی اور یقینی ہے۔

اور سلطان اس دلیل کو کہتے ہیں جو قطعی اور یقینی ہو۔

اور سلطان اس دلیل کو کہتے ہیں جو قطعی اور یقینی ہو لیکن سلطان ان دلائل میں

مشترک ہے جو اس سے مؤکد ہوں اور ان دلائل میں جو محض عقل سے مؤکد ہوں۔

مثلاً

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر حواس سے مؤکد تھا اور آپ کا معجزہ قرآن محض عقل سے مؤکد ہے اور جو معجزہ صرف حواس سے مؤکد ہو اس کو سلطان نہیں کہتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات تھے وہ صرف حواس سے مؤکد تھے اس لئے ان کے معجزات کے متعلق فرمایا کہ وہ سلطان مبین ہیں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ۝

(الانبیاء: 48)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو کتاب فیصل اور روشنی اور متقین کے لئے نصیحت دی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرقان کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کی تفسیر میں چند اقوال ہیں:

(1) ایک قول یہ ہے کہ فرقان سے مراد تورات ہے کیونکہ تورات حق اور باطل میں فرق کرتی تھی اور ضیاء اور روشنی بھی تھی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور حکام شرعیہ کی ہدایت کے راستوں کو بہت وضاحت اور تفصیل سے بیان کرتی تھی۔ اور ان کے پیش آمدہ مسائل اور دین و دنیا کی ضرورتوں میں مکمل نصیحت کرتی تھی اور اس میں ان کے شرف اور فضیلت کا پورا بیان تھا۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ

فرقان سے مراد تورات نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرقان سے مراد وہ مدد ہے جو حضرت موسیٰ کو دی گئی تھی۔

جیسا کہ جنگ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مدد کی گئی تھی اس کو بھی یوم

الفرقان فرمایا

قرآن مجید میں ہے:

اور ہم نے اپنے بندہ پر فرقان کے دن جو نازل کیا جس دن فوجوں میں

مقابلہ ہوا تھا۔ (الانفال: 41)

یعنی جنگ بدر کے دن جب اسلام اور کفر و شرک کے درمیان پہلا معرکہ برپا

ہوا تھا۔

(3) تیسرا قول یہ ہے کہ

فرقان سے مراد وہ برہان ہے جس سے دین حق اور ادیان باطلہ میں فرق ہوا تھا۔

یہ ابن زید کا قول ہے

(4) چوتھا قول یہ ہے کہ

اس سے مراد سمندر کا چیرنا ہے جب سمندر کو چیر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے

بارہ راستے بنائے گئے تھے۔

یہ ضحاک کا قول ہے۔

(5) پانچواں قول یہ ہے کہ

اس سے مراد بنی اسرائیل کے شبہات کو زائل کرنا ہے۔

یہ محمد بن کعب کا قول ہے۔

اس آیت میں فرمایا ہے کہ

یہ متقین کے لئے نصیحت ہے۔

اس پر اعتراض ہے کہ چاہئے یہ تھا کہ تورات تمام بنی اسرائیل کے لئے نصیحت

ہوتی اور اس آیت میں فرمایا ہے کہ وہ متقین کے لئے نصیحت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

تورات فی نفسہ تمام لوگوں کے لئے نصیحت ہے لیکن چونکہ اس سے فائدہ صرف

متقین نے حاصل کرنا تھا۔ اس لئے فرمایا یہ متقین کے لئے نصیحت ہے

اس پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ

متقین تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں ان کے لئے نصیحت کی کیا ضرورت ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ

متقین سے مراد ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کا ارادہ کرنے والے ہوں یا ان کو

مستقبل کے اعتبار سے مجازاً متقین فرمایا ہے

جیسے قرآن مجید حفظ کرنے والے کو حافظ کہتے ہیں اور میڈیکل کالج میں پڑھنے

والے کو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝

فَقُلْنَا أَذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝

(الفرقان: 35-36)

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی کو وزیر

بنادیا۔ پس ہم نے فرمایا تم ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری

آیتوں کی تکذیب کی ہے پھر ہم نے ان کو مکمل طور پر ہلاک کر دیا۔

فرمایا: ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔

اس کتاب سے مراد تورات ہے اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی ہارون کو وزیر

بنادیا۔ وزیر سے مراد معین اور مددگار ہے۔ پس ہم نے فرمایا تم دونوں ان لوگوں کی طرف

جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہے ان لوگوں سے مراد فرعون ہامان اور قبط

ہیں۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دونوں کو قبیلوں کی طرف

جانے کا حکم دیا ہے کہ وہ ان کو کفر و شرک سے منع کریں اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مان کر اس کی بندگی کریں۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

اِذْ هَبَّ الٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰی ۝ (النّازعات: 15, 16)

کیا آپ کے پاس موسیٰ کی خبر پہنچی۔ جب ان کے رب نے وادی طویٰ میں

انہیں ندا فرمائی کہ آپ فرعون کے پاس جائیں بیشک اس نے شرکشی کی

ہے۔

آیت نمبر 15, 16 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خبر سنا کر

تسلی فرمائی گئی ہے۔

اس میں وادی طویٰ کا ذکر فرمایا گیا ہے

طویٰ شام کی ایک وادی کا نام ہے جو پہاڑ طور کے پاس ہے جب رات کے وقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا فرمائی گئی تھی کہ آپ فرعون کے پاس جائیں۔ طویٰ وادی

مقدس ہے جس میں دو مرتبہ برکت ڈالی گئی ہے۔

فراء نے یہ کہا ہے کہ

طویٰ مدینہ اور مصر کے درمیان ایک وادی ہے

آیت نمبر 17 میں فرمایا ہے کہ

آپ فرعون کے پاس جائیں بیشک اس نے سرکشی کی ہے

اس آیت میں طغی کا لفظ ہے

اس کا معنی حد سے تجاوز کرنا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس نے کس چیز میں حد سے تجاوز کیا

تھا۔

اس لئے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔

اور دوسرے مفسرین نے کہا

اس نے بنی اسرائیل کے مقابلے میں حد سے تجاوز کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے خالق اور مخلوق دونوں کے معاملہ میں حد سے تجاوز کیا ہو۔ خالق کے معاملہ میں تجاوز یہ تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو نہیں مانا اور لوگوں سے کہا

أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَى (النازعات: 24)

تمہارا سب سے بڑا رب میں ہوں۔

اور مخلوق کے سامنے تکبر یہ تھا کہ اس نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا۔ ان سے بے گار کے کام لیتا تھا اور ان پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان کو تلقین کی کہ وہ ان سے کہیں کہ گناہوں سے پاک ہونے کے متعلق تیری کیا رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو تلقین کی تھی کہ فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جا کر بری نشانی دکھائی لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔

آیت نمبر 5

قرآن مجید میں ہے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْهُمُ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۗ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يٰفِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۗ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ (الاحزاب: 103-105)

اسرائیل! (الاحزاب: 103-105)

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو انہوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی۔ دیکھو کیسا انجام ہوا مفسدوں کو۔ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا رسول ہوں مجھے سزاوار (مناسب یہی) ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات۔ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو نبی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دے۔

اس آیت کریم میں نشانیوں سے مراد مثل ید بیضاء اور عصا وغیرہ ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کی طرف تشریف لے گئے تھے تو عصا کو زمین پر پھینکا تھا اور وہ اثر دہا بن گیا تھا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف اس لئے بھیجا تا کہ کفر و شرک کو چھوڑ کر میری بندگی کریں اور میں ان کو معاف کر کے اپنے پسندیدہ بندے بنا لوں اور ان سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جاؤں۔

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو میری بندگی کے لئے تبلیغ کریں اور کفر و شرک سے اجتناب کرنے کی تبلیغ کریں۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے مسلسل تبلیغ کرتے رہے اور کفر و شرک سے نہ بچنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید سناتے رہے حضرت ہود علیہ السلام کی رسالت قرآن مجید سے ثابت ہے جو کہ میں چند آیات کریمہ سے ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے:

وَالِیٰ عَادِ اَنعَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ یٰقَوْمِ اغْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

غَيْرَةَ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ (الاعراف: 65)

اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔ کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈرنہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا تا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دیں اور ان کو وعدہ لاشریک ماننے کی دعوت دیں۔ سو حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے وعدہ لاشریک ہونے اور اس کی بندگی کرنے کی دعوت دی۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

إِذْ قَالَ لَهُم أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا لَهُ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (الشعراء: 124-127)

جب ان سے ان کے ہم قوم ہود نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجر تطلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین پر ہے۔

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی دمشقی متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔ حضرت ہود علیہ

السلام کے قبیلہ کا نام عاد بن عوص بن سام بن نوح تھا یہ عرب تھے اور احقاف میں رہتے تھے یہ پہاڑوں کے درمیان ریگستان ہے۔ یہ جگہ یمن میں عمان اور حضرموت کے درمیان ہے۔ یہ لوگ مضبوط ستونوں والے خیموں میں رہتے تھے۔

صحیح ابن حبان میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے ذکر میں ایک طویل حدیث مروی ہے اس میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے ابو ذر! چار نبی عرب ہیں

(1) ہود

(2) صالح

(3) شعیب اور

(4) تمہارے نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 361)

ہود علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے عربی زبان میں کلام کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ

حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

اور یہ قول حق کے زیادہ قریب ہے۔

مقصود یہ ہے کہ اس عاد سے مراد عاد اولیٰ ہے یہ وہ پہلی قوم ہے جس نے طوفان

نوح کے بعد بت پرستی کی۔

ان کے تین بت تھے۔

(1) صد

(2) صمود اور

(3) ہر

(البدایہ والنہایہ ج: 1 ص: 188, 189 بیروت)

اس آیت میں حضرت ہود علیہ السلام کی رسالت اور تبلیغ کا ذکر واضح ہے۔ آپ علیہ

السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اپنی رسالت کی گواہی دی کہ میں

تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور

اس کی بندگی کرو کیونکہ میں تمہیں اس چیز کی تبلیغ کر رہا ہوں جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی بندگی کرو۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے

قَالَ إِنِّي أَشْهَدُ اللَّهَ وَ أَشْهَدُ وَأَنتِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِنْ
ذُنُوبِهِ فَيُكْفِرُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونَ ۝ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ
رَبِّي وَ رَبِّكُمْ ۝ (هود: 54-56)

میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم (بھی) گواہ رہنا میں ان سے بیزار ہوں جن کو
تم (اللہ کا) شریک قرار دیتے ہو۔ اللہ کے سوا تم سب مل کر میرے خلاف
سازش کرو پھر تم مجھ کو (بالکل) مہلت نہ دو۔ بے شک میں نے اللہ پر توکل
کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

جب حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی اور وہ اس سے انحراف کرنے لگ
گئے اور آپ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے لگ گئے تو اس وقت آپ علیہ السلام نے
اپنی قوم کو ارشاد فرمایا کہ

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہنا میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم اللہ
تعالیٰ کا شریک بناتے ہو۔ یعنی میں ان کی پیروی ہرگز نہیں کرتا جن کی تم پیروی کرتے ہو
میرا رب وحدہ لا شریک ہے اور میں اسی کی ہی عبادت کروں گا۔

پھر اگلی آیت میں ارشاد فرمایا

تم مل کر میرے خلاف سازش کرو۔

نیاس طرح ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

تم سب مل کر اپنی تدبیر پکی کر لو اور اپنے معبودوں کو بھی ساتھ ملا لو پھر تمہاری تدبیر
کی طرح تم سے مخفی نہ رہے پھر تم جو کچھ کر سکتے ہو میرے ساتھ کر لو اور مجھے مہلت نہ دو۔
حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم کو یہ چیلنج دینا اور ان کو لکارنا ان کا بہت بڑا معجزہ
ہے کیونکہ ایک تنہا شخص بہت بڑی قوم سے یہ کہے کہ تم میری دشمنی میں اور مجھے نقصان

پہنچانے میں جو کچھ کر سکتے ہو وہ کر گزرو اور میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہو وہ بگاڑ لو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو تو یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر پورا پورا اعتماد ہو کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کو دشمنوں سے بچائے گا۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِن لَّيُؤْتِي
أَرْكُم قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ (الاحقاف: 23)

ہود نے کہا! اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے میں تمہیں وہ پیغام پہنچا رہا ہوں جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے لیکن میں تمہارے متعلق گمان کرتا ہوں کہ تم جاہل لوگ ہو۔

جب حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا:

آپ جس عذاب سے ہم کو ڈرا رہے ہیں وہ عذاب لے آئیں تو حضرت ہود علیہ

السلام نے اس کے جواب میں فرمایا

مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ عذاب کس وقت آئے گا۔ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس

ہے۔ میں تم کو صرف وہی بات بتاتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ

نے مجھ پر یہ وحی نہیں کی کہ تم پر یہ عذاب کس وقت آئے گا۔

پھر فرمایا

میں یہ گمان کرتا ہوں کہ تم لوگ جاہل ہو

حضرت ہود علیہ السلام کے اس قول کے چند محامل ہیں۔

(1) تم اس لیے جاہل ہو کہ تم کو یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے صرف اسی چیز کا

سوال کرتے ہیں جس چیز کے سوال کی انہیں اجازت ہوتی ہے۔ ان کو صرف اللہ

تعالیٰ کا پیغام سنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

(2) تم اس لئے جاہل ہو کہ تم اپنے کفر اور جہل پر اصرار کر رہے ہو اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ تمہاری جہالت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تم پر عذاب آنے کا وقت آپہنچا ہے۔

(3) اور یہ بھی تمہاری جہالت ہے کہ تم عذاب کے مطالبہ پر اصرار کر رہے ہو۔ ہر چند کہ تم پر میری رسالت کا صدق ظاہر نہیں ہوا لیکن تم پر میرے دعویٰ رسالت کا کذب بھی تو ظاہر نہیں ہے تو تمہارے نزدیک بھی یہ ممکن تو ہے کہ میں صادق ہوں اور میری پیش گوئی پورا ہونا بھی ممکن ہے اور میری خبر کی مطابق تم پر عذاب کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر تم اپنے آپ کو نزول عذاب کے خطرے میں ڈال رہے ہو یہ تمہاری جہالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

الغرض حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں لہذا اس کی بندگی کرو اور تم میری پیروی کرو تاکہ تمہیں بڑے دن کے عذاب سے بچالیا جائے۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت ہود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ پیغمبر تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام کا مبعوث ہونا بندوں کی طرف سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پر دل ہے۔

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو سیدھے راستے کی تلقین کریں اور ان کو میری نعمتیں یاد دلائیں جو میں نے ان پر کی ہیں۔ میری بندگی کا حکم دیں اور ایسے گناہوں سے منع کریں جن پر میرا غضب ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کی اور ان گناہوں کے ترک کرنے کی تلقین کی کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہو۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو عرصہ دراز تک تبلیغ کرتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان پر انعام و اکرام کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی تبلیغ اور رسالت پر قرآن مجید شاہد ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً
وَآخِرًا (مریم: ۱۱)

پھر زکریا اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو اشارے
سے کہا کہ تم صبح اور شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔

محراب کا لفظ حرب سے بنا ہے

گو یا وہ جس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اس جگہ کھڑے ہو کر وہ اپنے نفس امارہ
، شہوت اور شیطان سے جنگ کرتے تھے۔

محراب بلند جگہ کو کہتے ہیں۔ جو جگہ زمین سے بلند ہو وہ اس جگہ محراب بنایا کرتے
تھے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اس جگہ کھڑے ہو کر انہوں نے جہانکا اور اشاروں کے
ساتھ قوم سے کہا تم صبح اور شام تسبیح کیا کرو۔ (الجامع لاحکام القرآن ج: ۱۱ ص: ۱۳)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

حضرت زکریا نے نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کیلئے مخصوص جگہ بنائی ہوئی تھی وہ
اس جگہ سے نکل کر قوم کے پاس گئے اور ان سے اشاروں کے ساتھ بات کی۔

ایک قول یہ ہے کہ

محراب کا معنی ہے عبادت گاہ جس میں حضرت زکریا اور ان کی قوم عبادت کرتی تھی
اس میں وہ لوگ صرف نماز پڑھنے کے لئے جاتے تھے۔ قوم وہاں جمع ہو کر حضرت زکریا
علیہ السلام کا انتظار کر رہی تھی حضرت زکریا وہاں گئے اس وقت وہ زبان سے بات نہیں
کر سکتے تھے۔ انہوں نے ان سے اشاروں سے کہا تم صبح اور شام کے وقت تسبیح کرو۔

(تفسیر کبیر ج: ۷ ص: ۵۱۵)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا مبعوث ہونا بندوں سے محبت پر وال ہے۔

حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان کو تبلیغ کر کے میری بندگی کی دعوت دیں اور ہر اس برے کام سے منع کریں جن پر میرا غضب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو اس وقت مبعوث فرمایا جب بتوں کی پوجا عام ہو چکی تھی۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنے میں مشغول ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بھول چکے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتوں کی پوجا کرنے سے منع فرمایا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے وحدہ لا شریک ہونے کا یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ صرف اس کی بندگی کرو کیونکہ وہ ایسا خالق ہے جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو رزق عطا کیا۔ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تمام نعمتیں یاد دلائیں جو ان پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے بتوں کی پوجا چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں۔ آپ علیہ السلام مسلسل اپنی قوم کو تبلیغ فرماتے رہے تاکہ وہ برے افعال و کفر و شرک کو چھوڑ کر صرف وحدہ لا شریک کو مانیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی مغفرت فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کر لے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی رسالت و تبلیغ قرآن مجید سے ثابت ہے

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَإِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ ۚ إِذْ قَالَ لِلرَّبِّمَةِ آلا تَتَّقُونَ ۚ أَتَذْكُرُونَ

بِعَلَاءٍ وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَلْقِينَ ۝ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ
الْأَوَّلِينَ ۝ (الصافات: 123-126)

اور بے شک الیاس ضرور رسولوں میں سے ہیں۔ جب انہوں نے اپنی قوم
سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم بعل کی عبادت کرتے ہو اور سب سے
بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو۔ اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا رب
ہے۔

امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر المتوفی 571ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت الیاس علیہ السلام کا نام و نسب اس طرح ہے۔

الیاس بن یاسین بن فنحاس بن العیزار بن ہارون۔

اور ایک قول اس طرح ہے

الیاس بن العاذر بن العیزار بن ہارون بن عمران بن قاہٹ بن لاوی بن یعقوب

بن اسحاق بن ابراہیم

اللہ تعالیٰ نے ان کو دمشق میں اہل بعلبک کی طرف مبعوث فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ

آپ دمشق کے ایک پہاڑ قاسیون میں دس سال کفار سے چھپے رہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت الیاس علیہ السلام دمشق میں اپنی قوم کے ایک بادشاہ سے دس سال چھپے

رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو ہلاک کر دیا۔ اور دوسرا شخص اس کا جانشین ہوا۔ پھر

حضرت الیاس علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس پر اسلام پیش کیا۔ سو وہ مسلمان ہو گیا

اور اس کی قوم میں سے بہت لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ ماسوا دس ہزار آدمیوں کے پھر

بادشاہ کے حکم سے ان سب کو چن چن کر قتل کر دیا گیا۔

محمد بن سائب البکلی بیان کرتے ہیں کہ

سب سے پہلے جو نبی مبعوث کئے وہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں

پھر حضرت نوح علیہ السلام

پھر حضرت ہود علیہ السلام

پھر حضرت صالح علیہ السلام

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام

پھر حضرت لوط علیہ السلام

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام

پھر حضرت اسحاق علیہ السلام

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام

پھر حضرت یوسف علیہ السلام

پھر حضرت شعیب علیہ السلام

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام

پھر حضرت ہارون علیہ السلام

پھر حضرت الیاس بن عیسیٰ بن العاذر بن ہارون بن عمران بن قاہت بن لاوی بن

یعقوب علیہم السلام۔ (تاریخ دمشق ج: 9 ص: 154)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

آج بھی چار نبی (دنیاوی حیات کے ساتھ) زندہ ہیں۔ دوزمین پر ہیں اور

دو آسمان میں۔

جو دوزمین پر ہیں وہ

(1) حضرت الیاس اور

(2) حضرت خضر علیہما السلام

اور جو دو آسمان پر ہیں وہ

(1) حضرت ادریس اور

(2) حضرت عیسیٰ علیہا السلام

(تاریخ دمشق ج: 9 ص: 155 ہجرت)

اس روایت کے متعلق حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں۔
ہم اس لیے پہلے بعض لوگوں کا قول ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور
حضرت خضر علیہ السلام ہر سال ماہ رمضان میں بیت المقدس میں ایک دوسرے سے
ملاقات کرتے ہیں اور وہ ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے پانی پیتے ہیں جو ان کو اگلے
سال تک کے لئے کافی ہوتا ہے اور ہم وہ حدیث بیان کر چکے ہیں کہ وہ دونوں ہر سال
میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے کوئی چیز
بھی صحیح نہیں ہے اور جو چیز دلیل سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام وفات
پا چکے ہیں اور اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام بھی۔

اور وہب بن منہ نے جو یہ روایت کیا ہے کہ

جب حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی اور ان کو ایذا پہنچائی تو
حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔ پھر آگ کے رنگ کا ایک جانور
آیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام اس پر سوار ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نور کا لباس پہنا دیا اور
ان سے کھانے اور پینے کی لذت کو منقطع کر دیا اور وہ فرشتہ اور بشر کی صورت میں زمین اور
آسمان پر گئے اور انہوں نے ایسح بن اخوطب کو وصیت کی۔ سو اس روایت پر اعتراضات
ہیں اور یہ اسرائیلیات میں سے ہے جس کی تصدیق واجب ہے نہ تکذیب بلکہ ظاہر یہ ہے
کہ یہ روایت بہت بعید ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج: 1 ص: 443, 444 دار الفکر ہجرت)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام پر ابھی تک طبعی موت نہیں آئی لیکن ہر
حال قیامت سے پہلے ان پر موت آئے گی اور واضح رہے کہ انہما علیہم السلام کو موت کے

بعد پھر حیات عطا کر دی جاتی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر صرف ایک آن کے لئے موت آتی ہے اسی طرح حضرت اور لیس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی تک موت نہیں آئی لیکن قیامت سے پہلے ان پر بہر حال موت آئے گی۔

آیت میں فرمایا گیا کہ کیا تم بعل کی عبادت کرتے ہو!

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عسا کر متوفی 571ھ لکھتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما الصافات 123-126 کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں

اس شہر کا نام بعل بک اس لیے رکھا گیا کہ یہاں کے لوگ بعل کی عبادت کرتے

تھے اور اس جگہ کا نام بک تھا پھر اس کا نام بعل بک پڑ گیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بعل بک کے لوگوں کی طرف بھیجا یہ لوگ

بتوں کی عبادت کرتے تھے اور بنی اسرائیل کے بادشاہ عام لوگوں سے الگ رہتے تھے

جس بادشاہ کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام رہتے تھے وہ حضرت الیاس علیہ السلام

کے مشوروں پر عمل کرتا تھا اور ان کی ہدایت کی پیروی کرتا تھا ایک دن اس کے پاس اس

کی قوم کے بت پرست لوگ آئے اور کہا یہ شخص تمہیں گمراہی اور جھوٹ کی دعوت دے رہا

ہے تم ان بتوں کی عبادت کرو جن کی اور بادشاہ عبادت کرتے ہیں اور اس دین کو چھوڑ دو

پھر بادشاہ ان کے کہنے میں آگیا اور حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا: اے الیاس (علیہ

السلام)! تم میرے جھوٹے دین کی طرف رہنمائی کر رہے ہو اور میرا خیال ہے کہ بنو

اسرائیل کے تمام بادشاہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ دنیا کی نعمتوں سے مزے اٹھا

رہے ہیں اور ان کی نعمتوں میں کوئی کمی نہیں آئی اور ہمیں ان پر کوئی فضیلت نہیں ہے پھر

لوگوں کے دین کی طرف لوٹ گیا اور حضرت الیاس علیہ السلام اس سے الگ ہو گئے۔

لوگوں کا بعل کی پرستش کو چھوڑنا

حافظ ابن عسا کر متوفی 571ھ اور امام ابن جریر متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں

امام محمد بن اسحاق نے احسن سے روایت کیا ہے کہ اس بادشاہ کو بعل کی پرستش پر اس کی بیوی نے آمادہ کی تھا وہ بہت دراز قد اور حسین و جمیل عورت تھی اس کا پہلا خاوند فوت ہو گیا تھا تو اس نے بعل کی صورت پر سونے کا بت بنا لیا وہ اس کو سجدہ کرتی تھی پھر اس نے اس بادشاہ سے شادی کر لی جس کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام تھے وہ بدکار عورت تھی۔ اس نے ایک بت خانہ بنایا اور اس میں بعل رکھ دیا اور اس نے اپنے ستر موافقین کو جمع کر لیا جو اپنے آپ کو انبیاء کہتے تھے۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تب حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ بنی اسرائیل نے کفر پر اصرار کیا اور تیرے غیر کی عبادت کے سوا اور کسی چیز پر راضی نہیں ہوئے تو ان کو دی ہوئی نعمتیں واپس لے لے۔

حسن نے کہا:

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے ان کا رزق آپ کے اختیار میں دے دیا ہے۔ جب تک آپ اجازت نہیں دیں گے ان کو رزق نہیں ملے گا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر تین سال تک بارش نازل نہیں کی اور حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے شاگرد الیسع بن مخطوب کو اس بادشاہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترجیح دیتا رہا اور تیری قوم کے سرکش لوگ ان جھوٹے مدعیان نبوت کی پیروی کرتے رہے اور اس بدکار کا کہا مانتے رہے جس نے تیری خیانت کی ہے تو پھر تو عذاب اور مصائب کے لئے تیار ہو جا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا اور انسان، حیوان اور حشرات الارض بھوک سے مرنے لگے۔ حضرت الیسع علیہ السلام اس بادشاہ کے پاس گئے اور اس کو پیغام پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا۔ وہ واپس آ کر حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے، حضرت الیاس علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اللہ تعالیٰ ان کو

وہیں رزق دیتا تھا اور ان کے لئے اس پہاڑ پر پانی کا ایک چشمہ جاری کر دیا اور جب قحط کی شدت کی وجہ سے لوگ مردار اور کتوں کے کھانے پر مجبور ہو گئے تو بادشاہ نے ان ستر جھوٹے نبیوں سے کہا کہ تم اب بعل سے فریاد کرو کہ وہ قحط کی اس مصیبت کو ہم سے دور کر دے وہ اپنے بتوں کے پاس مستکف ہو کر بیٹھے اور جانوروں کو بھینٹ چڑھایا اور کافی دیر تک ان سے فریاد کرتے رہے تب بادشاہ نے ان لوگوں سے کہا کہ الیاس کا معبود تو ان لوگوں کے معبود سے بہت جلد دعا قبول کر لیتا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ تمہارا رب تم سے ناراض ہو چکا ہے اس لئے ان سے بارش کو تم سے روک لیا ہے اور تم کو قحط میں مبتلا کر دیا ہے۔ تم اپنے ان بتوں کو نکالو جن کی تم عبادت کرتے تھے پھر ان سے بارش طلب کرو دیکھیں وہ بت تمہاری فریاد کو پہنچتے ہیں یا نہیں! ورنہ میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں جو تم سے یہ مصیبت دور کر دے گا۔ انہوں نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے ان بتوں کو نکالا اور ان کے سامنے زار و قطار روتے رہے اور گڑگڑا کر دعا کرتے رہے تو ان کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا۔

اے الیاس! اب تم اپنے رب سے دعا کرو۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی تو اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہو گئے اور بارش شروع ہو گئی اور دیکھتے دیکھتے جل تھل ایک ہو گیا۔

الحسن نے کہا

پھر ان تمام نے رجوع کر لیا اور حضرت الیاس علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

(تاریخ دمشق۔ ج: 9، ص: 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ روایت کرتے ہیں

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ یمن کی لغت میں بعل کا معنی رب ہے اور اَلَّذٰهُوْنَ بَعْلًا کا معنی ہے کیا تم رب

کو پکارتے ہو یعنی کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور رب کو پکارتے ہو اور اس کی عبادت کرتے ہو۔

اور ابن زید نے کہا:

بعل نام کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ اسی بت کے نام پر ایک شہر کا نام رکھا گیا جس کو بعلبک کہتے تھے اور یہ شہر دمشق کے پار تھا۔

(جامع البیان: ج: 23: ص: 110-111)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل کی روح قبض کر لی تو بنی اسرائیل میں بہت بڑے مصائب آئے اور بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو بھول گئے۔ انہوں نے بت نصب کر دیئے اور ان کی عبادت کرنی شروع کر دی۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس بن یاسن بن فحاس بن العیزار بن ہارون کو نبی بنا کر بھیجا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تورات کے احکام کی تجدید کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے تھے تاکہ تورات کے جن احکام پر لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا تھا ان پر عمل کرنا شروع کرایا جائے اور حضرت الیاس بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے جس کا نام احاب تھا اور اس کی بیوی کا نام اربل تھا۔ وہ بادشاہ حضرت الیاس کے مشوروں پر عمل کرتا تھا اور باقی بنی اسرائیل ایک بت کی پرستش کرتے تھے جس کا نام بعل تھا۔

(جامع البیان: رقم الحدیث: 22890)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو نیکی کے راستے پر لائیں اور میں ان کے گناہوں کو معاف فرما کر مقبول بندہ بنالوں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حد سے زیادہ نعمتیں عطا کیں جن کا احسان کوئی بندہ بھی

نہیں اتار سکتا اور نہ ہی اتار سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر بادشاہی کی نعمت عطا کی اور ان پر حاکمیت کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو نعمتوں کی یاد دلائیں اور ان کو کفر و شرک سے منع کریں۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے بیشمار نعمتیں عطا کی تھیں اور وہ راحتوں کے انتہا درجے پر تھے اسی لئے آپ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے آئے اور ان کو شکر کرنے کی تلقین کی اور ان کو یہ دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانیں، کفر و شرک ہرگز نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے یہ نعمتیں چھین لے گا۔ آپ علیہ السلام ان کو دین حق کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی رسالت اور مبعوث ہونا قرآن مجید کی آیات کریمہ

سے ثابت ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَلَسَلِّمْنَ الرِّيحَ غُدُوها شَهْرًا وَرَوَاحُها شَهْرًا ۚ وَاسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۗ وَمِنَ الْجِبِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۗ وَمَنْ يَنْزِعْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا لِنُدْفِعَهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَابِرٍ نَّجْمَائِلٍ وَجِجَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَتٍ ۗ اَعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ سُكْرًا ۗ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ ۝

(سہا: 12, 13)

اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔ اس کی صبح کی رفتار ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کی رفتار ایک ماہ کی مسافت تھی، اور ہم نے ان کے لئے پھلے

ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور ہم نے بعض جنات ان کے تابع کر دیئے تھے وہ اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے۔ اور جو ان میں سے ہمارے حکم کی نافرمانی کرے گا ہم اس کو بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ سلیمان جو کچھ چاہتے تھے وہ (جنات) ان کے لئے بنا دیتے تھے، قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر ٹپ اور چولہوں پر جمی ہوئی دیکھیں۔ اے آل داؤد! تم شکر ادا کرنے کے لئے نیک کام کرو، اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر بیٹھتے تھے تو ان کے گرد چار سو کرسیاں تھیں جن پر آگے معزز انسان بیٹھتے تھے اور ان کے پاس عام انسان بیٹھتے تھے اور ان کے بعد جنات میں سے سردار بیٹھتے تھے پھر ان کے بعد عام جن بیٹھتے تھے اور ہر کرسی کے اوپر ایک پرندہ ہوتا تھا جس کے سپرد کوئی ڈیوٹی ہوتی تھی پھر ہوا اس تخت کو اٹھالیتی تھی اور پرندے ان پر سایہ کرتے تھے۔ صبح کو وہ بیت المقدس سے اصطخر کی طرف جاتے تھے۔

ابن زید نے کہا

وہ شام سے عراق کی طرف جاتے تھے۔ اور بھی روایات ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج: 14 ص: 243 دار الفکر)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ لکھتے ہیں:

ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کے تابع کر دیا تھا وہ ایک ماہ کی مسافت صبح کی سیر میں اور ایک ماہ کی مسافت شام کی سیر میں طے کر لیتی تھی۔ وہ دمشق سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو مع ساز و سامان اڑاتی اور تھوڑی دیر میں اصطخر پہنچا دیتی۔

اسی طرح شام کو دمشق سے کابل پہنچا دیتی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تانبے کو پانی بنا کر اس کے چشمے رواں کر دیئے تھے کہ اس سے اور وہ جو چیز بنانا چاہیں آسانی سے بنالیں۔ جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا ماتحت کر دیا تھا وہ ان سے جس طرح چاہتے تھے کام لیتے تھے اور جو جن ان کے کام سے جی چراتا فوراً آگ میں جھلسا دیا جاتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ثعلبہ الخثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنات کی تین قسمیں ہیں:

- (1) ایک قسم ان جنات کی ہے جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔
- (2) دوسری قسم وہ ہے جس میں سانپ اور کتے ہوتے ہیں جو سواریوں پر سوار ہوتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب حدیث ہے۔
- ابن انعم نے تیسری قسم میں ان جنات کا ذکر کیا ہے جن کو ثواب اور عذاب ہوتا ہے۔

بکرنے بیان کیا ہے کہ

جنات کی تین قسمیں ہیں:

- (1) ایک قسم وہ ہے جو قیامت کے دن عرش الہی کے سائے میں ہوگی۔
- (2) دوسری قسم جانوروں سے زیادہ گم راہ ہے۔
- (3) تیسری قسم وہ ہے جو انسانوں کی شکلوں میں ہیں اور ان کے دل شیاطین کی طرح ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

جنات ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں ان دونوں قسموں میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی اور عذاب و ثواب میں شریک ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج: 3 ص: 579 دار الفکر بیروت)

اس کے بعد اس آیت میں جفان، الجواب، قدور اور راسیات کے الفاظ ہیں۔
 () جفان: جفۃ کی جمع ہے اس کا معنی ناند لگن یا ٹب ہے یہ ٹب اسی لئے بنوائے تھے کہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام کی بہت بڑی فوج تھی اس کو کھانا کھلانے کے لئے اس
 میں کھانا ڈال کر ان کو پیش کیا جاتا۔

() الجواب: جابۃ کی جمع ہے۔

اس کا معنی بہت بڑا حوض یا تالاب ہے۔

یہاں مراد یہ ہے کہ وہ ٹب بہت بڑے حوض کی مانند تھے۔

() قدور: قدر کی جمع ہے

اس کا معنی ہے ہانڈی یا دیگ۔

() راسیات: یہ راسیۃ کی جمع ہے۔

وہ چیز جو کسی چیز پر قائم ہو اور اس پر رکھی ہوئی ہو۔ یہاں مراد یہ ہے کہ وہ دیگیں
 چولہوں پر بھی ہوتی تھیں۔

اس کے بعد فرمایا گیا

اے آل داؤد تم شکر ادا کرنے کے لئے نیک کام کرو اور میرے بندوں میں شکر ادا
 کرنے والے کم ہیں۔

روایت ہے کہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا

اے میرے رب! میں تیری نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی طاقت کس طرح رکھ سکتا
 ہوں کیونکہ شکر ادا کرنے کا باعث دل میں ڈالنا اور تیرے شکر ادا کرنے کی قدرت بھی
 تیری دی ہوئی نعمت ہے۔

فرمایا

اے داؤد! اب تم نے مجھے پہچان لیا۔

نعمت کا اعتراف کرنا اور اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرنا شکر کی حقیقت ہے اور نعمت کا انکار کرنا اور اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں خرچ کرنا کفران نعمت اور شکر کی ضد ہے

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

اذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا فَاَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا ائِنِّي آُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ (النمل: 28-31)

میرا یہ مکتوب لے جاؤ اور اسے ان کے پاس ڈال دو پھر ان سے پشت پھیر لو اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (ملکہ سبانی) کہا اے میرے سردارو! بے شک میرے پاس ایک معزز مکتوب پہنچایا گیا ہے بیشک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے۔ اور بیشک وہ اللہ ہی کے نام سے (شروع کیا گیا) ہے جو بہت بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ یہ کہ تم میرے مقابلہ میں سر نہ اٹھاؤ اور مسلمانو! میرے پاس آ جاؤ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کی طرف سے ایک مکتوب لکھا:

یہ مکتوب اللہ تعالیٰ کے بندے سلیمان کی طرف سے ہے۔ بے شک وہ اللہ ہی کے نام سے (شروع کیا گیا) ہے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ پھر انہوں نے اس کے اوپر مہر لگائی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا اور ہڈ ہڈ کو وہ خط دے دیا۔ پھر دھاگے سے باندھ کر وہ خط ہڈ ہڈ کے گلے میں لٹکا دیا اور ہڈ ہڈ سے کہا یہ خط بلقیس تک پہنچا دو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب میں انہوں نے پہلے اپنا نام لکھا ہے کہ یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے اور ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پر ہر قل کی جانب مکتوب لکھا تو اس میں لکھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 7)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد سے فرمایا:

میرا یہ مکتوب لے جاؤ اور اسے ان کے پاس ڈال دو

حضرت سلیمان علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ ہد ہد کو مکتوب دے کر بھیجا حالانکہ آپ علیہ السلام کے زیر تصرف اور آپ علیہ السلام کے ماتحت بہت قوی جن بھی تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام ہد ہد کے صدق کا امتحان لینا چاہتے تھے۔ آیا وہ بلیقیس اور اس کے ملک کی خبر دینے میں صادق ہے یا نہیں اور اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو اس کو سزا دینے میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلیقیس کی طرف جو مکتوب لکھا تھا اس کو یہ حکم دیا تھا تم میرے مقابلہ میں سر نہ اٹھاؤ اور تابع ہو کر میرے پاس آ جاؤ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط لکھا تھا اس میں یہ حکم دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانو اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ اسلام قبول کر لو۔ سلامت رہو گے اور تم کو دگنا اجر ملے گا! حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب کو اپنے نام سے شروع کیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکتوب کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا۔ سو کتنا فرق ہے دونوں مکتوبوں میں۔

ہد ہد کا بلیقیس کو مکتوب پہنچانا

علامہ سید محمد آلوسی حنفی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں

روایت ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب لکھ کر اس پر مشک لگا کر اس کو بند کیا پھر اس پر مہر لگائی اور وہ خط ہد ہد کو دے دیا جب وہ خط لے کر اس کے محل میں پہنچا تو وہ سوئی ہوئی تھی۔ اس نے دروازے بند کر کے چابیاں اپنے سرہانے رکھی ہوئی تھیں، ہد ہد روشن دان سے کمرے میں داخل ہوا اور وہ مکتوب اس کے سینہ کے اوپر پھینک دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ

ہدیہ نے چونچ مار کر اس کو جگایا تو وہ گھبرا کر اٹھ گئی، جب اس نے خط پر مہر لگی ہوئی دیکھی تو وہ کانپنے لگی، بلقیس عربی پڑھی ہوئی تھی اس نے مہر توڑ کر خط نکال کر پڑھ لیا۔

(روح المعانی ج: 19 ص: 289, 290)

خط پڑھنے کے بعد بلقیس نے اپنے درباریوں سے اس خط کے متعلق مشورہ کیا ملکہ سب نے کہا۔ اے میرے سردارو! بے شک میرے پاس معزز مکتوب پہنچایا گیا ہے۔ بے شک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب کو کریم اور معزز کہا اور ان کے مکتوب کی تکریم کی اور نبی کی تکریم کرنے کی برکت سے اسلام اس کے دل میں داخل ہوا جیسے فرعون کے جادوگروں نے مقابلہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکریم کی اور ان سے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں گے تو نبی کے ادب اور احترام کرنے کی برکت سے ان کو ایمان لانا نصیب ہوا۔

ملکہ سب نے اپنے دربار کے سرداروں اور دیگر ارکان مملکت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا مکتوب پڑھ کر سنا تے ہوئے کہا۔

بے شک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے اور بے شک وہ اللہ ہی کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو لکھا۔

علامہ ابوالیمان اندلسی متوفی 754ھ لکھتے ہیں

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہی اپنے نام کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پر مقدم کیا ہوتا کہ مکتوب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام بلقیس کے ہاتھوں بے ادبی سے محفوظ رہے کیونکہ اس وقت بلقیس کافرہ تھی تاکہ ظاہر میں مکتوب کا عنوان حضرت

سلیمان علیہ السلام کا نام ہو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں مکتوب کا عنوان اللہ تعالیٰ کا نام ہو۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

مکتوب میں پہلے بسم اللہ لکھی ہوئی ہو اور بلقیس نے مکتوب پڑھتے وقت پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام پڑھ کر لوگوں کو یہ بتایا ہو کہ یہ مکتوب کس کی جانب سے آیا ہے۔

علامہ ابو بکر بن العزری نے کہا ہے کہ

رسل متقدمین جب کسی کی طرف کوئی مکتوب لکھتے تھے تو اپنے نام کو پہلے لکھتے تھے۔ اور یوں لکھتے تھے:

یہ فلاں کی طرف سے فلاں کے نام ہے۔

اور ابواللیث نے کتاب البستان میں لکھا ہے کہ

اگر لکھنے والا شروع میں مکتوب الیہ کا نام لکھ دے تو یہ جائز ہے کیونکہ امت کا اس کے جواز پر اجماع ہے اور انہوں نے اس پر عمل کیا ہے ظاہر یہ ہے کہ مکتوب میں صرف اتنا لکھا ہوا تھا جتنا قرآن مجید میں مذکور ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

یہ مکتوب عربی میں ہو کیونکہ بادشاہوں کے پاس مترجمین ہوتے ہیں جو ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عربی زبان میں مکتوب لکھا تھا کیونکہ بلقیس عربوں کی نسل سے تھی۔ انبیاء کرام علیہم السلام طویل مکتوب نہیں لکھتے تھے۔ چند جملوں پر مشتمل ضرورت کے مطابق لکھتے تھے۔

یہ بھی روایت ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے کسی نے مکتوب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہیں

کے ساتھ۔ (البحر المحیط ج: 8 ص: 234, 235 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو ایمان لانے کا حکم دیا تھا یا اپنی
بادشاہت تسلیم کرنے کا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مکتوب میں لکھا تھا:

تم میرے مقابلہ میں سر نہ اٹھاؤ اور مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔

بعض مفسرین نے کہا

اس آیت میں جو مسلمین کا لفظ ہے اس سے مراد مومنین ہے

اور صحیح قول یہ ہے کہ

اسلام اور ایمان مترادف ہیں

اور بعض مفسرین نے کہا

اسلام کا لغوی معنی مراد ہے یعنی استسلام اور ظاہری اطاعت

انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہ ہے کہ

وہ پہلے کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید ماننے اور اس کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہیں

اور یہ بتاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اسے کے نمائندے اور اس کے سفیر اور پیغامبر

ہیں اور اپنی رسالت اور نبوت پر دلائل اور معجزات پیش کرتے ہیں اور پیغام کے قبول نہ

کرنے پر انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

اور بادشاہوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ

وہ کسی علاقہ کو اپنا تابع کرنے کے لئے اس کو اس پر حملہ کرنے کی دھمکی دیتے ہیں

اور تسلط قائم کرنے کے لئے اس سے خراج وصول کرتے ہیں اور خراج ادا نہ کرنے کی

صورت میں اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔

اگر اس آیت میں مسلمین کے لفظ سے مومنین کا ارادہ کیا جائے تو حضرت سلیمان

علیہ السلام کا یہ ارشاد انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کے مناسب ہے۔ اور اگر اس آیت میں مسلمین کے لفظ سے استسلام اور اطاعت ظاہرہ اور مغلوب اور مقہور ہونے کا ارادہ کیا جائے تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ ارشاد بادشاہوں کے طریقہ کے مناسب ہے۔

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ

اس آیت میں مسلمین سے مومنین مراد ہے۔

باقی رہا یہ کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نبوت پر کوئی معجزہ تو نہیں پیش کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

ہد ہد کو مکتوب دے کر بھیجنا اور ہد ہد کا بلقیس کو مکتوب پہنچانا خود ایک عظیم معجزہ ہے

اور رہا یہ کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو توحید اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دعوت نہیں

دی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اسلام اور ایمان لانے کا اسی لیے حکم دیا تھا کہ وہ اور اس کی قوم سورج کو پرستش کرتی تھی اور ایمان لانے کا یہی معنی تھا کہ وہ شرک اور آتش پرستی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے اور اس کی اطاعت کرے اس تمام بحث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس اور اس کی رعایا کو اسلام کی دعوت بھی دی اور کفر و شرک سے بھی منع کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمانا اور نیکی کا حکم دینا اپنے بندوں سے محبت پر دال ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے جب ملاحظہ فرماتا ہے کہ میرے

بندے مجھ سے دور ہو کر بتوں کی پوجا کر رہے ہیں اور ان کو خدا مان کر ہر وقت اس کی عبادت میں مصروف ہو رہے ہیں تو اس وقت اپنے بندوں کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی وحدانیت کے اقرار اور کفر و شرک سے بچنے کے لئے تبلیغ کے طور پر مبعوث فرمادیتا ہے تاکہ میرے بندوں کو بڑے گناہوں سے منع کریں اور وہ ان گناہوں سے بچ جائیں اور میں بھی ان کے گناہوں کو معاف فرما کر اپنے برگزیدہ بندے بنا لوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اس وقت مبعوث فرمایا جب آپ علیہ السلام کی قوم کفر و شرک کے انتہاء درجہ تک پہنچ چکی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بھول کر ہدایت کے راستے سے دور ہو چکی تھی اور بتوں کی پوجا ان کی عبادت بن گئی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی سب کا مالک و خالق ہے لہذا اسی کی ہی عبادت کرو اور اسی سے ہی ڈرو تاکہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کر لے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور تبلیغ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت

ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ
غَيْرُهُ ۗ هُوَ أَنشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَفِرُّوهُ
لَمَّا تَوْبُوا إِلَيْهِ ۗ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝ (هود: 61)

”اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا۔ صالح نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا سو تم اس سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔ پس میرا رب قریب ہے دعا قبول

کرنے والا ہے“

اس آیت کے اندر فرمایا گیا کہ

اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا۔

اس کی دو تقریریں ہیں

(1) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو حضرت آدم علیہ السلام کی صلب سے پیدا کیا اور حضرت

آدم علیہ السلام کو زمین سے یعنی زمین کی مٹی سے پیدا کیا۔

(2) انسان منی اور حیض کے خون سے پیدا ہوتا ہے اور غذا گوشت روٹی، سبزیوں اور

پھلوں سے حاصل ہوتی ہے اور ان سب چیزوں کا مال زرعی پیداوار ہے اور زرعی

پیداوار کا رجوع زمین کی طرف ہوتا ہے پس واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو

زمین سے پیدا کیا ہے۔

آیت میں فرمایا گیا

واستعمرکم فیہا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس کا معنی ہے:

اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین میں آباد کیا۔

حضرت ضحاک نے فرمایا

اس کا معنی ہے

اللہ تعالیٰ نے تمہاری عمریں لمبی کیں۔

اور قوم ثمود کی عمریں تین سو سال سے ایک ہزار سال تک ہوتی تھیں۔

زید بن اسلم نے فرمایا

اس کا معنی ہے

زمین پر آباد ہونے کے لئے تمہیں جن چیزوں کی ضرورت تھی

مثلاً

دکان بنانے اور درخت اگانے کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا سامان تمہیں مہیا کیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

اس کا معنی یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں نہریں کھودنے، درخت اگانے اور فصل تیار

کرنے کا خیال ڈالا۔ (الجامع لاحکام القرآن: ج: 7: ص: 9: 51 مطبوعہ دار الفکر)

اس کے بعد فرمایا گیا

اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔

یعنی بت پرستی پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔

پھر فرمایا

اس کی طرف توبہ کرو

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب دعا کرنے والے

کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ آخَاهُمْ صَلِيحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ

قَرِيضِينَ يَخْتَصِمُونَ ۝ (النمل: 45)

اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قبیلہ صالح کو یہ پیغام دے کر

بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو وہ دو فریق بن کر جھگڑنے لگے۔

حضرت صالح علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے اس کا نام ثمود ہے۔ قوم کی

ہلاکت کے وقت جو ایمان والے حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ عذاب سے بچ گئے تھے

وہ قوم ان ہی کی نسل سے ہے اس کو عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔

یہ قوم مقام الحجر میں رہتی تھی حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے وہ سب الحجر ہے۔ آج کل یہ جگہ فج الناقۃ کے نام سے مشہور ہے
آگے فرمایا:

دو فریق جھگڑنے لگے۔

مجاہد نے کہا:

ان میں سے ایک فریق مومن تھا اور دوسرا فریق کافر تھا
ان کے جھگڑے کا ذکر اس آیت میں ہے۔

ترجمہ: ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان کمزور لوگوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لا چکے تھے، کیا تمہیں اس پر یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں انہوں نے کہا وہ جس پیغام کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں متکبرین نے کہا تم جس پر ایمان لائے ہو ہم اس کا کفر کرنے والے ہیں۔ (الاعراف: 75, 76)

حضرت صالح نے اپنی قوم سے کہا:

تم بھلائی سے پہلے برائی کی طلب میں کیوں جلدی کر رہے ہو۔ (انہل: 46)

یعنی رحمت سے پہلے عذاب کی طلب میں کیوں جلدی کر رہے ہو! اللہ پر ایمان لانا باعث ثواب ہے تم اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا کفر اور انکار کر رہے ہو جو باعث عذاب ہے۔

اس کی یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ

متکبر کافروں نے ہٹ دھرمی اور عناد سے کہا تم ہمیں کفر پر جس عذاب سے ڈراتے ہو وہ عذاب لا کر دکھاؤ۔ اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے مغفوکے بجائے اس کے عذاب کو کیوں جلد طلب کر رہے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی

وحدانیت اور اس کی عبادت کرنے کی تبلیغ کرتے رہے تاکہ میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے عاجز بندے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل فرمائے اور ہمیشہ کے لئے راضی ہو جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد رحیم و کریم ہے۔ اپنے بندوں سے اس قدر محبت ہے کہ ان کو گناہوں سے بچانے کے لئے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو گناہوں کے دلدل سے غرق ہونے سے بچائیں اور ان کو میری وحدانیت اور بندگی کی دعوت دیں تاکہ وہ میری بندگی کر کے مجھے راضی کریں اور میں ان کے گناہوں کو معاف کر کے اپنے مقبول بندوں میں شامل کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کفر و شرک سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو کفر و شرک جیسے گناہ سے بچا کر میری وحدانیت کا اقرار کروائیں اور میری بندگی کرنے کی تلقین کریں کیونکہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں ہی تمام جہانوں کا پالنے والا رب ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کفر و شرک جیسے گناہ سے منع کیا اور بتوں کی پوجا کرنے سے بھی منع کیا۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کی قوم بتوں کی پوجا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے راستے کو بھول چکی تھی۔ آپ علیہ السلام اپنی قوم کو مسلسل تبلیغ کرتے رہے یہاں تک کہ بعض آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور بعض نے ایمان لانے کے بجائے تردید کی۔

آپ علیہ السلام کی رسالت اور تبلیغ قرآن مجید کی آیات کریمہ سے ثابت ہے
آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَلَقَدْ عَلَّمْنَا عَلَى الْآرَامِ بَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
الْتَّوْرَةِ وَالَّذِينَ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ ۚ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ (المائدہ: 46)

اور ہم نے ان (نبیوں) کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اس تورات کی تصدیق کرنے والے تھے جو ان کے سامنے تھی، اور ہم نے ان کو انجیل عطا فرمائی جس میں ہدایت اور نور تھا اور وہ اس تورات کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان کے سامنے تھی اور وہ (انجیل) متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے نبیوں، ربانین اور علماء کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت عیسیٰ، حضرت زکریا علیہما السلام کے بعد مبعوث کئے گئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کے مصداق تھے کیونکہ بنی اسرائیل نے تورات کے جن احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان احکام کو زندہ کیا۔ یہ حقیقی تصدیق ہے اور انجیل نے جو تورات کی تصدیق کی ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ انجیل کے احکام تورات کے موافق ہیں۔ ماسوا ان احکام کے جن کو انجیل نے منسوخ کر دیا۔

نیز فرمایا:

انجیل متقین کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔

یعنی وہ ناپسندیدہ اعمال سے منع کرتی ہے اور پسندیدہ اعمال کی طرف ہدایت دیتی ہے۔ متقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور ان کاموں سے اجتناب کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب کا موجب ہیں۔

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۝ وَرَسُولًا إِلَىٰ
بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ إِنِّي أَنخَلِقُ لَكُمْ مِّنَ
الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۝ وَأُبْرِيءُ

الْأَكْمَبَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُخِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَابْتِئْتُمْ بِمَا
تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ إِن
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (آل عمران 48, 49)

اور اللہ سے لکھنے اور شریعت کا اور تورات اور انجیل کا علم عطا فرمائے گا۔ اور وہ بنو اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔ (یہ کہتا ہوا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی طرح ایک صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے والی ہو جاتی ہے۔ اور میں اللہ کے اذن سے مادر زاد اندھے اور برص زدہ کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردہ کو زندہ کرتا ہوں اور میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو، اگر تم مومن ہو تو بے شک ان سب چیزوں میں تمہارے لئے قوی نشانی ہے۔

اس آیت میں کتاب کی مختصر تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد لکھنا ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کتاب سے مراد ہاتھ سے لکھنا ہے۔

اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے

علامہ ابوالیمان اندلسی نے لکھا ہے کہ

کتاب سے مراد گزشتہ آسمانی کتابیں ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گزشتہ تمام آسمانی کتابوں کا علم عطا فرمایا اور خصوصاً تورات اور انجیل کا علم عطا فرمایا۔

امام رازی متوفی 606ھ نے لکھا ہے

میرے نزدیک کتاب سے مراد لکھنے کی تعلیم دینا ہے اور حکمت سے مراد علوم اور تہذیب الاخلاق کی تعلیم ہے۔ کیونکہ انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ حقیقت کو جانے، نیک اعمال کا علم حاصل کرے اور ان دونوں کے مجموعہ کے علم کو حکمت کہتے ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتابت اور علوم عقلیہ اور شرعیہ کا علم عطا فرمایا تو ان کو تورات کا علم عطا فرمایا اور تورات کے علم کو مؤخر اس لئے کیا کہ تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسرار عظیمہ ہیں۔ اور انسان جب تک علوم کثیرہ حاصل نہ کرے اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں غور و خوض کرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل کی ہوئی کتابوں کے اسرار کو جان لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل نازل فرمائی۔ (تفسیر کبیر ج: 2 ص: 450 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آگے فرمایا گیا

”اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا یہ کہتا ہوا کہ میں تمہارے پاس

تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لایا ہوں“

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام بنو اسرائیل کی طرف رسول تھے اور اس میں بعض یہودیوں کے اس قول کا رد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مخصوص قوم کے رسول تھے۔ اس آیت میں ایک نشانی سے مراد جنس نشانی ہے جو تمام نشانیوں کو شامل ہے جس کا ذکر اس آیت کے اگلے حصہ میں کیا ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن میں مکتب کے لڑکوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی اٹھائی اور فرمایا میں تمہارے لیے اس مٹی سے ایک پرندہ بنا دیتا ہوں۔ لڑکوں نے کہا۔

کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

ہاں!

میں اپنے رب کے حکم سے ایسا کر سکتا ہوں۔

پھر آپ علیہ السلام نے مٹی اٹھا کر ایک پرندہ کی ایک صورت بنائی اور اس میں

پھونک مار دی۔

پھر فرمایا۔

”تو اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہو جا“

وہ ان کے ہاتھوں سے نکل کر اڑنے لگا۔

لڑکوں نے جا کر اپنے معلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔

انہوں نے لوگوں میں خبر پھیلا دی۔ لوگ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور بنی

اسرائیل نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ان کی ماں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ان

کی جان کا خوف دامن گیر ہوا تو وہ ان کو لے کر اس شہر سے چلی گئیں۔

اور یہ بھی مذکور ہے کہ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندہ بنانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے پوچھا: کون

سنے پرندہ کو بنانا مشکل ہے تو بتایا گیا چمکا ڈڑکو۔

(جامع البیان ج: 3 ص: 90 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

یہ بھی روایت ہے کہ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات کو ظاہر کیا تو منکرین

سٹ دھری کی اور ان سے چمکا ڈڑ پیدا کرنے کا مطالبہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی

لے کر چمکا ڈڑ کی صورت بنائی اور اس میں پھونک ماری تو وہ فضا میں اڑنے لگی۔

وہب بن منبہ نے کہا:

جب تک لوگ اس کی طرف دیکھتے رہتے تھے وہ اڑتی رہتی تھی اور جب وہ ان کی نظر سے غائب ہو جاتی تو مرکز زمین پر گر جاتی تھی۔ (تفسیر کبیر ج: 2 ص: 452 دار الفکر بیروت)
آگے فرمایا گیا:

اور میں اللہ کے اذن سے مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں۔
علامہ ابوالحیاء اندلسی لکھتے ہیں۔

اکثر اہل لغت کا قول یہ ہے کہ

اکمہ وہ شخص ہے جو مادرزاد اندھا ہو۔ اور اس امت میں قتادہ بن دعامہ السدوسی کے سوا کوئی مادرزاد اندھا نہیں ہوا یہ صاحب تفسیر تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ

اس سے مراد مطلقاً نابینا شخص ہے

اس میں اختلاف ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کر کے بیماروں کو شفا دیتے تھے یا ان پر ہاتھ پھیر کر
روایت ہے کہ

بعض اوقات ایک دن میں ان کے پاس پچاس ہزار بیمار جمع ہو گئے جو ان کے پاس آنے کی طاقت رکھتے تھے وہ آگے اور جو نہیں آسکے ان کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود چلے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا غلبہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس جنس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دے کر بھیجا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مادرزاد اندھوں کو اور برص کے مریضوں کا علاج کیا جن کی بیماریوں کو لا علاج سمجھا جاتا تھا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سحر کا چرچا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا دے کر بھیجا جس کا معارضہ کرنے سے اس زمانہ کے تمام جادوگر عاجز رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلاغت کا شہرہ تھا تو اللہ تعالیٰ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر بھیجا جس کی نظیر لانے سے تمام عرب عاجز رہے اور آج تک پوری دنیا علوم کی ترقی اور اسلام کی مخالفت کے باوجود عاجز ہے۔

آگے فرمایا گیا:

اور میں اللہ کے اذن سے مردہ کو زندہ کرتا ہوں۔

ائمہ تفسیر سے منقول ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردوں کو زندہ کیا

(1) ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا جس کا نام عازر تھا آپ علیہ السلام نے اس کے مرنے کے تین دن بعد اس کو زندہ کر دیا وہ کافی عرصہ زندہ رہا حتیٰ کہ اس کی اولاد ہوئی۔

(2) دوسرا شخص ایک بڑھیا کا بیٹا تھا وہ اپنے جنازہ سے اٹھ کھڑا ہوا وہ کافی عرصہ زندہ رہا اور اس کی اولاد ہوئی۔

(3) تیسری بنت عاشر تھی وہ زندہ ہونے کے بعد اپنی اولاد سے نفع یاب ہوئی اور لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ سام بن نوح کو زندہ کریں تاکہ وہ لوگوں کو کشتی کے حال کی خبر دے، وہ قبر سے نکلے اور پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی۔ ان کے آدھے سر پر بڑھاپے کے آثار تھے ان کی عمر پانچ سو سال تھی انہوں نے کہا مجھے قیامت کے خوف نے بوڑھا کر دیا۔

روایت ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام میت یا قبر کی کھوپڑی پر اپنی لاشی مار کر اس کو زندہ کرتے۔ وہ جس کو زندہ کرتے وہ باتیں کرتا اور کافی عرصہ زندہ رہتا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ

وہ جلد مر جاتا تھا۔

آگے فرمایا گیا:

اور میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں

اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچپن ہی سے غیب کی خبریں دیتے تھے

سدی نے کہا کہ

آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے اور ان کو ان کی ماں باپ کے کئے ہوئے کاموں کی خبر دیتے اور بچے کو بتاتے کہ تمہاری ماں نے فلاں چیز تم سے چھپا کر رکھی ہے۔ پھر بچہ گھر جا کر روتا حتیٰ کہ وہ اس چیز کو حاصل کر لیتا۔

پھر ان کے گھر والوں نے کہا اس جادوگر کے ساتھ مت کھیلا کرو اور سب بچوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو ڈھونڈنے کے لئے آئے تو گھر والوں نے کہا وہ گھر میں نہیں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

اس گھر میں کون ہیں؟

انہوں نے کہا:

خنزیر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

تو پھر خنزیر ہی ہیں؟

سو وہ پھر سب خنزیر بن گئے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ

غیب کی خبریں دینے کا واقعہ اس وقت ظاہر ہوا جب مائدہ نازل ہوا۔ کیونکہ

لوگوں کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اس مادہ سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھیں۔ اور اس کو ذخیرہ نہ کریں۔ اور وہ لوگ آپ علیہ السلام کے حکم عدولی کر کے ذخیرہ کرتے تھے تو آپ علیہ السلام خبر دیتے تھے کہ فلاں شخص نے مادہ سے کھانا بچا کر ذخیرہ کیا ہے۔ بعض لوگ مختلف آلات کے ذریعے خبریں بتا دیتے ہیں یہ معجزہ نہیں ہے۔ معجزہ یہ ہے کہ بغیر کسی آلہ اور ذریعہ کے محض وحی سے غیب کی خبر دی جائے۔

(تفسیر کبیر ج: 2 ص: 452 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

آگے فرمایا گیا

اگر تم مومن ہو تو بے شک ان سب چیزوں میں تمہارے لئے قوی نشانی ہے۔ یعنی یہ مذکور الصدر پانچ چیزیں زبردست اور قوی ترین معجزات ہیں جو میرے دعویٰ نبوت کے صدق پر دلالت کرتے ہیں اور جو شخص بھی دلیل سے کس بات کو مانتا ہو اس پر حجت ہیں۔

آیت نمبر 3

قرآن مجید میں ہے:

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي هُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝
إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝

(آل عمران: 50, 51)

اور میرے سامنے جو تورات ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں تاکہ تمہارے لیے کچھ ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بے شک میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

ہر نبی پر واجب ہے کہ وہ اپنے سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق کرے کیونکہ تمام نبیوں کی تصدیق کا ذریعہ معجزہ ہے اور جب ہر نبی نے اپنی نبوت کے ثبوت میں معجزہ پیش کیا تو پھر ہر نبی کی تصدیق کرنا واجب ہے، اور ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے یہ غرض ہو کہ وہ تورات کو مقرر اور ثابت رکھیں۔ منکرین کے شبہات کا ازالہ کریں اور عالی یہودیوں نے دین میں جو تحریف کر دی ہے اس تحریف کو زائل کریں۔

امام ابن جریر متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے، وہ ہفتہ کے دن کی تعظیم کرتے تھے اور نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرتے تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تم کو تورات کی کسی بات کی مخالفت کی دعوت نہیں دیتا۔ البتہ بعض چیزیں جو تورات میں حرام کر دی گئیں میں ان کو حلال کرتا ہوں اور بعض مشکل احکام کو منسوخ کرتا ہوں۔ (جامع البیان ج: 3 ص: 196 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

آگے فرمایا گیا:

اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے دلائل اور معجزات سے اپنی نبوت کو ثابت فرمایا۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیا یعنی میں تم کو جن کاموں کے کرنے کا حکم دوں ان پر عمل کرنے میں اور جن کاموں سے روکوں ان سے اجتناب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے میری اطاعت کرو۔

آگے فرمایا گیا:

بیشک میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے صراط مستقیم سے مراد اعتقاد حق اور اعمال صالحہ۔

اور یہ جو فرمایا ہے کہ

اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسی کی عبادت کرو یہی وہ پیغام ہے جس کی دعوت تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے دی ہے اور اسی کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے سو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو دین واحد ہے اور ان کے زمانہ کے مخصوص حالات کے اعتبار سے عبادات اور معاملات کے طریقے الگ الگ ہیں اور اس کو شریعت سے تعبیر کرتے ہیں۔

آخر الزماں فخرِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

جب تمام عالم میں کفر کی سیاہی پھیل چکی تھی۔ کفار کے اندر شیطانیت کی ایسی حوس بیٹھ چکی تھی کہ بتوں کو اپنا خدا اور کارساز سمجھنے لگ گئے تھے اور جہالت ان کے دماغ میں ایسی بیٹھ چکی تھی کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، عورتوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے والدین کے ساتھ بھی برا سلوک کرتے تھے تو اس وقت رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تمام عالم نور میں پھیل گیا۔ ہر طرف نور ہی نور تھا۔ تمام عالم میں خوشیوں کی دھومیں عام ہو گئیں، فرشتوں کی جماعت در جماعت دیدار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشیاں منانے لگ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو تمام کفار دشمن ہو گئے حتیٰ کہ طائف کے شر پسندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے اور جسم اطہر سے خون بہنے لگ گیا مگر ایسے عالم میں بھی اپنی امت کے لئے رحم و کرم بن کر ہدایت کی دعا فرماتے رہے کہ میری امت کو ہدایت نصیب فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو کفر و شرک سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں لہذا اس کی بندگی کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر کے اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل فرمائے۔

حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ثبوت قرآن مجید کی آیات کریمہ سے واضح ملتا ہے۔

آیت نمبر ۱

قرآن مجید میں ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (سبا: 28)

اور ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کے لئے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیت میں کافۃ کا لفظ آیا

علامہ حسن بن محمد راغب اصفہانی متوفی 502ھ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں الکف انسان کی ہتھیلی کو کہتے ہیں جس کو انسان پھیلاتا اور سکیڑتا ہے۔ کفۃ کا معنی ہے۔

میں نے اس کو اپنی ہتھیلی سے روکا اور دور کیا
مکفوف اس شخص کو کہتے ہیں جس کی بینائی روک لی گئی ہو۔

اس آیت میں کافۃ کا معنی ہے

لوگوں کو گناہوں سے روکنے والا، اور اس میں تا مبالغہ کے لئے ہے جیسے علامہ میں ہے۔

قرآن مجید میں ہے

إِنَّ عِلَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ۗ ذَلِكَ الْيَوْمُ الْقِيَمِ
فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً

كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝ (التوبہ: 36)

اس آیت کا معنی ہے تم مشرکین کو روکتے ہو اور ان کو منع کرتے ہوئے قتال کرو جیسا کہ وہ تمہیں روکتے ہوئے اور منع کرتے ہوئے قتال کرتے ہیں

ایک قول یہ ہے کہ

تم ان کی پوری جماعت کے ساتھ قتال کرو جیسا کہ وہ تمہاری پوری جماعت کے ساتھ قتال کرتے ہیں کیونکہ جماعت کو بھی الکافۃ کہتے ہیں۔

(المفردات ج: 2 ص: 559 مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ لکھتے ہیں

کافۃ کا معنی ہے

عامۃ۔ یعنی ہم نے آپ کو عام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے

زجاج نے کہا

الکافۃ کا معنی ہے

الجامع یعنی ہم نے آپ کو ڈرانے اور تبلیغ میں تمام لوگوں کو جمع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ

اس کا معنی ہے منع کرنے والا، یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کو

کفر سے منع کریں اور اسلام کی دعوت دیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج: 14 ص: 270 دار الفکر بیروت)

پھر فرمایا گیا

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا ہے

ایک اور آیت بھی اس آیت کے موافق ذکر کی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ہے

تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝

(الفرقان: 1)

وہ بڑی برکت ہے جس نے اپنے مکرّم بندے پر الفرقان کو نازل کیا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رسول ہیں اور اس عموم کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھ کو پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے نبیوں میں کسی کو نہیں دی گئیں۔

(1) ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری کر دیا گیا ہے

(2) اور میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور آلہ تیمم بنا دیا گیا ہے، میری امت میں سے جس شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔

(3) اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔

(4) اور پہلے نبی ایک مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

(5) اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 438)

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا اس میں یہ الفاظ ہیں اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد: رقم الحدیث بلا تکرار 523)

اس حدیث میں خلق کا لفظ ہے اور مخلوق کا لفظ انسانوں، جنات، فرشتوں، حیوانات، درختوں اور پتھروں سب کو شامل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں اس کو ترجیح دی ہے کہ

فرشتوں کے بھی رسول ہیں۔

اور شیخ تقی الدین سبکی نے یہ لکھا ہے کہ

آپ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام نبیوں اور ان کی امتوں کے رسول ہیں۔

اور علامہ البارزی نے لکھا ہے کہ

آپ تمام حیوانات اور جمادات کے رسول ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی 1137ھ فرماتے ہیں کہ تمام موجودات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عموم پر یہ دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر تمام زمین والوں اور آسمان والوں نے خوشی منائی اور پتھروں نے آپ کو سلام عرض کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور تمام مخلوق کی طرف رسول ہیں۔

(روح البیان ج: 7 ص: 347 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ فرماتے ہیں

الفرقان آیت نمبر: 1 میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم الغلیمین کے لئے نذیر ہیں اور مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک الغلیمین سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے انسان اور جنات ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب کی طرف مبعوث ہونا ضروریات دین سے ہے اور ان کا منکر کافر ہے۔

اور علامہ سبکی اور ان کے موافق دیگر محققین کے نزدیک الغلیمین میں فرشتے بھی داخل ہیں اور انہوں نے اس موقف کے مخالفین کا رد بھی کیا ہے اور بعض محققین نے اس پر پیدلیل قائم کی ہے کہ

عالم اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے ماسوا کو کہتے ہیں لہذا الغلیمین کا لفظ

فرشتوں کو بھی شامل ہے

اور علامہ البارزی نے کہا ہے کہ

صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جمادات کی طرف بھی مبعوث کیے گئے ہیں اور وہ بھی مد رک ہیں

کیونکہ حدیث میں ہے کہ

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔

باقی رہا یہ کہ

فرشتے معصوم ہیں اور جمادات اور نباتات وغیرہ غیر مکلف ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف مبعوث کرنے کا کیا فائدہ ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ

وہ کسی حکم شرعی یا عمل شرعی کے مکلف نہیں ہیں بلکہ ان سے صرف یہ مطلوب ہے کہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیعین میں داخل ہوں تاکہ تمام رسولوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور امتیاز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور فضیلت ظاہر ہو۔

(روح المعانی جز: 22 ص: 240 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1419ھ)

پتھروں کا رسالت کی تصدیق کرنا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں مکہ کے ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھ پر سلام

عرض کیا کرتا تھا میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب المناکب: رقم الحدیث: 2276)

پھاڑوں اور درختوں کا رسالت کی تصدیق کرنا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے کسی راستے میں جا رہا تھا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو بھی پھاڑ یا درخت آتا وہ کہتا تھا
السلام علیک یا رسول اللہ

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3626)

جانوروں کا رسالت کی تصدیق کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔
ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کر کے اس کو پکڑ لیا۔ اس کے چرواہے نے اس بکری
کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ وہ بھیڑیا اپنے دم پر بیٹھ کر کہنے لگا۔ اے چرواہے! کیا تم اللہ
سے نہیں ڈرتے جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو مجھ سے چھین رہے ہو کہ
تو اس چرواہے نے کہا

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھا ہوا مجھ سے کلام کر رہا ہے۔
بھیڑیے نے کہا

کیا میں تم کو اس سے زیادہ حیرت انگیز بات نہ بتاؤں
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یثرب میں لوگوں کو گزشتہ زمانہ کی خبریں بیان فرما رہے

ہیں۔ (مسند احمد: ج: 3 ص: 83, 84)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر چیز کو علم ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا کا فر یا فاسق جن اور انس کے۔

(المعجم الکبیر: رقم الحدیث: 672)

آیت نمبر 2

قرآن مجید میں ہے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۖ الَّذِي لَهُ مُلْكُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَ
رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ۝ (الاعراف: 158)

(اے رسول مکرم) آپ کہتے، اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول
ہوں جس کی ملک میں تمام آسمان اور زمین ہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کا
مستحق نہیں ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے سو تم اللہ پر ایمان لاؤ اور
اس کے رسول پر جو نبی امی لقب ہیں جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان
رکھتے ہیں اور تم سب ان کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ

جس رسول کی اتباع کرنے کا میں نے حکم دیا ہے ان کی رسالت کی دعوت قیامت
تک کے تمام انسانوں کے لئے ہے۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام مخلوق کے لئے ہے اور تمام مخلوق
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی مکلف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر یہ آیت کریمہ بھی شاہد ہے۔

وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنَ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ ۖ وَمَنْ بَلَغَ ۗ (الانعام: 19)

اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ میں تم کو اس کے ساتھ
ڈراؤں اور ان لوگوں کو جن تک یہ (قرآن) پہنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر احادیث مبارکہ بھی شاہد ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے انبیاء پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جوامع الکلم (جامع مانع کلام) عطا کئے گئے ہیں اور

(۲) میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور

(۳) میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں اور

(۴) میرے لئے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی (تیمم کا مادہ آلہ) اور مسجد

بنادیا گیا ہے اور

(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور

(۶) مجھ پر انبیاء (علیہم السلام) کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 567)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) میں سے کسی

نبی کو نہیں دی گئیں۔

(۱) میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی (آلہ تیمم) اور مسجد بنادی گئی اور

پہلے انبیاء (علیہم السلام) میں سے کوئی نبی اپنی محراب (مسجد) کے بغیر کسی اور جگہ

نماز نہیں پڑھتا تھا۔

(۲) ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ جب میرے سامنے

مشرکین آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب قائم کر دیتا ہے اور

(۳) پہلے نبی کو اس کی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام جنات اور

انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور

(۴) پہلے انبیاء (علیہم السلام) خمس (مال غنیمت سے پانچواں حصہ) کو الگ کر دیتے

تھے پھر آگ آ کر اس کو کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس خمس کو اپنی امت کے فقراء میں تقسیم کر دوں اور

(۵) ہر نبی کو ایک شفاعت عطا کی گئی ہے (صحیح مسلم میں ہے ہر نبی نے اس شفاعت کو دنیا میں خرچ کر لیا) اور میں نے اس شفاعت کو اپنی امت کے لئے موخر کر لیا ہے۔

(مسند ابی یوسف: رقم الحدیث: 2441)

آیت نمبر 3:

قرآن مجید میں ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء: 107)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کریمہ کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا اور مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عالم کے لئے رحمت

ہیں۔ فرشتوں کا عالم ہو، جنات کا عالم ہو، انسانوں کا عالم ہو، یا نباتات کا عالم ہو

یا جمادات کا عالم ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عالم کے لئے رحمت ہیں۔ مکلف ہو یا غیر

مکلف انسان ہو، جن ہو یا فرشتہ ہو، حیوان ہو شجر و حجر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے

لئے رحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ اللعالمین ہیں۔ جس چیز

کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے اس اس چیز کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت

ہیں۔ وجود عین جو ہے اور ہر چیز کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ملا ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہر چیز کو عطا کرنے والا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو تقسیم کرنے والے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم صرف اسی لئے ہی نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے فرزند ارجمند کا نام قاسم تھا بلکہ ابو القاسم کا معنی ہے سب سے زیادہ تقسیم کرنے والے

اور ابتداء آفرینش عالم سے لے کر قیامت تک جس کو بھی جو نعمت ملتی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم سے ملتی ہے۔ تمام دینی اور دنیاوی امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء آفرینش عالم سے تقسیم کرنے والے ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی متوفی 1270ھ لکھتے ہیں۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ کو صرف اسی سبب سے بھیجا ہے کہ آپ تمام جہانوں پر رحم کریں یا ہم نے آپ کو صرف اس حال میں بھیجا ہے کہ آپ تمام جہانوں پر رحم کرتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ

تمام جہانوں میں کفار بھی شامل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین دے کر بھیجا ہے۔ اس میں دنیا اور آخرت کی سعادت اور مصلحت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کافروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کی صلاحیت نہ تھی تو انہوں نے اپنے حصہ کی رحمت کو ضائع کر دیا جیسے کوئی پیاسا شخص دریا کے کنارے کھڑا ہو اور پانی کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے یا کوئی شخص دھوپ میں آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو تو اس سے دریا کی فیاضی اور سورج کی روشنی پہنچانے میں کوئی قصور نہیں ہے۔ قصور ان کا ہے جنہوں نے پانی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا یا روشنی کے باوجود آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ممکنات پر ان کی صلاحیت کے اعتبار سے فیض الہی کے لئے واسطہ ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اول المخلوقات ہے۔

اور حدیث میں ہے

اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا اور حدیث

اس ہے۔

اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

اور ابن القیم نے مفتاح السعادة میں لکھا ہے

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جہاں میں کوئی کوئی چیز کسی کو نفع نہ دیتی نہ کوئی نیک عمل کرتا، نہ روزی حاصل کرنے کا کوئی جائز طریقہ ہوتا اور نہ کسی حکومت کا قیام ہوتا اور تمام جانوروں اور درندوں کی طرح ہوتے۔ ایک دوسرے پر حملہ کرتے اور ایک دوسرے سے چھین کر کھا جاتے، سو دنیا میں جو بھی خیر اور نیکی ہے وہ آثار نبوت سے ہے اور جو شر اور برائی ہے وہ آثار نبوت کے مٹ جانے یا چھپ جانے کی وجہ سے ہے۔ پس یہ عالم ایک جسم ہے اور نبوت اس کی روح ہے اور جب زمین پر نبوت کے آثار میں سے کوئی اثر باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا۔ ستارے بکھر جائیں گے۔ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ چاند تاریک ہو جائے گا۔ پہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ کر روٹی کے گالوں کی طرح منتشر کر دیا جائے گا۔ زمین میں زلزلہ آجائے گا اور جو لوگ زمین کے اوپر ہیں وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پس اس جہان کا قیام آثار نبوت کی وجہ سے ہے اور جب نبوت کا کوئی اثر نہیں رہے گا تو یہ جہان بھی نہیں رہے گا۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ

العالمین سے مراد صرف مومنین ہیں۔

(جیسے شیخ محمود الحسن اور شیخ تھانوی وغیر ہم) میرے نزدیک یہ لوگ اس حق پر مطلع نہیں ہو سکے جس کی اتباع واجب ہے اور حقائق پر مطلع ہو کر ان لوگوں کا رد کرنا بہت آسان ہے۔

اور میرا نظریہ یہ ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم العلمین کے ہر ہر فرد کے لئے رحمت ہیں خواہ وہ فرشتوں کا عالم ہو یا انسانوں کا عالم ہو یا جنات کا عالم ہو اور انسانوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں اور کافروں سب کے لئے رحمت ہیں۔ اسی طرح جنات میں بھی سب کے لئے رحمت ہیں، البتہ رحمت کا فیضان ہر فرد پر اس کی صلاحیت کے اعتبار سے ہوتا

ہے۔ (روح المعانی ج: 17 ص: 155 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1417ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا
یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)
مشرکین کے خلاف دعا کیجئے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2599)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام مصنفین کے لئے ہدایت بنا

کر بھیجا ہے۔ (مسند احمد: ج: 5، ص: 257)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے اپنی امت کے جس شخص کو بھی غصہ میں برا کہا یا اس پر لعنت کی تو میں بنو
آدم کا ایک فرد ہوں۔ مجھے بھی اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح انہیں غصہ آتا ہے اور اللہ
نے تو مجھے صرف تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اے اللہ!

قیامت کے دن اس برا کہنے کو اس کے لئے دعائے خیر بنا دے۔

(مسند احمد: ج: 5، ص: 437)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں صرف رحمت ہوں، اللہ (عزوجل) کی طرف سے ہدایت۔

(المسجد رک: ج: 1، ص: 35)

ان آیات کریمہ و احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے رسول ہیں اور تمام عالم کے لئے ہدایت بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے فرمان طریقے قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔ یہی طریقے و فرمان تمام آنے والے لوگوں کے لئے ہدایت کا راستہ ہیں جس نے ان پر عمل کر لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے لا پرواہی برتی وہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوگا اور آخر میں ذلیل و خوار ہو کر رسوا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونے کو آیت کریمہ و احادیث مبارکہ سے

ثابت کرتا ہوں۔

آیت نمبر 4

قرآن مجید میں ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب: 40)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول

اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔



حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ آپ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے نہیں ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار نبی بیٹے

تھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۱) حضرت قاسم

(۲) حضرت ابراہیم

(۳) حضرت طیب

(۴) حضرت مطہر (رضوان علیہم اجمعین)

کے والد تھے۔

(جامع البیان رقم الحدیث: 21725)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو کفار اور منافقین نے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کریں۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ

حضرت زید بن حارثہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں حتیٰ کہ ان کی بیوی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حرام ہو جائیں لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تعظیم اور تکریم کے اعتبار سے امت کے باپ ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما کر کفار اور منافقین کے اعتراضات کو ساقط کر دیا۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں جو مرد تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں۔

یہ مقصد نہیں ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے والد نہیں ہیں کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چار بیٹیاں تھیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے والد تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چار بیٹے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے والد تھے لیکن وہ سب صغیرن

میں وفات پا گئے اور ان میں سے کوئی بھی مرد ہونے کی عمر تک نہیں پہنچا۔ سو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں۔

اور یہ چاروں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نسبی بیٹے تھے۔ مخاطبین کے مردوں

میں سے نہ تھے۔

بعض احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے

متعلق فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3769)

لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو مجازاً اپنے بیٹے فرمایا وہ آپ (صلی اللہ علیہ

وسلم) کے نسبی بیٹے نہ تھے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نسبی بیٹے اور آپ (صلی اللہ

علیہ وسلم) کے نواسے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ

وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں وہ نہ کسی مرد کے حقیقی والد ہیں۔

نہ رضاعی والد ہیں۔

ہم نے امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے تھے۔

(۱) حضرت قاسم اور

(۲) حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہما)

حضرت قاسم (رضی اللہ عنہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے

ان ہی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے اور حضرت ابراہیم (رضی

اللہ عنہ) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنیز ماریہ قہطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور

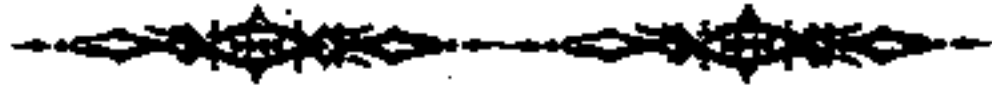
حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمام اولاد قبل از اسلام پیدا ہوئی، صرف حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) واحد ہیں جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کا لقب طیب اور مطہر ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ج: 11، ص: 16 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی مرد کے شرعی والد ہیں نہ رضاعی اور نہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعاً بیٹا بنایا کیونکہ شرعاً بیٹا اس کو بنایا جاتا ہے جو مجہول النسب ہو اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مجہول النسب نہیں تھے۔ ان کا نسب معروف تھا وہ حارثہ کے بیٹے تھے۔ غرض آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہ تھے، نہ رضاعی نہ متبنی کے اعتبار سے۔

(روح المعانی ج: 22، ص: 44, 45 دارالفکر بیروت 1417ھ)



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر یہ آیت کریمہ صریح دلالت کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اوپر دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو متلزم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کوئی کمی ہوئی جس کی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نامکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

سورہ سبا میں ہے:

اور (اے رسول مکرم) ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(سبا: 28)

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے لئے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لئے کوئی اور رسول آئے گا اور اس سے یہ آیت کاذب ہو جائے گی اور قرآن مجید کا کاذب

ہونا محال ہے۔ اس سے لازم آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

سورہ الاعراف 158 میں ہے:

ترجمہ: ”آپ کہتے، اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

اس آیت کی بھی حسب سابق تقریر ہے کہ

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے رسول نہیں رہیں گے۔

سورہ آل عمران میں ہے۔

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب اللہ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آ جائے جو ان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں تو تم سب اس پر ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا گیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے بھاری عہد کو قبول کر لیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا پس تم سب (ایک دوسرے پر) گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (آل عمران: 81)

اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان نے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے۔ وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور رسول کے آنے کا ممکن مانا جائے تو لازم ہے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو۔

یہ بدلتہ باطل ہے۔

سورہ الحدید میں ہے۔

ترجمہ: ”تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں، ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا

اور اللہ نے ہر ایک سے نیک عاقبت کا وعدہ فرمایا ہے۔“ (الحدید: 10)

اس آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان بعد کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بہت افضل ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل جوتا اس آیت کے خلاف ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو شریعت کو لے کر آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخر الزمان نبی ہیں جن پر نبوت کا دروازہ بالکل بند ہو گیا ہے۔ اب بندوں پر ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے طریقوں پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا۔ مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے۔ اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 3535)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کو مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2889)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے چھ وجوہ سے انبیاء (علیہم السلام) پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔

(۲) اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

(۳) اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے

(۴) اور تمام روئے زمین کو میرے لئے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔

(۵) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔

(۶) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 523)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون تھے مگر

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری: رقم الحدیث: 4416)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نبی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء (کرام علیہم السلام) کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1842)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا

نہ رسول ہوگا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2272)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)

(صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1394)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔

(کنز العمال: رقم الحدیث: 31916)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمتاً للعلمین بنایا اور تمام لوگوں کے

لئے بشیر و نذیر بنایا۔ مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت

کو خیر امت بنایا جو لوگوں کو نفع کے لئے بنائی گئی ہے اور میری امت کو معتدل امت بنایا

اور میری امت کو اول اور آخر بنایا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا۔ میرا بوجھ اتار دیا اور

میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا

بنایا۔ (مجمع الزوائد: ج: 1، ص: 71)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شمال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: 3638)

حضرت ابو قہیلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب عزوجل کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینہ کے روزے رکھو، اپنے احکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (المعجم الکبیر: ج: 22، رقم الحدیث: 797)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تشریف لائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے کافی ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے گا۔

آیت نمبر 5

قرآن مجید میں ہے:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: 3)

آج میں تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا۔



آیت حجۃ الوداع کے سال دس ہجری کو عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے اور اس دن

مکمل ہوا ہے۔

اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ

کیا اس سے پہلے دس سال تک دین ناقص رہا تھا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ

اسلام میں فرائض اور واجبات اور محرمات اور مکروہات پر مشتمل احکام کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کا نزول بھی تدریجاً ہوا ہے اور اس آیت میں دین کے کامل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اصول اور فروع، عقائد اور احکام شرعیہ کے متعلق جتنی آیات نازل ہونی تھیں۔ وہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے نازل کر دی ہیں۔ عقائد کے باب میں تمام آیات نازل کر دی گئیں۔ اسی طرح قیامت تک پیش آنے والے مسائل اور حوادث کے متعلق تمام احکام کے متعلق آیات نازل کر دی گئیں اور ان کی تشریح مقدس زبان رسالت سے کر دی گئی ہے۔ دین اسلام تو ہمیشہ سے کامل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آسانی کے لئے اس کا بیان تدریجاً فرمایا، کیونکہ جو لوگ کفر اور برائی میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے تھے اگر ان کو یک لخت ان تمام احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تو یہ ان کی طبیعت پر سخت مشکل اور دشوار ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت کی خاطر اس کا بیان رفتہ رفتہ اور تدریجاً فرمایا اور آج یہ بیان اپنے تمام وکمال کو پہنچ گیا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں۔ محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماجی (مٹانے والا) ہوں۔ اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3532)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری

اور سب کے بہتر امت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4287)

قرآن مجید کی آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کے لئے کافی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس واضح ہو گیا کہ باقی ادیان اپنے اپنے زمانوں کے اعتبار سے کامل تھے اور اسلام قیامت تک کے لئے کامل دین ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اسلام کے متعلق فرمایا کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل فرما دیا۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر تمام آنے والے لوگوں کو ضروری ہے کہ اس پر عمل کریں۔

مسلمانو!

میں نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ صرف اس لئے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے کس قدر بہت زیادہ محبت ہے کہ اپنے بندوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو راہ راست دکھائیں۔ میرے بندے مجھ سے دور ہو رہے ہیں ان کو میرے قریب کرو اور میری واحدانیت کا یقین دلاؤ پھر جب وہ میری واحدانیت کا اقرار اور کفر و مشرک سے اجتناب کریں گے تو میں بھی ان کی مغفرت فرما کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر دنیا و آخرت سنوار دوں گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ سب اپنے بندوں سے کامل و اکمل درجے کی محبت ہے۔ میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کو پہلے اس لئے ذکر کیا تاکہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر محبت فرماتا ہے اور بندے اللہ تعالیٰ سے کتنا محبت اور اطاعت کرتے ہیں۔

اب میں احادیث قدسیہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو واضح کرتا ہوں جن کو سن کر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔

حدیث قدسی

حدیث قدسی اپنی ایک الگ امتیازی شان اور خصوصیت رکھتی ہے۔ ان احادیث قدسیہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی رحمت، احسان و انعام، بخشش اور اپنی محبت کا ایسا اظہار فرمایا ہے کہ بندہ مومن ان کو سن کر اشک بار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم و کریم ہے ہم گناہ کرتے ہیں مگر پھر بھی ہم پر احسان و انعام و اکرام فرماتا رہتا ہے۔

بہر حال احادیث قدسیہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے اظہار پر بندہ مومن کے دل میں سوز و گداز پیدا کر دیتی ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی شخص بھی زیادہ محبت نہیں کر سکتا اور نہ کر سکے گا۔

حدیث قدسی کی تعریف و معنی

علماء کرام نے حدیث قدسی کی مختلف تعریفات کی ہیں۔ ان تعریفات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں مگر نتیجہ ایک ہی ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث قدسی کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے۔

الحدیث القدسی

هو ما يرويه صدر الروايات وبدر الثقات عليه الفضل الصلوة
واكمل التحيات عن الله تبارك وتعالى تارة بواسطة جبرائيل
عليه السلام وتارة بالوحي والالهام او المنام

مفوضاً الیہ التعبير بآی عبارة شاء من انواع الكلام

(الاحادیث القدسیہ الاربعینہ ص: 2 المطبعة العلمیہ)

حدیث قدسی:

وہ ہے جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ سے روایت کریں۔ کبھی جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے ہوتی ہے، کبھی وحی، الہام یا خواب کے واسطے سے۔ اس کے نص کی تعبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوتی ہے کہ جن الفاظ میں چاہیں اس کو بیان کریں۔

سید شریف البحر جانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

سید شریف البحر جانی حدیث قدسی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الحدیث القدسی

هو من حيث المعنى من عند الله تعالى ومن حيث اللفظ من رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو ما اخبر الله تعالى به نبيه بالالهام وبالمنام فاخبر عليه السلام عن ذلك بعبارة نفسه، فالقرآن مفضل عليه لان لفظه منزل ايضا

(التعريفات ص: 45)

حدیث قدسی

وہ ہے جو معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا اور لفظ کے اعتبار سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے، اس نص کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یا خواب میں دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کیا۔ حدیث قدسی پر قرآن کو بہر حال فضیلت ہے کیونکہ قرآن کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں۔

ان دو تعریفوں کے اندر فرق کی وجہ

حضرت ملا علی قاری اور سید میر سید شریف جرجانی علیہما الرحمہ کی تعریف میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ سوائے اس معمولی فرق کے کہ جرجانی نے حدیث قدسی کے الفاظ کو صرف الہام یا خواب میں منحصر کیا ہے جبکہ ملا علی قاری نے ان دو کیفیتوں کے علاوہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کا بھی اضافہ کیا ہے لیکن اس فرق کو اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ محض لفظی فرق ہے، کیونکہ الہام اپنے وسیع معنی میں اس صورت کو بھی شامل ہے۔ ان دونوں تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قدسی ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء کیا جائے اور اس کی تعبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الفاظ میں کریں چونکہ ان احادیث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو احادیث قدسیہ یا احادیث الہیہ یا احادیث ربانیہ بھی کہا جاتا ہے۔

اہم شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں پر ایک شبہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تمام احادیث مبارکہ جن کا تعلق دینی اور اخروی امور سے ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی القاء شدہ اور وحی الہی سے ماخوذ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (النجم: 3، 4)

”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے یہ تو وحی ہے جو انہیں کی جاتی

ہے۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”الاوانی اوتیت الكتاب ومثلہ معہ“

(سنن ابی داؤد: کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ من: 726، ج: 4603 بیروت)

”بے شک مجھے کتاب (قرآن) اور اس کے ساتھ اس کی مثل (اس کا بیان

یعنی احادیث مبارکہ) عطا فرمایا گیا ہے۔“

اس آیت اور حدیث میں کیا ثابت کریں گے

مذکورہ آیت میں اور حدیث کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ احادیث نبویہ

بھی منجانب اللہ ہیں اور ان کی بنیاد بھی وحی الہی پر ہے۔ پھر صرف احادیث قدسیہ ہی کو وحی الہی سے ماخوذ کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

علماء کرام کا اس شبہ کے جوابات دینا

اس شبہ کے سبب میں علماء کرام نے فرمایا کہ

یہ درست ہے کہ احادیث قدسیہ اور غیر قدسیہ دونوں منجانب اللہ ہوتی ہیں لیکن باقی

حدیثوں کے مقابلہ احادیث قدسیہ اس لئے ممتاز ہوتی ہیں کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔

مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

باقی احادیث میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی بلکہ ان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف ہوتی ہے۔

قاضی محمد شریف الدین فاروقی کا اس شبہ کا جواب دینا

قاضی محمد شریف الدین فاروقی اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الفرق بان الحدیث القدسی مضاف الی اللہ تعالیٰ ومروی

عنه بخلاف غیرہ وقد یفرق بان القدسی ما یتعلق بتنزیہ ذاته

وصفاته الجلالية والجمالية

قال الطيبي

القرآن هو اللفظ المنزل به جبرئيل على النبي صلى الله عليه

وسلم

والقدسي

اخبار الله معناه بالا لهام او المنام فاخبر النبي عليه السلام

امته بعبارة نفسه وسائر الاحاديث لم يصفها الى الله ولم

يروها عنه

(الحا تم في شرح المعنى الحديث القدسي مشموله) (الاتحاف السنية للمدني ص: 236)

(دیگر احادیث اور حدیث قدسی میں) فرق اس طرح کیا جائے گا کہ

حدیث قدسی فی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے مروی

ہوتی ہے۔ برخلاف دوسری احادیث کے، اور کبھی اس طرح بھی فرق کیا جاتا ہے کہ

حدیث قدسی اللہ تعالیٰ کی نیزیہ ذات اور اس کی صفات جلالیہ و جمالیہ سے متعلق ہوتی

ہے۔

طیبی نے کہا کہ

قرآن وہ لفظ منزل ہے جو جبرائیل (علیہ السلام) کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

اور حدیث قدسی وہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے الہام یا خواب کے ذریعہ جس کا معنی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں امت کو اس کی خبر دی باقی دیگر احادیث اللہ

تعالیٰ کی جانب منسوب نہیں کی جاتیں اور نہ ہی حضور علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ سے

روایت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عزالدین ابراہیم کا قول

ڈاکٹر عزالدین ابراہیم لکھتے ہیں

التمیز بین الحدیث القدسی والحدیث النبوی:

فالنبوی ینتہی سندہ الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بینما یرتفع القدسی الی اللہ عزوجل فالقول فیہ لہ جل جلالہ:
وکثیراً ما یکون بضمیر المتکلم کما فی حدیث تحریم
الظلم:

یا عبادی

انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرماً فلا
تظالموا وهذا لاینفی ان الحدیث النبوی یستند فی مجموعہ

الی وحی اللہ (الاربعون القدسیہ ص: 26 بیروت)

حدیث نبوی اور حدیث قدسی میں تمیز اس طور پر ہوگی کہ

حدیث نبوی کی سند حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر جا کر ختم ہو جاتی ہے جبکہ حدیث

قدسی کی سند اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے۔ زیادہ

تراس میں حکلم کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ تحریم ظلم والی حدیث میں فرمایا

اے میرے بندو!

میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے

تو آپس میں ظلم مت کرو، اور یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ حدیث نبوی کی بنیاد بھی

بالمجملہ وحی الہی پر ہو۔

قرآن مجید اور احادیث قدسیہ میں فرق

قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور احادیث قدسیہ کا معنی بھی اللہ تعالیٰ کی جانب ہوتا ہے۔

ان دونوں میں فرق کس طرح کیا جائے گا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وهي تغائر القرآن الحميد والفرقان المجيد بان نزوله
لا يكون الا بواسطة الروح الامين، ويكون مقيداً باللفظ
المنزل من اللوح المحفوظ على وجه التعيين، ثم يكون نقله
متواتراً قطعياً في كل طبقة وعصر وحين

(الاحادیث القدسیہ الاربعیۃ ص: 2)

قرآن مجید فرقان مجید احادیث قدسیہ سے اس طور پر مختلف ہے کہ
قرآن کا نزول صرف روح امین کے واسطے سے ہوا ہے، اور متعین طور پر
لوح محفوظ سے اس کے الفاظ نازل ہوتے ہیں، پھر یہ کہ قرآن کریم ہر طبقے
اور ہر زمانے میں تواتر کے ساتھ نقل ہوتا رہا۔“



قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں یہی بنیادی فرق ہے۔

اس فرق کی بنیاد پر ان دونوں میں جو فروغی فرق مرتب ہوتے ہیں ان کو ملا علی قاری

نے

احادیث القدسیہ الاربعیۃ میں

حافظ ابن حجر العسقلانی نے

شرح الفتح المبین میں

محمد علی فاروقی نے

کشاف الاصطلاحات میں

اور ڈاکٹر عزالدین ابراہیم نے

الاربعون القدسیہ میں بیان کیا ہے۔

ان علماء کرام کے بیان کردہ اصولی فرق اور ان پر مرتب ہونے والے فروعی فرق کا

خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱)

قرآن کریم کسی بھی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے

اپنے ذمہ کرم میں لی ہے، احادیث قدسیہ ایسی نہیں ہیں۔

(۲)

قرآن کریم لفظاً اور معنماً معجزہ ہے کہ اس کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔

حدیث قدسی میں یہ شان اعجاز نہیں ہوتی۔

(۳)

قرآن کریم کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئے ہیں برخلاف

حدیث قدسی کے کہ اس کا صرف معنی منجانب اللہ ہے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہیں۔

(۴)

قرآن کریم متواتر ہے جبکہ احادیث قدسیہ اخبار احاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اسی

لئے ان میں بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔

(۵)

قرآن کریم پورا کا پورا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے نازل ہوا ہے۔ جبکہ احادیث قدسیہ بعض حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہیں اور بعض الہام یا خواب میں بتائی گئی ہیں۔

(۶)

قرآن کریم کو نماز میں پڑھنا فرض و واجب ہے جبکہ اگر حدیث قدسی نماز میں پڑھی تو نماز باطل ہو جائے گی۔

(۷)

قرآن کریم کے مختلف اجزاء کو سورۃ اور آیت سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ احادیث قدسیہ کو ان ناموں سے موسوم نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث قدسی کی اقسام

احادیث قدسیہ الفاظ اور اپنے موضوعات کی بنیاد پر چند قسموں کی ہوتی ہیں۔
کچھ احادیث قدسیہ ایسی ہوتی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی قول منقول ہوتا ہے، کچھ احادیث میں اس بات کی صراحت تو نہیں ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مگر سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول باری عزوجل ہے۔ کچھ احادیث میں کوئی قول نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل بیان کیا جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ان کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک طویل حدیث ہوتی ہے جس میں قیامت یا عالم آخرت کے احوال بیان کئے جاتے ہیں اور حدیث کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل مذکور ہوتا ہے۔ یہ احادیث قدسیہ کی مختلف اقسام ہیں ہم یہاں ان تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱)

احادیث قدسیہ کی سب سے اہم وہ قسم ہے جن میں مذکور قول یا فعل کی نسبت صراحتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔

ایسی احادیث کو محدثین مندرجہ ذیل طریقوں سے روایت کرتے ہیں اگرچہ معنی و مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

الف: يقول النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرويه عن ربه عز وجل

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(ب)

قال الله تعالى فيما رواه عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (اس حدیث میں) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روایت کی۔

(ج)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله تبارك وتعالى
ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے یہ اور اس قسم کے بعض دوسرے الفاظ میں بھی حدیث قدسی روایت کی جاتی ہے ان میں اس بات کی صراحت ہے کہ آگے آنے والے قول یا فعل کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہے۔ ان میں کبھی اللہ تعالیٰ صیغہ متکلم سے کلام فرماتا ہے اور کبھی صیغہ غائب کے ساتھ
مثلاً

(الف)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالیٰ انا اغنی الشركاء عن الشرك من عمل عملاً أشرك فيه غیري تركته وشركه

(مسلم: کتاب الزہد والرقائق: باب تحریم الریاء: ص: 1462: رقم الحدیث: 7369)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں شریک سے بے نیاز ہوں۔ جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

(ب)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ

انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی

(بخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ ومحمد رکن اللہ نفسہ: ص: 1854: رقم الحدیث: 7405)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے

ساتھ ہوتا ہوں۔

(ج)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فیما یروی عن ربہ عزوجل

قال ان اللہ کتب الحسنات والسیئات ثم بین

بحسنة فلم یعملها کتبها اللہ له عنده حسنة

هم بها فعملها کتبها اللہ له عنده عشر حسنة

ضعف الی اضعاف کثیرة ومن هم بسیئة فا

له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعد

واحدة

163، رقم الحدیث: 6491

(بخاری: کتاب الرقاق: باب من ہم بحسنة اوس

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے

اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان

ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس کے لئے ایک پوری نیکی کا

ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس

کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی

گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور

جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے اور پھر اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف

ایک گناہ لکھتا ہے۔

(۲)

اللہ تعالیٰ کے بعض اقوال یا افعال کسی حدیث کے ضمن میں مذکور ہیں۔ ان اقوال

وافعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ یہ مجہول کے صیغہ میں وارد ہوتے ہیں لیکن سیاق و سباق اس بات پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول یا فعل ہے۔

مثال کے طور پر

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل

عبد لا يشرك بالله شيئا

الا

اجلاً كانت بينه وبين اخيه شحناء ، فيقال انظروا هذين حتى

يصطلحا انظروا هذين حتى يصطلحا، انظروا هذين حتى

يصطلحا

(مسلم: کتاب البر والصلۃ والآداب: باب انہی عن الشحاء والتمہا جرم: 1270 رقم الحدیث: 6439 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے

کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔

سوا

ان لوگوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہیں، ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو

مہلت دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں۔



اس حدیث پاک میں یہ جملہ کہ

ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اس میں اگرچہ مغفرت کی نسبت اللہ

اللہ کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ صیغہ مجہول وارد ہے لیکن قطعی طور پر یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے کیونکہ مغفرت کرنا، اس کی شان ہے اور اسی کے لائق ہے۔

اسی طرح یہ جملہ کہ

ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔

اس میں اگرچہ صراحت نہیں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو مہلت دو بلکہ یہاں بھی صیغہ مجہول والا ہے تاہم سیاق و سباق اور جملے کی عظمت و ہیبت سے قطعی طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

اسی طرح

شفاعت کی وہ طویل اور مشہور حدیث جو صحیحین میں وارد ہے۔

اس میں ہے کہ

جب لوگ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سے مایوس ہو کر شافع محشر کی بارگاہ حاضر ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہو جائیں گے۔

آگے حدیث کے الفاظ یوں وارد ہوئے ہیں۔

ثم يقال لى ارفع ارسك نسل تعطه وقل يسمع واشفع تشفع

(بخاری: کتاب الرقاق: باب صفة الجوز والنار: ص: 1652 ج: 6565 بیروت)

پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ

اپنا سراٹھاؤ، مانگو عطا کیا جائے گا، کہو (تمہاری بات) سنی جائے گی شفاعت کرو گی بجائے گی۔

یہاں پر بھی مجہول کا صیغہ ہے کہ

پھر مجھ سے کہا جائے گا۔

لیکن اسلوب بیان بتا رہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نہیں ہے۔

سک۔

(۳)

حدیث کے ابتدائی حصہ میں تو اس بات کی صراحت نہیں ہوتی کہ حدیث قدسی ہے مگر درمیان میں صراحتاً اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول يعجب ربك من راعي غنم، في رأس شظية الجبل يؤذن بالصلاة ويصلي فيقول عز وجل انظروا الى عبدی هذا يؤذن

ويقيم الصلوة يخاف منی قد غفرت لعبدی واخلتہ الجنة

(سنن ابی داؤد: کتاب الصلوة: باب الاذان فی السفر ص 197: رقم الحدیث: 1203 بیروت)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا۔ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اسی طرح مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی امت کے سلسلہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

> نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور گریہ فرمایا پھر ہاتھ اٹھا

اللہ تعالیٰ سے اپنے اس رب کی مغفرت کی دعا کی۔

اس کے بعد حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

فقال الله عز وجل

يا جبرائيل اذهب الى محمد، وربك اعلم فسنله ما يبكيك؟

فاتاه جبرائيل عليه السلام

فسأله فأخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بما قال وهو

اعلم فقال الله

يا جبرئيل اذهب الى محمد فقل انا سزضيك في امتك ولا

نسوك

(مسلم كتاب الايمان: باب دعاء الخیر لامته ص: 126، رقم الحدیث: 387 بیروت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے جبرئیل (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ، حالانکہ

تمہارا رب زیادہ جانتا ہے مگر ان سے پوچھو آپ کو کس چیز نے رلایا۔

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔

اور ان سے پوچھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا پھر حضرت جبرئیل علیہ

السلام نے جا کر اللہ تعالیٰ کو سب ماجرا بتا دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے جبرئیل (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان

سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملہ میں تمہیں راضی کر لیں گے اور

تمہیں رنجیدہ نہیں کریں گے۔



ان احادیث مبارکہ سے واضح معلوم ہو رہا کہ یہ احادیث قدسیہ ہیں۔ کیونکہ

ایمان میں ایسا کلام و ارشاد فرمایا گیا جو کہ احادیث قدسیہ پر مشتمل ہے۔

احادیث قدسیہ کے موضوعات

احادیث قدسیہ کی تعداد زیادہ نہیں ہے جتنا کہ احادیث مبارکہ کی تعداد زیادہ ہے۔ احادیث مبارکہ کیونکہ کثیر موضوعات پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے ان کے موضوعات بھی کثیر ہیں لیکن اس کے برعکس احادیث قدسیہ میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان میں مخصوص موضوعات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا اظہار اور بندہ مومن کے دل میں سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ میں جن موضوعات کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے ان کا سرسری جائزہ حسب ذیل ہے۔

توحید و شرک

عقیدہ توحید نجات کے لئے ضروری عقیدہ ہے اور اسلام کے عقائد میں سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ ہے بلکہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں مبعوث کئے گئے ان سب کی دعوت کی بنیاد عقیدہ توحید پر تھی۔ اسی طرح گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہے۔

چنانچہ احادیث قدسیہ میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے توحید کا اثبات، اہل توحید کا انعام و ثواب، شرک کی مذمت اور اہل شرک کے انجام اور ان کے عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔

مثال کے طور پر

عن انس یرفعه

ان الله يقول لا هون اهل النار عذابا لو ان لك ما في الارض

من شيء كنت تفتدي به؟

قال نعم

قال فقد سألتك ما هو اهن من هذا وانت في صلب آدم ان لا

تشرک بی ابیت الا الشرک

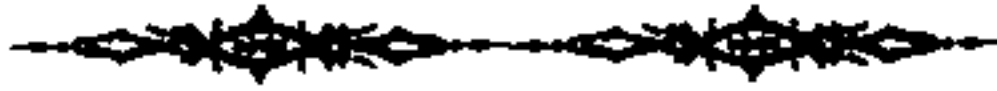
(بخاری: کتاب الانبیاء: باب ما طلق آدم وزرعیہ: ص: 2813 رقم الحدیث: 3344)

حضرت انس رضی اللہ عنہ مروا روایت کرتے ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر
 زمین کی تمام چیزیں تیری ملکیت میں ہوتیں تو کیا جہنم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے
 وہ سب دے دیتا؟

وہ کہے گا ہاں

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ

میں نے تجھے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو
 میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا مگر تو نے نہیں مانا اور شرک کیا۔



شانِ رحمت و مغفرت

احادیث قدسیہ میں سب سے زیادہ اہم اور غالب موضوع ہے۔ وہ شانِ رحمت اور بخشش و مغفرت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسا رحیم و کریم اور کیسا معاف اور درگزر کرنے والا ہے۔ اس کا اظہار احادیث قدسیہ میں کثرت کے ساتھ ایسے پیرائے میں کیا گیا ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور خطا کاروں کو بھی اپنی بخشش و مغفرت کی امید بندھ جاتی ہے۔ ان احادیث قدسیہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس درجہ کی محبت فرماتا ہے کس کس انداز سے ان کی بخشش فرماتا ہے اور کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر محض اپنی رحمت سے مغفرت فرمادیتا ہے میں چند احادیث قدسیہ ایمان کی تازگی کے لئے عرض کرتا ہوں۔

(۱) قیامت کے دن ننانوے دفتر کھلنا

عن عبد اللہ بن عمر بن العاص

يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

ان الله يستخلص رجلا من امتي على رؤوس الخلائق يوم

القيامة فينشر عليه تسعة وتسعين سجلا كل سجل مثل مد

البصر

ثم يقول انكر من هذا شيئا اظلمت كفتي الحافظون؟

فيقول لا يارب .

فيقول افلك عذر؟

فیقول لا یارب

فیقول بلی ان لك عندنا حسنة، فانه لا ظلم عليك اليوم

فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله

الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله،

فیقول احضر وزنك

فیقول یارب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟

فقال انك لا تظلم قال فتوضع السجلات فی كفة والبطالة فی

كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يشغل مع اسم الله

شیء .

(ترمذی: کتاب الایمان، باب ماجاء فیمن یموت وهو یشهد ان لا اله الا الله ص: 92، قدیمی کتب کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں ایک شخص کو چن کر الگ فرمائے گا۔ پھر

اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے۔ ہر دفتر کی لمبائی تا حد نگاہ ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار ہے؟

کیا میرے لکھنے والے حافظوں (کرانا کاتبین) نے تجھ پر ظلم کیا؟

بندہ عرض کرے گا نہیں میرے رب (عزوجل)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟

بندہ عرض کرے گا نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا

جائے گا۔

پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اپنے ترازو کے پاس حاضر ہو۔

وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا

حیثیت ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا

تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس کے بعد وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک

پلے میں رکھا جائے گا۔ دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو جائے گا

اور اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

(۲) جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار

ثم يقول الله تعالیٰ

اخرجوا من النار من كان فی قلبه مثقال حبة من خردل من

ایمان فیخرجون منها قد اسودوا، فیلقون فی نحصر الحیا او

الحیة شك مالك فیبتون کما تبت الحبة فی جانب السبل .

الم ترانها تخرج صفراء ملتوية

(بخاری: کتاب الایمان: باب تفاضل الایمان فی الاعمال ص: 25، رقم الحدیث: 22 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(قیامت کے دن) جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو جب وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ جل کر بالکل سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر از سر نو بالیدگی آجائے گی۔

جیسے

سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔

(۳) میں نے اپنے بندوں کو بخش دیا بخش دیا بخش دیا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

قال ان عبداً اصاب ذنباً وربما قال اذنب ذنباً فقال رب

اذنبت وربما قال اصبحت فاغفر لی فقال ربہ اعلم عبده

ان له رباً یغفر الذنوب ویأخذہ غفرت لعبدی

ثم مکث ماشاء اللہ

ثم اصاب ذنباً فقال اذنبت او اصبحت آخر فاغفرہ لی

فقال اعلم عبدي ان له رباً یغفر الذنوب ویأخذہ غفرت

لعبدی

ثم مکث ماشاء اللہ

ثم اذنب ذنباً وربما قال اصاب ذنباً قال رب اصبحت او

قال اذنبت آخر فاغفرہ لی .

فقال اعلم عبدی ان له رباً یغفر الذنوب ویا خذبه غفرت

لعبدی ثلاثا ماشاء

(بخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یدلوا کلام اللہ: ص 1879 رقم الحدیث: 7507 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔ اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے

معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا

ہے۔

میں نے اس کو بخش دیا۔

پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے

اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا

ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔

پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا ہے اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا

ہے۔

اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا ہے تو اس کو معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر

مواخذہ کرتا ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا بخش دیا بخش دیا۔ اب جو چاہے کرے۔

(۴) جنت میں داخل ہو جا

عن عبد الله رضى الله تعالى عنه

قال النبي صلى الله عليه وسلم

انى لاعلم آخر اهل النار خروجا منها و آخر اهل الجنة دخولا

رجل يخرج من النار كبراً

فيقول الله

اذهب فادخل الجنة فياتيها فيخيّل اليه انها ملى فيرجع

فيقول يارب وجدتها ملى

فيقول اذهب فادخل الجنة فادخل الجنة فان لك مثل الدنيا

وعشرة امثالها او ان لك مثل عشرة امثال الدنيا، فيقول

تسخر منى او تضحك منى وانت الملك؟

فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت

نواجذه وكان يقول ذاك ادنى اهل الجنة منزلة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب ملة الجنة والنار: 1653 رقم الحدیث: 6571 بیروت)

حضرت عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر

میں جنت میں داخل ہوگا۔ وہ شخص گھسٹتا ہو اور دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت

میں داخل ہوگا وہ شخص گھسٹتا ہو اور دوزخ سے نکلے گا۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔

جنت میں داخل ہو جا۔

وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ وہ لوٹ کر

آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا

جا جنت میں چلا جا۔

وہ پھر لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا۔

اے پروردگار!

جنت بھری ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جا جنت میں داخل ہو جا، تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد

وسعت وہاں ہے۔

وہ عرض کرے گا۔

اے رب کریم!

کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے؟

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ

میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک

کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ

وسلم) نے فرمایا یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

(۵) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لما قضى الله الخلق كتب في كتابه فهو عنده فوق العرش ان

رحمتي غلبت غضبي

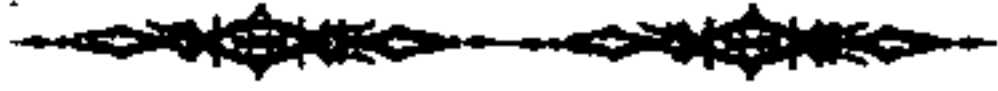
(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قوله تعالى وهو الذي بدأ الخلق ثم يعيده ص/784 رقم الحدیث: 3194
بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمادیا تو اس نے کتاب میں لکھا جو اس کے

پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔



مکارم اخلاق

احادیث قدسیہ کی ایک عظیم شان اور خصوصیت ہے۔ اس میں کچھ احادیث قدسیہ بندوں کو مکارم اخلاق، حسن معاملہ، انسانی دوستی اور صالحین و متقین سے الفت و محبت کی۔ تعلیم دیتی ہیں اور ان میں ایک ایسا رنگ بھرتی ہیں جو انہیں سنت کے مطابق زندگی گزارنے پر عشق بڑھاتی ہیں۔

جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت کرنے والا

عن ابی ہریرۃ رفعہ

قال ان الله يقول انا ثالث الشريكين ما لم يخن احدهما

صاحبه فاذا خانه خرجت من بينهما

(ابوداؤد: کتاب البیوع: باب فی الشریکۃ/ص: 542 رقم الحدیث: 3383 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

دو شریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں۔ جب تک ایک شریک اپنے دوسرے

ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔ جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں

ان دونوں کے درمیان سے جدا ہو جاتا ہوں۔

(۲) قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ

ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة

رجل اعطى بي ثم عذر

ورجل باع حراً فاكل ثمنه

ورجل استاجرہ اجيراً فاستوفى منه ولم يعط اجره

(بخاری: کتاب البیوع: باب اثم من باع حراً: ص: 525، رقم الحدیث: 2227 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

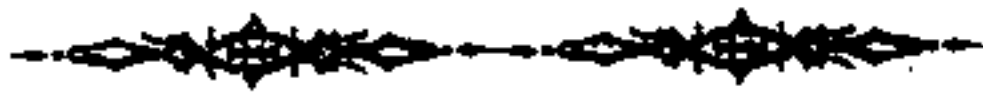
قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا

(۱) ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بد عہدی کی۔

(۲) دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی۔

(۳) تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر مزدور کو مزدوری نہیں ادا

کی۔



اعمال کا ثواب اور نیکیوں کی جزاء

اللہ تعالیٰ کی جب بندہ عبادت کرتا ہے تو اس کی جزا بھی مقرر شدہ ہے۔ اس حوالے سے احادیث قدسیہ کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن میں مختلف اعمال اور نیکیوں کے ثواب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ ان احادیث قدسیہ میں اعمال کی ترغیب دلوائی گئی ہے۔

(۱) کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا

عن جندب (رضی اللہ عنہ)

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدث ان رجلا قال والله لا
یغفر اللہ لفلان

وان اللہ تعالیٰ قال

من ذالذی یتالی علی ان لا اغفر لفلان فانی قد غضرت لفلان
واحبطت عملک او کمال قال

(مسلم: کتاب البر والصلۃ: باب النہی عن تقلید الانسان میں رحمۃ اللہ تعالیٰ ص: 1292 رقم الحدیث 6576)

(بیروت)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

ایک آدمی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں

فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں

گا۔

سن لے!

میں نے اس شخص کو بخش دیا اور تیرے اعمال رائیگاں کر دیئے۔

(۲) روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

قال اللہ تبارک وتعالیٰ!

کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانه لی وانا اجزی بہ

والصیام جنة واذا كان يوم صوم احدکم فلا یرفث ولا

یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل

انی امرؤ صائم

والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من

ریح المسک للصائم فرحتان

یفرحہما

اذا اطر فرح

واذا لقی ربہ فرح بصومه

(بخاری: کتاب الصوم: باب من یقول انی صائم اذا شکم من 451 رقم الحدیث: 1904 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے، کیوں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، روزے (جہنم سے بچانے کے لئے) ڈھال ہیں تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو اس دن نہ تو فحش کرے نہ شور و غل کرے: اگر کوئی اسے گالی یا اس سے لڑنا چاہے تو اس سے کہہ دے میں آج روزے سے ہوں۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر اور اچھی ہے۔
روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔

ایک خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے۔
اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب (عزوجل) سے ملے گا۔

(۳) کیا میں نے تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے

عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ انہ اخبرہ

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم کما بین صلاة

العصر الی غروب الشمس اوتی اهل التوراة التوراة فعملوا

حتی اذا انتصف النهار عجزوا، فاعطوا قیراطاً قیراطاً

ثم اوتی اهل الانجیل الانجیل فعملوا الی صلاة العصر ثم

عجزوا فاعطوا قیراطاً قیراطاً

ثم اوتینا القرآن فعملنا الی غروب الشمس فاعطینا قیراطین

قیراطین .

فقال اهل کتابین

ای ربنا اعطیت هؤلاء قیراطین قیراطین و اعطیتنا قیراطاً

قیراطاً ونحن کن اکثر عملاً؟

قال قال الله عزوجل

هل ظلمتکم من اجرکم من شیء؟

قالوا

لا

قال

فهو فضلی اوتیه من اشاء

(بخاری: کتاب مواقیح الصلوٰۃ: باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب: ص: 143، رقم الحدیث: 557، بیروت)

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے کہ بے شک ان کو خبر دی گئی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔

اہل تورات کو تو ریت عطا کی گئی تو

انہوں نے اس پر دوپہر تک عمل کیا۔ اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے لہذا ان کو

(اس عمل کے بدلے میں) ایک قیراط اجر دیا گیا۔

پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے

لہذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر و ثواب دیا گیا۔

پھر ہمیں قرآن عطا فرمایا گیا۔

اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک کام کیا؟

لہذا ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا۔

یہود و نصاریٰ نے عرض کیا:

اے رب!

تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط

حالا نکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا!

کچھ نہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(۴) میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يقول ان اللہ تعالیٰ

اذا ابتلیت عبدی بہ بحبیبتیہ فعبہ عوضتہ منها الجنة یرید

عینیہ

(بخاری: کتاب الرضی: باب فضل من ذعب بصرہ: ص: 1445، رقم الحدیث: 5653 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کر

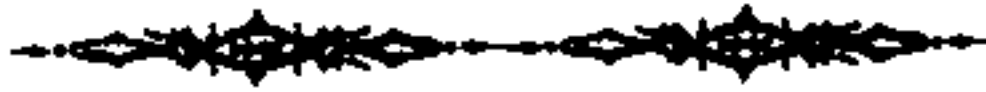
ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں۔

دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔



تمام احادیث قدسیہ اپنی ایک الگ امتیازی شان و شوکت رکھتی ہیں۔ ان سے بندے کے دل میں ایک عجیب لطف اور آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں اور بندہ یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم پر اتنا رحیم و کریم ہے پھر ہم کیوں گناہ کریں۔ کیوں اللہ تعالیٰ کو ناراض کریں۔ کیوں اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں اتار کر برباد کریں۔ کیوں دنیا میں ذلت و رسوائی حاصل کریں اور آخرت میں بھی کیوں نادوم ہوں۔ بالآخر بندہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں لگ جاتا ہے پھر اس کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کے محبوب و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی جب اپنے بندے کو ملاحظہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اب میرے فرامین پر عمل کر رہا ہے تو اپنے بندے کی مغفرت فرما کر اپنا محبوب بندہ بنا لیتا ہے۔

اب میں احادیث قدسیہ کو تفصیل کے ساتھ ذکر کرتا ہوں جن میں ہر موضوع پر الگ احادیث قدسیہ کو ذکر کروں گا۔



ذکر اللہ اور کلمہ توحید کی فضیلت

جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ملاحظہ فرماتا ہے اور ان کو اس ذکر پر عظیم اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ پھر ان کے ذکر کرنے پر فرشتوں کو گواہ بنا کر مغفرت کی بشارت سناتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ چنانچہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے کہ اپنے بندوں کو ذکر کرنے پر فرشتوں کو گواہ بنا کر پھر ان کو مغفرت کی بشارت بھی سناتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں چند احادیث قدسیہ حسب ذیل ہیں:

(۱) تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ان اللہ ملائکة یطوفون فی الطرق، یلتمسون اهل الذکر، فاذا

وجدوا قوما یدکرون اللہ تنادوا ہلموا الی حاجتکم

قال

فیحفونہم باجنحتہم الی السماء الدنیا

قال

فیسألہم ربہم وهو اعلم بہم

ما يقول عبادي؟

قال:

يقولون

يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك

فيقول

هل يروني؟

قال فيقولون!

لا!

والله ماراؤك

قال فيقول

وكيف لوراوني؟

قال يقولون

لوراؤك كانوا اشدك عبادة، واشدك تمجيدا،

واكثر تسبيحا

قال فيقول

فما يسألوني؟

قال

يسألونك الجنة

قال يقول

وهل راؤها؟

قال يقولون!

لا!

واللہ یارب ما راؤھا!

قال

فکیف لو انھم راؤھا؟

قال یقولون!

لو انھم راؤھا کانوا اشد علیھا حرصاً، واشھد لھا طلباً،

واعظم فیھا رغبة

قال

فمم یتعوذون؟

قال یقولون

من النار!

قال یقول

وہل راؤھا؟

قال یقولون

لا!

واللہ یارب! ما راؤھا

قال یقول!

فکیف لو راؤھا؟

قال یقولون

لو راؤھا کانوا اشد منها فراراً، واشھد لھا مخالفة

قال فیقول

اشھد کم انی قد غفرت لھم

قال یقول

ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم، انما جاء لحاجة

قال

هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم

(بخاری: ص: 948، قدیمی کتب خانہ کراچی، باب فضل اللہ تعالیٰ، ج: 2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہوتے ہیں جو راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور پھر جب ایسی کسی قوم کو پاتے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہو تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آ جاؤ۔

فرمایا کہ

پھر وہ فرشتے ان ذکر کرنے والوں کو زمین سے آسمان تک اپنے پروں سے

ڈھانپ لیتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ

پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے کہ

میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے

فرمایا کہ

فرشتے عرض کرتے ہیں!

وہ آپ کی پاکی و بڑائی اور حمد و ثناء و کبریائی کو بیان کر رہے تھے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

نہیں!

بخدا! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا

فرمایا!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذرا بتلاؤ تو اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا

فرمایا کہ

فرشتے عرض کرتے ہیں

اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ (عزوجل) اور زیادہ عبادت کرتے اور آپ

(عزوجل) کی اور زیادہ پاکیزگی اور حمد و ثناء بیان کرتے اور کثرت سے آپ کی تسبیح بیان

کرتے۔

فرمایا

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

وہ مجھ سے کیا چیز مانگ رہے تھے؟

فرمایا (وہ کہتے ہیں کہ)

آپ (عزوجل) سے جنت طلب کر رہے تھے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے (یعنی جنت کو)

فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ

نہیں، اے ہمارے رب (عزوجل)

بخدا انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔

فرمایا:

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟

فرمایا:

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ
اگر وہ دیکھ لیتے تو اور زیادہ اس جنت کے حریص ہوتے اور انہیں اس کی طلب اور
خواہش و رغبت اور زیادہ ہو جاتی۔

فرمایا!

پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ
وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے۔

فرمایا

وہ فرشتے عرض کرتے ہیں۔
آگ سے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟

فرمایا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ
نہیں! بخدا اے رب! (عزوجل)
انہوں نے بالکل اسے نہیں دیکھا ہے۔

فرمایا

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ
اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

فرمایا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ
اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے اور زیادہ بھاگتے اور اس سے مزید خوف کھاتے تو

فرمایا

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

فرمایا

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ

ان لوگوں میں فلاں شخص بھی تھا جو ان میں سے نہ تھا وہ تو اپنی کسی حاجت کی وجہ
سے آیا تھا (کیا اس کی بھی مغفرت ہوگئی)

فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔

(۲) تحقیق میں نے ان کی مغفرت فرمادی اور ان کو وہ کچھ دیا جن کی

وہ طلب کر رہے تھے

غن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اللہ تبارک وتعالیٰ ملائکۃ سیارۃً فضلاً یتفون مجالس

الذکر فاذا وجدوا مجلساً فیہ ذکر، فعدوا معہم وحف

بعضہم بعضاً باجنحتہم حتی یملا واما بینہم و بین السماء

الدنیا فاذا انصرفوا عرجوا واعدوا الی السماء

قال

فیسألہم اللہ عزوجل وهو اعلم بہم

من این جتتم؟

فیقولون

جئنا من عند عبادك فی الارض، یسجونك ویکبرونك

ویهللونك ویحمدونك ویسألونك

قال

وما یسألونی؟

قالوا

یسألونك جنتك

قال

وهل راؤ اجنتی؟

قالوا

لا، ای رب

قال

فکیف لوراؤ اجنتی؟

قالوا

یستجیرونك

قال

ومم یستجیرونی؟

قالوا

من نارك یارب

قال

وهل راواناری؟

قالوا

لا

قال

فكيف لو راؤ اناری؟

قالوا

و يستغفرونك

قال

فيقول

قد غفرت لهم واعطيتهم ما سألوا واجرتهم مما استجاروا

قال

يقولون

رب فيهم فلان عبد خطاء ، انما امر فجلس معهم

قال

فيقول

وله غفرت هم القوم لا يشقى بهم جلسيم

(مكثوة الصانع: كتاب الاعتكاف: ص: 197)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے اسی کام پر مامور ہیں جو ادھر ادھر پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے رہتے ہیں چنانچہ وہ جب کسی ایسی مجلس کو پا لیتے ہیں جہاں ذکر ہو رہا ہو تو وہ بھی ان ذاکرین کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں حتیٰ کہ وہ زمین سے آسمان پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باوجودیکہ ان فرشتوں سے زیادہ

ان لوگوں کی کیفیت کو جانتا ہے۔

ان فرشتوں سے یہ پوچھتا ہے:

تم کہاں سے آرہے ہو؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

ہم آپ (عزوجل) کے ایسے بندے کے پاس سے آرہے ہیں جو زمین میں آپ

عزوجل کی تسبیح بیان کر رہے ہیں اور آپ (عزوجل) کی بڑائی بیان کر رہے ہیں اور لا الہ

الا اللہ پڑھ رہے ہیں اور الحمد للہ کہہ رہے ہیں اور آپ سے سوال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ

وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے ہیں

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

آپ (عزوجل) سے آپ کی جنت کا سوال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے۔

فرشتے عرض کرتے ہیں۔

نہیں اے ہمارے رب (عزوجل)!

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

پھر فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ لوگ آپ (عزوجل) کے ذریعے پناہ مانگ رہے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وہ کس چیز سے میرے ذریعے پناہ مانگ رہے تھے

تو فرشتے عرض کرتے ہیں

اے ہمارے رب آپ (عزوجل) کی آگ سے پناہ مانگ رہے تھے
تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟
فرشتے عرض کرتے ہیں۔

نہیں۔ (اے ہمارے رب) (عزوجل)

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

پھر فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ آپ (عزوجل) سے مغفرت طلب کر رہے تھے۔

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تحقیق میں نے ان کی مغفرت کر دی اور ان کو وہ کچھ دے دیا جس کی وہ طلب کر
رہے تھے اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی ہے اس سے انہیں پناہ دے دی۔

فرمایا

وہ فرشتے کہیں گے

اے ہمارے رب! ان میں فلاں شخص بھی تھا اور وہ تو بہت ہی گناہ گار ہے اور وہ تو

یونہی وہاں سے گزر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا

فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں نے اس بیٹھنے والے کی بھی مغفرت کر دی۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ

بیٹھنے والے بھی محروم و بد بخت نہیں رہ سکتے۔

(۳) میرے بندے نے جیسے یہ کہا ہے تم اسے ویسے ہی لکھ لو

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثهم

ان عبدا من عباد الله قال

يا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك والعظيم

سلطانك فعضلت بالملكين فلم يدريا كيف يكتبانها،

فصعدا الى السماء

وقالا

ياربنا ان عبدك قال مقالة لاندري كيف نكتبها؟

قال الله عز وجل:

وهوا علم بما قال عبده

ماذا قال عبدي؟

قالا

يا رب انه قال

يا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك

فقال الله عز وجل لهما

اكتباها كما قال عبدي حتى يلقاني فأجزيه به

(سنن نسائي: ص: 220)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حدیث بیان کی کہ

اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے نے عرض کیا!

اے میرے رب!

آپ ہی کے لئے ایسی تمام تعریفیں ہیں جو آپ (عزوجل) کی ذات کے جلال اور عظیم حکومت کے مناسب ہیں تو یہ حمد و فرشتوں پر بہت بھاری ہوگئی کہ وہ اس کا کیا اجر لکھیں اور انہیں یہ سمجھ نہ آئی کہ وہ اس کا اجر کیسے لکھیں؟

چنانچہ وہ اس پر چڑھے اور عرض کی کہ!

اے ہمارے رب! (عزوجل)

آپ (عزوجل) کے بندے نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ ہمیں یہی سمجھ نہیں آتی کہ اسے کیسے لکھیں۔ اللہ عزوجل نے جنہیں اپنے بندے کے اس مقولے کا بخوبی علم

ہے۔

فرمایا کہ

میرے بندے نے کیا کہا ہے؟

تو ان دونوں فرشتوں نے یہ کہا کہ

اے رب اس نے یہ کہا ہے

يا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك،

تو اللہ (عزوجل) نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا

میرے بندے نے جیسے یہ کہا ہے تم اسے ویسے ہی لکھ لو تا کہ بندہ جب مجھ سے ملے تو اس کا بدلہ میں خود اس کو عطا کروں۔

(۴) میرے بندے نے سچ کہا میرے علاوہ کوئی معبود نہیں

عن ابی اسحاق عن الاغر ابی مسلم، انه شهد علی ابی هريرة

وابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما انہما شهدا علی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

اذا قال العبد

لا اله الا الله والله اكبر

قال يقول الله عز وجل

صدق عبدي

لا اله الا انا وانا الله اكبر

واذا قال العبد

لا اله الا الله وحده

قال

صدق عبدي

لا اله الا انا وحدي

واذا قال

لا اله الا الله وحده لا شريك له

قال

صدق عبدي

لا اله الا انا ولا شريك لي

واذا قال

لا اله الا الله له الملك وله الحمد

قال

صدق عبدي

لا اله الا انا لي الملك ولي الحمد

واذا قال

لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله

قال

صدق عبدی

لا اله الا انا ولا حول ولا قوة الا بی

قال ابو اسحاق

ثم ال الا غر شینا لم افهمه

قال

فقلت لابی جعفر

ما قال؟

فقال من رزقهن عند موته لم تمسه النار

(ابن ماجہ: 219)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب بندہ کہتا ہے

لا اله الا الله والله اکبر

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے سچ کہا

میں ہی معبود ہوں میں ہی سب سے بڑا ہوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے

لا اله الا الله وحده

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے سچ کہا

واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی اکیلا ہوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے

لا اله الا الله وحده لا شريك له

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

میرے بندے نے سچ کہا ہے

میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی معبود ہوں میرا کوئی شریک نہیں

اور جب بندہ کہتا ہے

لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے سچ کہا۔

میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میرے علاوہ کوئی گناہ سے روک نہیں سکتا اور نیکی

کرنے کی قوت میرا سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ

اس کے بعد انفرانے کچھ کہا لیکن میں سمجھ نہ سکا

پھر میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا تھا۔

انہوں نے کہا

یہ کہا تھا کہ

جو شخص یہ کلمات موت کے وقت پڑھ لے تو اسے جہنم نہ چھوئے گی۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے نام کے سامنے کوئی چیز وزنی ہو ہی نہیں سکتی

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنها

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله سيخلص رجلاً من امتي على رؤوس الخلائق يوم

القيامة لينشر له تسعة وتسعين سجلاً كل سجل مثل مد

البصر

ثم يقول

اتنكر من هذا شيئاً؟

اظلمك كتبتي الحافظون؟

فيقول لا يارب

فيقول

افللك عذر؟

فيقول لا ربي رب

فيقول

بلى!

ان لك حسنة، فانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة
فيها اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله

فيقول

احضرو وزنك؟

فيقول

يارب: ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟

فقال

انك لا تظلم

قال

فتوضع السجلات في كفة والبطالة في كفة فطاشت

السجلات وثقلت البطالة فلا يتقل مع اسم الله احد

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک آدمی کو
نجات دے گا۔ اس کے سامنے ننانوے رجسٹر پھیلا دیئے جائیں گے۔ ہر رجسٹر اتنا
دراز ہوگا کہ جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے فرمائے گا
کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟
کیا میرے ان فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے جو حفاظت و کتابت کے لئے مقرر ہیں؟
تو وہ جواب دے گا

جی نہیں۔ اے میرے رب (عزوجل)

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟

تو وہ کہے گا

جی نہیں اے میرے رب (عزوجل)!

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ہاں ہاں کیوں نہیں۔

تیری ایک نیکی ہمارے پاس موجود ہے اور آج قیامت کا دن لہذا تجھ پر کوئی ظلم نہیں
کیا جائے گا۔

چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبده و رسوله

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اس کا وزن کرنے کے لئے آ جاؤ

تو وہ آدمی عرض کرے گا

اے میرے رب!

کہاں یہ چھوٹا سا پرچہ اور کہاں یہ اتنے بڑے بڑے رجسٹر۔ اس پرچے کی ان رجسٹروں کے سامنے کیا حیثیت ہے؟

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا

آج کے دن تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر تمام رجسٹر ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور وہ کلمہ والا پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور وہ تمام رجسٹر ہوا میں اڑنے لگیں گے اور یہ پرچہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام سامنے کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔

(۶) جہنم کی آگ سے ہر اس کو نکال دو جس نے کسی دن بھی

مجھے یاد کیا ہو

عن انس رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

يقول الله (عز وجل)

اخرجوا من النار من ذکرنی یوما او خالفنی فی مقام

(ترمذی: ص: 98)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جہنم کی آگ سے ہر اس شخص کو نکال دو جس نے کسی دن بھی مجھے یاد کیا ہو یا کسی

بھی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔

(۷) میرے اس بندے کو دیکھو مجھ سے ڈر کر

اذان دیتا اور نماز قائم کرتا ہے

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہما قال

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

یعجب ربک من راعی غنم فی راس شظیۃ الجبل یوذن با

لصلوۃ ویصلحاً فیقول اللہ عزوجل

انظروا الی عبدی هذا یوذن ویقیم الصلوۃ یخاف منی، قد

غفرت لعبدی وادخلتہ الجنۃ

(نسائی: باب الاذان لمن لصلی وحدہ/ ص: 108 / ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

تمہارا رب اس بکریوں کے چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی ہو اور نماز

کے لئے اذان کہے اور نماز پڑھے۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

میرے اس بندے کو دیکھو مجھ سے ڈر کر اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے۔ یقیناً

میں نے اس کی مغفرت کر دی اور میں نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

(۸) میں نے اس صحیفے کے شروع اور اخیر کے درمیان بندے کے

تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما من حافظین رفعا الی اللہ ما حفظا من لیل او نهار،
فیجد اللہ فی اول الصحیفة و فی آخر الصحیفة خیراً الا
قال اللہ تعالیٰ

اشهد کم ان قد غفرت لعبدی ما بین طرفی الصحیفة

(ترمذی: ص: 183)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حفاظت پر مامور کوئی ایسے دو فرشتے نہیں ہیں جو اللہ (عزوجل) کے دربار میں
رات یادن کے بندے کے اعمال کو محفوظ کر کے لے جائیں اور اللہ (عزوجل) صحیفہ
اعمال کے شروع اور آخر میں نیکی اور خیر کو پائیں مگر یہ کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس صحیفے کے شروع اور اخیر کے درمیان
بندے کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

(۹) ہر وہ مال جو میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے

عن عیاض بن حمار المجاشی رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم فی خطبته
الا ان ربی امرنی ان اعلمکم ما جہلتم مما علمنی یومی هذا
کل مال نحلته عبداً حلال، وانی خلقت عبادی حنفاء کلہم
وانہم اتہم الشیاطین فاجتالتہم عن دینہم وحرمت علیہم ما
احللت لہم وامرتہم ان یشرکوا ہی ما لم انزل بہ سلطانا .
وان اللہ نظر الی الہ الارض فمقتہم عربہم وعجمہم الا بقایا
من اہل الکتاب

وقال

انما بعثتك لا بتليك وابتلى بك وانزلت عليك كتابا لا يغسله

الماء تقرؤه نائما ويقظان

وان الله امرني ان احرق قريشا

فقلت رب

اذا يثلغوا راسي فيدعوه خبزه

قال

استخرجهم كما استخرجوك واعزهم نغرك وانفق فسنفق

عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من

عصاك

قال

واهل الجنة ثلاثة

ذو سلطان مقسط

متصدق موفق

ورجل رحيم

رقيق القلب لكل ذي قربى ومسلم

وعفيف متعفف ذوعيال

قال

واهل النار خمسة

الضعيف الذي لا زهر له الدين هم فيكم تبعا لا يتبعون الا ولا

مالا والنخائل الذي لا يخفى له طمع وان دق الاخانة

ورجل لا يصبح ولا يمسي

الا وهو ينخار عك عن اهلك ومالك وذكرك البخل او الكذب
والشنظير الفحاش (مختلوة المصانع: ص: 460 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عیاض بن خمار الجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں یہ ارشاد فرمایا
خوب سن لو!

میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ سکھا دوں جو تمہیں پتہ نہیں ہے اور
میرے رب نے وہ باتیں مجھے آج ہی سکھلائی ہیں۔ ہر وہ مال جو میں نے کسی بندے کو
دیا ہے وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سارے بندوں کو دین حنیف اور دین فطرت پر پیدا
کیا ہے۔ ہاں ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو ان کے دین سے بہکا دیا اور ان پر وہ
چیزیں حرام کر دی ہیں جو میں نے ان پر حلال کی ہیں اور ان شیطانوں نے لوگوں کو یہ حکم
دیا کہ وہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک کریں جس کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل
نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف نظر ڈالی اور ان کے عرب و عجم کے سب لوگوں کو
پسند کیا سوائے اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگوں کے
اور اللہ (عزوجل) نے یہ ارشاد فرمایا

میں نے آپ کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کا بھی امتحان لوں اور آپ کے
ذریعہ دوسروں کا بھی امتحان لوں اور میں نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے، جس کو پانی
دھو کر ختم نہیں کر سکتا۔ آپ اس کو سوتے جاگتے پڑھیں گے۔

اور اللہ (عزوجل) نے مجھے حکم دیا ہے کہ
میں قریش کو آگ بگولہ کر دوں تو میں نے عرض کیا کہ

اے میرے رب!

پھر تو وہ میرے سر کو پھوڑ دیں گے اور اس کو روٹی بنا کر چھوڑیں گے

تو اللہ (عزوجل) نے فرمایا کہ

میں ان کو یہاں سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح انہوں نے آپ کو یہاں سے نکالا تھا۔ آپ ان کے ساتھ لڑیں تو سہی ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ آپ خرچ تو کریں ہم آپ پر خرچ کریں گے۔ آپ لشکر بھیجیں ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیجیں گے اور جو لوگ آپ کی بات مان چکے ہیں ان کو ساتھ لے کر ان سے لڑیں جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

اور فرمایا

جنت والے تین قسم کے ہیں۔

عدل و انصاف والے اور

خرچ کرنے والے،

صدقہ کرنے والے صاحب توفیق ارباب حکومت

اور ایک وہ رحم دل رقیق القلب شخص جو ہر رشتہ دار اور مسلمان پر رحم کرنے والا ہو

اور ایک وہ عقیف پاک باز شخص جو عیالدار ہو اور فرمایا کہ

آگ والے پانچ قسم کے لوگ ہیں۔

ایک وہ ضعیف و کمزور جن میں عقل نہ ہو شعور نہ ہو وہ تم میں دوسروں کی اتباع

کرنے والے ہوں جو اہل و عیال اور مال و دولت کے متمنی نہ ہوں اور وہ خیانت کرنے

والا شخص جو ہر وقت تاک میں لگا رہتا ہو اور معمولی سے معمولی چیز میں بھی خیانت کرتا ہو۔

اور ایک وہ شخص جو صبح و شام تمہارے ساتھ تمہارے اہل و عیال اور مال میں دھوکہ

دینے کے درپے رہتا ہو اور آپ نے بخل اور جھوٹ کا تذکرہ فرمایا اور ایک وہ شخص فحش گو ہو۔

(۱۰) تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا

میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال

ان الله تعالى يقول

يا ابن تفرغ بعبادتي املاً صدرك غني واسد فقرك والا تفعل

ملاّت يدك شغلا ولم اسد فقرك

(ترمذی: ص: 642 رقم الحدیث: 2266 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

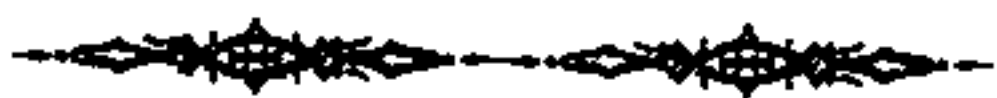
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا، میں تیرے دل کو غنا سے بھر

دوں گا اور تیرے فقر کو بند کروں گا ورنہ میں تیرے ہاتھوں کو کام کاج اور مشاغل میں

مصروف کر دوں گا اور تیرے فقر کو بند نہ کروں گا۔



عقیدہ و ایمان

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو پیدا کیا تو اس بندے کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور تعدیق کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا عقائد میں سب سے بڑا جزو ہے جس کے بغیر بندے کی زندگی فضول و بیکار ہے، انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ عظام اور آخرت کے دن پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہ یقین رکھنا بھی ضروری ہے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں رات اور دن کا تبدیل کرنا اسی وحدہ لا شریک کی شان ہے۔

چنانچہ حسب ذیل احادیث قدسیہ کو سن کر یقیناً بندہ مومن اشک بار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کچھ عطا فرماتا رہتا ہے اور ہم اس کی بنائی ہوئی چیزوں کے بارے میں غلط عقائد رکھتے رہتے ہیں۔

جو کہ یہ ہیں:

(۱) دن اور رات کا چلانا میرے دست قدرت میں ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ (عزوجل)

یسب بنو آدم الدهر وانا الدهر بیدی اللیل والنهار

(بخاری: ص: 913، ج: 2، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اولاد آدم زمانے کو برا بھلا کہتی ہے حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، دن اور رات کا چلانا

میرے دست قدرت میں ہے۔

(۲) انسان زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ (عز وجل)

یوذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب

اللیل والنهار. (بخاری: ج 913، ج 2: قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں

سب کچھ میرے دست قدرت میں ہے۔ میں ہی دن رات کو تبدیل کرتا ہوں۔

(۳) میں نے نہ کسی کو جنا ہے نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن رسول اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عز وجل

کفر بنی ابن آدم ولم یکن ینبئہ لہ ان یکذبہ وشتمنی ابن

آدم ولم یکن ینبئہ لہ ان یشتمنی، اما تکذیبہ ایاہ

فقولہ

انی لا اعبده كما بدأته وليس آخر الخلق باعز علي من اوله
واما شتمه اياي

فقولہ

اتخذ الله ولداً وانا الله الاحد الصمد لم الد ولم اولد ولم يكن

لي كفوا احد (سنن نسائی: ص: 293، ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

انسان نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کو مجھے جھٹلانا نہیں چاہئے تھا اور اس نے مجھے برا
بھلا کہا حالانکہ اس کو یہ مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے برا بھلا کہے وہ مجھے جھٹلاتا اس طرح ہے کہ
وہ کہتا ہے

میں نے جس طرح اسے ابتدا پیدا کیا تھا دوبارہ اسی طرح پیدا نہ کروں گا حالانکہ
دوبلہ پیدا کرنا مجھ پر پہلے پیدا کرنے سے کچھ مشکل نہیں ہے اور وہ مجھے برا بھلا اس طرح
کہتا ہے کہ

وہ یہ کہتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اولاد منتخب کر لی ہے حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میں نے
کسی کو جنا ہے، نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

(۴) انسان نے مجھے گالی دی حالانکہ اسے یہ مناسب نہ تھا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ تعالیٰ

كذبنى ابن آدم ولم يكن له ذلك، وشتمنى ولم يكن له ذلك
فاما تكذيبه فاي اى

فقوله

لن يعيدنى كما بدانى ويس اول الخلق باهون على من اعادته
واما شتمه اياى

فقوله

اتخذ الله ولداً وانا الاحد الصمد لم الدولم اولد ولم يكن لى
كفواً احد

(بخاری: کتاب التفسیر: سورہ اخلاص: ص: 743، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

انسان نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اور اس نے مجھے گالی دی

حالانکہ اسے یہ بھی مناسب نہ تھا وہ مجھے جھٹلاتا تو اس طرح ہے کہ

یوں کہتا ہے

اللہ (عزوجل) نے جس طرح ہمیں پیدا کیا ہے دوبارہ ویسے نہیں لوٹائے گا

حالانکہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا میرے لئے دوبارہ لوٹانے سے زیادہ آسان نہیں ہے۔

وہ مجھے برا بھلا اس طرح کہتا ہے کہ

وہ یوں کہتا ہے

اللہ (عزوجل) نے اولاد منتخب کی ہے حالانکہ میں ایک اکیلا اور بے نیاز ہوں

: کوئی مجھ سے پیدا ہوا ہے نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہم سر

(۵) میرے بندوں میں سے کچھ لوگ تو مجھ پر ایمان لانے والے

بنے اور کچھ انکار کرنے والے

عن زید بن خالد الجهنی رضی اللہ عنہ

قال صلی لنا رسول اللہ صلی علیہ وسلم صلاة الصبح با

الحدیبة علی اثر سماء كانت من اللیلة فلما انصرف النبی

صلی اللہ علیہ وسلم

اقبل علی الناس

فقال لهم

هل تدرون ما ذا قال ربکم؟

قالوا

اللہ ورسوله اعلم!

قال

اصبح من عبادی مومن بی وکافر

فاما من قال

مطرنا بفضل اللہ ورحمته فذالك مومن بی کافر بالکوکب

واما من قال

مطرنا بنوء کذا وکذا، فذالك کافر بی مومن بالکوکب

(بخاری: ابواب الاستقاء: ص: 141، ج: 1، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ

پت کو بارش ہوئی تھی چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی

طرف متوجہ ہوئے۔

اور فرمایا

تمہیں معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کیا؟

تو لوگوں نے کہا

اللہ (عزوجل) اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔

تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا

میرے بندوں میں سے کچھ لوگ تو مجھ پر ایمان لانے والے بنے اور کچھ انکار

کرنے والے۔

چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم اللہ (عزوجل) کی رحمت اور اس کے فضل سے سیراب ہوئے تو وہ تو مجھ پر

ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم پر فلاں ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں۔

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ

ہم پر فلاں ستاروں کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والے

اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں۔

(۶) میرے بندوں میں سے کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے

والے اور کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہو گئے

عن زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ قال

مطر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

قال اللہ (عزوجل) ا

اصبح من عبادی کافر بی و مو من بی،

(بخاری: کتاب التوحید: باب یریدون ان ینہدوا کلام اللہ: ص: 1117، ج: 2: قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت زید خالد بن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بارش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میرے بندوں میں سے کچھ بندے میرے ساتھ کفر کرنے والے اور کچھ مجھ پر

ایمان لانے والے ہو گئے۔

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ (عزوجل)

ما انعمت علی عبادی من نعمة الا اصبح فریق منهم بها کا

فریق

يقولون الكوكب وبالكوكب

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے۔

میں نے اپنے بندوں پر جب بھی کوئی انعام کیا تو ان میں سے ایک جماعت اس کی

شکر ہو گئی۔

اور وہ کہنے لگے کہ

یہ تو ستاروں کا کمال ہے یہ تو ستاروں کا کمال ہے۔

(۷) یہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا

عن انس بن مالك رضى الله عنه
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
قال الله (عز وجل) *

ان امتك لا يزالون يقولون
ما كذا ما كذا

حتى يقولوا

هذه الله خلق الخلق فمن خلق الله؟

(مسلم: كتاب الايمان: باب بيان الوسوسة في الايمان وماذا يفعل من وجدها من: 84 رقم الحديث: 246)

(بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے

تمہاری امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے

یہ ایسا یہ ایسا

یہاں تک کہ وہ کہیں گے

یہ اللہ (عزوجل) ہے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو اللہ (عزوجل) کو کس

پیدا کیا ہے؟

(۸) میں شرک سے بے نیاز ہوں

عن ابی هريرة قال

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الله تبارك وتعالى

انا اغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملاً أشرك فيه

غيرى تركته وشركه

(مسلم کتاب الزہد والرقائق: باب تحریم الریاء: ص: 1462، حدیث: 7369 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

میں شریک سے بے نیاز ہوں، جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا

ہے تو میں اس کو اسی حال پر (یعنی شرک پر) چھوڑ دیتا ہوں۔

مسلمانو!

یقیناً یہ مذکورہ احادیث قدسیہ سن کر بندۂ مومن اشک بار ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہم

پر اتنا رحیم و کریم ہے کہ ہم یہ یہ الفاظ کہتے رہتے ہیں مگر پھر بھی وہ ہمیں رزق دیتا رہتا ہے،

ہمیں اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا بلکہ ہمیں اپنی رحمت کی طرف ہر وقت بلاتا رہتا ہے

کہ اے میرے بندے میری رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں تو شرک سے باز آ جا

اور مجھ پر کامل ایمان لے آ پھر میں بھی تیری مغفرت فرما دوں گا اور تجھ سے راضی ہو جاؤں

گا۔ اور تجھے اپنے مقبول بندوں میں شامل کر لوں گا۔



رحمت و مغفرت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت فرماتا ہے۔

اپنے بندوں کی مغفرت فرمانے کے لئے اپنی عبادت کرنے کا حکم فرمایا تاکہ میرے بندے میری عبادت کر کے مجھ سے رحمت و مغفرت کی بھیک مانگیں اور میں ان کی مغفرت فرما دوں۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ وحدہ لا شریک کی رحمت و مغفرت پر دلالت کرتی ہیں جو کہ یہ ہیں۔

(۱) کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس

کے گناہ معاف کر دوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین ینقی

ثلث اللیل الآخر

یقول

من یدعونی فاستجب لہ من یسألنی فاعطیہ من یتغفرنی

فاغفر لہ

(بخاری: کتاب التوحید: باب الدعاء والصلوٰۃ من آخر اللیل: ص: 270، حدیث: 1145 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر
نزول فرماتا ہے (یا تجلی فرماتا ہے)

اور ارشاد فرماتا ہے کہ

کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے، میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے
کچھ مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور
میں اس کے گناہ معاف کروں۔

(۲) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لما قضی اللہ الخلق کتب فی کتابہ فہو عندہ فوق العرش ان

رحمتی غلبت غضبی

(بخاری: کتاب بدء الخلق: باب ما جاء فی قولہ تعالیٰ وہو الذی پیدا الخلق ثم بعید ص: 784، حدیث: 3194
بیروت)

و فی روایۃ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رحمتی سبقت غضبی

(بخاری: کتاب التوحید: باب دکان عرش علی الماء ص: 1858 حدیث: 7422 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمادیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو اس

کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے۔

میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع فرما کر دریافت کیا کہ تو نے ایسا

کیوں کیا

عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ عن النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان رجلا کان قبلکم رغبہ اللہ مالا

فقال لنبیہ لما حضر ای اب کنت لکمء

قالوا

خیر اب:

قال

فانی لم اعمل خیرًا فاذا مت فاحرقونی:

ثم استھونی

ثم ذرونی فی یوم عاصف

قفعلوا

فجمعه اللہ عزوجل

فقال

ما حملک؟

قال

مخافتک، فتلقاه برحمتہ

(بخاری: کتاب الانبیاء: باب حدیث الغار: ص: 857، حدیث: 3478 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں

کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم سے پہلے کی امتوں میں ایک آدمی تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا فرمایا تھا جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا میں تمہارے لئے کیسا باپ ثابت ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ تو بہت اچھے باپ ہیں اس نے کہا

میں نے کبھی کوئی نیکی کی ہے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر باریک پیس دینا پھر میری راکھ تیز آندھی کے دن ہو میں اڑا دینا لڑکوں نے اس کے کہنے کے مطابق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ جمع فرمائی اور فرمایا

تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ

تیرے خوف کی وجہ سے اس پر اللہ (عزوجل) کو رحم آگیا۔

(۴) کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انی لاعلم آخر اهل النار خروجا منها و آخر اهل الجنة

دخولا

رجل يخرج من النار كبيراً

فيقول الله (عز وجل)

اذهب فادخل الجنة

قيأتها فيخيل اليه انها مملأى فيرجع

فيقول

يا رب: وجدتها مملأى

فيقول

اذهب فادخل الجنة، فان لك مثل الدنيا وعشرة امثالها وان

لك مثل عشرة امثال الدنيا

فيقول

تسخر منى او تضحك منى وانت الملك؟

فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت

نواجذه

وكان يقول

ذاك ادنى اهل الجنة منزلة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب ملة الجنة والنار: ص: 1653، حدیث: 6571 بیروت)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر

میں جنت میں داخل ہوگا۔

وہ شخص گھسیٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔

جنت میں داخل ہو جا۔

وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ لوٹ کر آئے گا

اور عرض کرے گا

اے پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جا جنت میں چلا جا

وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اس کو پھر ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ پھر

لوٹ کر آئے گا

اور عرض کرے گا

اے پروردگار جنت بھری ہوئی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جا جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وہاں

وسعت ہے۔

وہ عرض کرے گا۔

اے رب: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے۔

(حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے

ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے اندر کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

(۵) جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا

قال ابو هريرة رضي الله عنه

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

كان رجلان في بني اسرائيل متواخين فكان احدهما يذنب

والآخر مجتهد في العبادة فكان لا يزال المجتهد يرى الآخر

على الذنب

فيقول

اقصر فوجدته يوماً على ذنب

فقال له

اقصر

فقال

خلى وربي ابعثت علي رقيباً

فقال

والله لا يغفر الله لك اولا يدخل الجنة

فقبض ارواحهما فاجتمعا عند رب العالمين

فقال

لهذا المجتهد كنت بي عالماً او كنت على ما في يدي قادراً

وقال للمذنب

اذهب فادخل الجنة رحمتي

وقال للآخر

اذهبوا به الى النار

قال ابو هريرة رضي الله عنه

والذی نفسی بیدہ لتکلم بکلمة او بقت دنیاہ و اخرتہ

(ابوداؤد: کتاب الادب: باب فی انہی عن لہنی: ص: 768: حدیث: 4901 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
بنی اسرائیل میں دو آدمیوں کے درمیان اخوت و جمعیت تھی۔ ان میں ایک گناہ کیا
کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہا کرتا تھا۔ عبادت کرنے والا آدمی جب دوسرے
کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو کہتا باز آ جاؤ۔

(پس ایک دن گناہ کرتے ہوئے دیکھا) تو کہا

باز آ جاؤ

(گناہ گار نے) جواب دیا

میرا معاملہ میرے رب پر چھوڑ دو کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے اوپر نگرانی کرنے

والا بنایا ہے؟

(عبادت گزار نے) کہا

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف نہیں کرے گا یا یہ کہا جنت میں داخل نہیں کرے
گا۔ بالآخر دونوں کا انتقال ہوا اور دونوں رب العالمین کی بارگاہ میں جمع ہو گئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار سے فرمایا

کیا تو میرے بارے میں جانتا تھا (کہ میں گناہ معاف نہیں کروں گا) یا یہ فرمایا

کہ کیا تو میرے اختیار پر قدرت رکھتا تھا

پھر گناہ گار سے ارشاد فرمائے گا

جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا

اور دوسرے کے بارے میں حکم ہوگا کہ

اس کو دوزخ میں ڈال دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس ذات کے قبضہ میں میزی جان ہے۔ اس کی قسم عبادت گزار شخص نے ایک جملہ ایسا کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت برباد کر کے رکھ دی۔

(۶) یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں؟

قالت عائشة (رضی اللہ عنہا)

ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال
ما من يوم اكثر من يوم اكثر من ان يعتق الله فيه عبداً من النار
من يوم عرفة وانه ليدنو ثم يباهى بهم الملائكة
فيقول

ما اراد هؤلاء

(مسلم: کتاب الحج: باب فی فضل الحج والعمرة و یوم عرفة ص: 632، حدیث: 1348 بیروت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن اللہ (عزوجل) دوزخ سے بندوں کو آزاد نہیں فرماتا۔
عرفہ کے دن اللہ (عزوجل) کی رحمت بندوں سے قریب ہو جاتی ہے۔ (اللہ عزوجل)
فرشتوں کے مقابلہ میں بندوں کو بطور فخر پیش فرماتا ہے۔

اور فرماتا ہے

یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں۔

(۷) میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضانازل کرتا ہوں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان الله تبارك وتعالى يقول اهل الجنة

يا اهل الجنة

فيقولون

ليبك ربنا وسعديك

فيقول

هل رضيتم؟

فيقولون

وما لنا لا نرضى وقد اعطينا ما لم تعط احداً من خلقك

فيقول

انا اعطيكم افضل من ذلك

قالوا

يارب! وای شی افضل من ذلك

فيقول

احل عليكم رضواني فلا اسخط عليكم بعده ابداً

(بخاری: کتاب الرقاق: باب مقعة الجنة والنار: ص: 1649 حدیث: 6549 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا:

اے اہل جنت والو!

وہ عرض کریں گے

الہی (عزوجل) ہم حاضر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:-

کیا تم راضی ہو گئے؟

وہ عرض کریں گے۔

ہم کیسے راضی نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں وہ چیز عطا فرمائی جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تم کو اس سے بھی بہتر اور افضل چیز عطا فرماؤں گا۔

وہ عرض کریں گے۔

اے پروردگار! اس سے افضل اور بہتر چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضاناازل کرتا ہوں اور اب کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

(۸) آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں

عن صفوان بن محرز المازنی

قال بينما انا امشي مع ابن عمر رضی اللہ عنہما اخذ بيده اذ

عرض رجل

فقال

كيف سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في

النجوى؟

فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ان الله يدني المؤمن فيضع عليه كنفه ويستره

فيقول

اتعرف ذنب كذا، اتعرف ذنب كذا؟

فيقول

نعم ای رب

حتى اذا قرره بذنوبه ورأى في نفسه انه هلك

قال

سترتها عليك في الدنيا وانا اغفر هالك اليوم فيعطى كتاب

حسناته واما الكافر والمنافقون فيقول الاشهاد هؤلاء الذين

كذبوا على ربهم

الا

لعنة الله على الظالمين

(بخاری: کتاب المظالم والخصب: باب قول اللہ تعالیٰ الالعیۃ اللہ علی الظالمین ص: 585، حدیث: 2441 بیروت)

حضرت صفوان مازنی فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑے

ہوئے کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک شخص ملا

اور اس نے کہا کہ

کیا تمہیں وہ فرمان نبوی یاد ہے جس میں سرگوشی کا ذکر ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن بندے کو اپنے قریب کر لے گا اور اپنی رحمت کے سایہ

میں چھپائے گا۔

اور فرمائے گا

کیا تجھے اپنے فلاں فلاں گناہ یاد ہیں

بندہ عرض کرے گا۔

اے پروردگار (عزوجل)! یاد ہیں۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کا اسی سے اقرار کروالے گا۔ بندہ گمان

کرے گا کہ اب میں ہلاک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:-

میں نے دنیا میں تیرے یہ سارے گناہ چھپائے تھے اور آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں۔ اس کے بعد نیکیوں کا اعمال نامہ اس کو دیدیا جائے گا اور کافروں اور منافقوں کے بارے میں گواہ کہیں گے کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا تھا۔

سن لو!

ظالموں پر اللہ (عزوجل) کی پھٹکار ہے۔

(۹) میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان عبداً اصاب ذنبا وربما قال اذنب فقال رب اذبت وربما

قال اصبت فاغفر لی

فقال

ربہ اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنوب ویأخذ بہ غفرت

لعبدی ثم مکث ماشاء اللہ ثم اصاب ذنباً فقال رب اذبت او

صبت آخر فاغفرہ

فقال

اعلم عبدی ان لہ ربا یغفر الذنوب ویأخذ بہ غفرت لعبدی ثم

مکث ماشاء اللہ ثم اذنب ذنباً وربما قال اصاب ذنباً، قال قال

رب اصبت او قال اذبت آخر فاغفرہ لی

فقال

اعلم عبدی ان له رباً یغفر الذنب ویأخذ به غفرت
لعبدی ثلاثاً فلیعمل ما شاء =

(بخاری: کتاب التوحید: باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یدلوا کلام اللہ: ص: 1879 حدیث: 7507 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف فرما
دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا
ہے۔ میں نے اس کو بخش دیا۔ پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے
میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اس کو معاف فرما دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا
ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔
پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ (عزوجل) سے عرض کرتا
ہے،

اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا ہے تو اس کو معاف فرما دے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر
مواخذہ کرتا ہے۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا اب وہ جو چاہے کر لے۔

(۱۰) ہر شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

يقول الله (عز وجل)

اخرجوا من النار من ذکرتی یوما او خافنی فی مقام

(ترمذی: کتاب مدۃ جنیم: باب ما جاء ان النار تسین من: 87، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:-

ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو یا مجھ سے کسی

جگہ بھی ڈرا ہو۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یقول

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ ینخلص رجلا من امتی علی رؤوس الخلائق یوم

القیامة، فینشر علیہ تسعة وتسعين سجلا، کل سجل مثل مد

البصر

ثم یقول

اتنکر من هذا شیئا؟

اظلمتک کتبتی الحافظون؟

فیقول

لا یارب

فیقول

افلك عذرو؟

فيقول

لا يارب

فيقول

بلى! ان لك عندنا حسنة فانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج

بمطافة فيها اشهد ان لا اله الا الله واشهد

ان محمداً عبده ورسوله

فيقول

احضرو زنتك

فيقول

يا رب ما هذه البطافة مع هذه السجلات؟

فقال

انك لا تظلم

قال

فتوضع السجلات في كفة والبطافة في كفة فطاشت

السجلات وثقلت البطافة فلا يشعل مع اسم الله شيء

(ترمذی: کتاب الایمان باب ما جاء فیمن یموت وهو یشهد ان لا اله الا الله: ص: 92 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن کر الگ کر لے گا،

پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر اتنا لمبا ہوگا جتنی دور تک نظر جاتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:؟

کیا تجھے ان میں سے کسی چیز کا انکار ہے؟
کیا میرے لکھنے والے کرانا کا تبین نے تجھ پر ظلم کیا؟
بندہ عرض کرے گا

نہیں میرے رب (عزوجل)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟

بندہ عرض کرے گا

نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ

اپنے ترازو کے پاس حاضر ہو۔

وہ بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا حیثیت ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس کے بعد وہ سارے دفتروں کے مقابلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک

پلے میں رکھا جائے گا۔ دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو جائے گا

اور اللہ (عزوجل) کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

(۱۲) یہ سب تو تیرے لئے ہیں اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

قال اناس یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هل نرى ربنا يوم القيامة؟

فقال

هل تضارون في القمر ليلة البدر ليس دونه سحاب؟

قالوا

لا يارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال

فانکم ترونہ يوم القيامة كذلك يجمع اللہ الناس

فيقول

من كان يعبد شيئاً فليتبعه فيتبع من كان يعبد الشمس ويتبع

من كان يعبد القمر ويتبع من كان يعبد الطواغيت وتبقى هذا

الامة فيها منا فنقومهما، فيأتيهم اللہ في غير الصورة التي

يعرفون

فيقول

انا ربکم

فيقولون

نعوذ باللہ منک هذا مکاننا یا تینا ربنا، فاذا اتانا ربنا عرفناہ،

فيأتيهم اللہ في الصورة التي يعرفون

فيقول

انا ربکم

فيقولون

انت ربنا فيتبعونه، ويضرب جسر جهنم

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

فاكون من يجيز ودعاء الرسل يومئذ انهم سلم سلم وبه كلا

ليب

مثل شوك السعدان، امارأيتم شوك السعدان؟

قالوا

بلى يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم)

قال

فانها مثل شوك السعدان، غير انها لا يعلم قدر عظمها الا الله

فتخلف الناس باعمالهم منهم الموبق بعمله ومنهم

المحدول، ثم ينجوا حتى اذا فرغ الله من القضاء بين عباده

واراد ان يخرج من النار من اراد ان يخرج من النار ممن كان

يشهد ان لا اله الا الله امر الملائكة ان يخرجوهم فيعرفونهم

بعلامة آثار السجود، وحرّم الله على النار ان تاكل من ابن

آدم اثر السجود، فيخرجوهم قد امتحشوا فيصب عليهم ماء

يقال له ماء الحياة فينبتون نبات الحبة من حميل السيل،

ويبقى رجل منهم مقبل بوجهه على النار

فيقول

يا رب قد قشيتني ريحها واحرقني ذكائها فاصرف وجهي عن

النار

فلا يزال يدعو الله

فيقول

لعلك ان المطيتك ان تسألني غيره؟

فيقول

لا وعزتك لا اسئلك غيره فيصرف وجهه عن النار

ثم يقول بعد ذلك

يا رب قربني الى باب الجنة

فيقول

اوليس قد زعمت ان لا تسألني غيره ويملك ابن آدم ما

اغدر درك،

فلا يزال يدعوا

فيقول

لعلي ان اعطيتك ذلك تسألني غيره

فيقول

لا وعزتك لا اسألك غيره فيعصى الله من عهد وميثاق ان لا

يسأله غيره فيقر به الى باب الجنة، فاذا رأى ما فيها سكت

ما شاء الله ان يسكت

ثم يقول

رب ادخلني الجنة

ثم يقول

اوليس قد زعمت ان لا تسألني غيره ويملك يا ابن آدم ما

اغدوك

فيقول

یا رب لا تجعلنی اشقی خلقک فلا یزال یدعوا حتی
یضحک فاذا ضحک منه اذن له بالدخول فیها فاذا ادخل فیها

قیل له تمن من کذا فیتمنی

ثم یقال له

تمن من کذا فیتمنی حتی تنقطع به الا ما فی

فیقول له

هذا لك ومثله معه

(بخاری: کتاب الرقاق: باب الصراط بصر جہنم: ص: 1654، حدیث: 6573 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

کچھ لوگوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں

گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب سورج پر ابر نہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کوئی روک ہوتی ہے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چودھویں رات کے چاند پر اگر ابر نہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کچھ رکاوٹ ہوتی

ہے؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تو اسی طرح تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا، جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اسی کے ساتھ ہو جائے۔ یہ سن کر سورج کی عبادت کرنے والے سورج کے ساتھ، چاند کی عبادت کرنے والے چاند کے ساتھ اور بتوں کی عبادت کرنے والے بتوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور یہ امت (یعنی امت مسلمہ) باقی رہے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ گر ہوگا جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

میں تمہارا رب ہوں۔

وہ کہیں گے

ہم تجھ سے پناہ چاہتے ہیں۔ ہم اس جگہ اپنے رب کے انتظار میں ہیں تاکہ وہ جلوہ گر ہو اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ گر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ فرما ہوگا جس کو وہ اپنے اعتقاد کے مطابق پہچانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میں تمہارا رب ہوں۔

یہ دیکھ کر مسلمان کہیں گے کہ

ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے اور وہ اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس روز جہنم پر پل صراط رکھی جائے گی۔ میری امت اس کو سب سے پہلے عبور

کرے گی اور اس دن انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی یہ دعا ہوگی۔

اللہ سلم اللہم سلم

اور جہنم میں پہنچے ہوں گے جو سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا۔

کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟

انہوں نے عرض کیا:

اے اللہ (عزوجل) کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے دیکھے ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

تو وہ بچے سعدان کی طرح (ٹیزھے) ہوں گے۔ ہاں البتہ اللہ (عزوجل) کے سوا

کوئی نہیں جانتا کہ وہ بچے کتنے بڑے ہوں گے۔ لوگوں کی بد اعمالی کی وجہ سے یہ بچے

لوگوں کو پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں کھینچ لیں گے۔ چنانچہ بعض آدمی تو اپنے اعمال

کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض آدمی بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ

اللہ (عزوجل) اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا اور لا الہ الا اللہ کہنے والے

جس شخص کو دوزخ سے نکالنا چاہے گا اس کو نکالنے کا فرشتوں کو حکم دے گا۔ فرشتے سجدوں

کے نشانات دیکھ کر ان بندوں کو پہچان لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا

ہے کہ آدمی کے نشان سجدہ کو جلائے۔ چنانچہ فرشتے ان کو نکالیں گے۔ نکلتے وقت یہ لوگ

جلے بھنے ہوں گے۔ ان پر آب حیات ڈالا جائے گا۔ جس کی وجہ سے (ازسرنو) ایسے

پیدا ہوں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خود رو دانہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک شخص باقی رہے گا

جس کا رخ دوزخ کی طرف ہوگا۔

وہ عرض کرے گا

اے پروردگار جہنم کی بد بونے مجھے تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا تو میرا

چہرہ جہنم کی طرف سے پھیر دے۔ وہ بندہ یہی دعا کرتا رہے گا۔

بالآخر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اگر میں تیری حاجت پوری کر دوں تو کیا پھر کوئی سوال کرے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا۔

نہیں اے پروردگار تیری عزت کی قسم اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اس کا رخ دوزخ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ عرض کرے گا۔

اے رب کریم مجھے جنت کے دروازے کے تھوڑا قریب کر دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم تو کیسا عہد شکن ہے؟ مگر وہ بندہ برابر یہی دعا مانگتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:-

اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو ممکن ہے تو کوئی اور سوال کرے۔

وہ شخص عرض کرے گا۔

نہیں میرے رب (عزوجل) تیری ذات کی قسم اس کے علاوہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس بات کا عہد اقرار لے گا کہ اب اور کوئی درخواست نہیں کرے گا اور اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دیا جائے گا۔ جب وہ جنت کے اندر کی چیزیں دیکھے گا تو جنتی خدا (عزوجل) کی مرضی ہوگی اتنی دیر وہ خاموش رہے گا۔

پھر عرض کرے گا۔

الہی تو مجھے جنت میں پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ مزید سوال نہیں کروں گا۔ اے انسان تو کس قدر عہد شکن

ہے۔

وہ عرض کرے گا۔

یا الہی تو اپنی مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر اور وہ یہ دعا لگاتا کرتا

رہے گا۔ یہاں تک کہ رب کریم اس سے راضی ہو جائے گا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ جب وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کچھ تمنا اور آرزو کر، وہ تمنا کرے گا وہ بھی پوری کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کے سب ارمان پورے ہو جائیں گے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یہ سب تیرے لئے ہی ہے اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے۔

(۱۳) قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال

ان اللہ مائة رحمة انزل منها رحمة واحدة بين الجن والانس
والبهائم والهوام فيها يتعاطفون وبها تيراحمون وبها تعطف
الوحش على ولدها واخر الله تسعا وتسعين رحمة يرحم بها
عبادة يوم القيامة

(مسلم: کتاب التوبۃ: باب فی سجدہ رحمتہ اللہ تعالیٰ: ص: 1349، حدیث: 6868 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ (عزوجل) کی سورتیں ہیں ان میں ایک تو جناتوں، انسانوں، مویشیوں اور
کپڑے مکوڑوں کے درمیان تقسیم فرمادی جس کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے پر مہربان
اور رحم کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچے کو پیار کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں محفوظ کر دی
ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

(۱۴) جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس

کو دوزخ سے نکال لو

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین ثلث

اللیل الآخر

یقول

من یدعونی فاستجب لہ من یسألنی فاعطیہ من یتغفرنی

فاغفر لہ

(بخاری: کتاب الحج: باب الدعاء والصلوة من آخر اللیل: ص: 270، حدیث: 1145 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا پر نزول

فرماتا ہے (یا تجلی فرماتا ہے)

اور ارشاد فرماتا ہے کہ

کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے کچھ

مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس

کے گناہ معاف کروں۔

(۱۵) میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا

عن انس بن مالک رحمۃ اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

قال الله (عز وجل)

يا ابن آدم

انك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان فيك ولا

أبالي،

يا ابن آدم

لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك ولا

أبالي

يا ابن آدم

انك لو اتيتني بقراب الارض رخطايا ثم لقيتني لا تشرك بي

شيئاً لا تبتك بقربابها مغفرة

(ترمذی: کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار: ص: 194 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم!

جب تک تو مجھے پکارے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشتا ہوں گا۔

سب (گناہوں اور خطاؤں) کے باوجود جو تیرے اندر ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے

اے ابن آدم!

اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے معافی چاہے تو میں

معاف کر دوں گا

اور میں پرواہ نہیں کرتا

اے ابن آدم!

اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ میرے پاس لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہے تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

جعل اللہ الرحمة مائة جزء فأمسك عنده تسعة وتسعين وانزل فی الارض جزءاً واحداً فمن ذالك الجزء تراحم الخلائق حتی ترفع الدابة حاضرها عن ولدها خشية ان تصيبه

(مسلم: کتاب التوبة باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ: ص: 1349، حدیث: 6866 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ۹۹ ننانوے اپنے پاس روک لئے اور ایک حصہ رحمت زمین پر نازل فرمایا (مخلوق میں تقسیم فرمایا) اس ایک حصہ سے ہی تمام اوقات (ایک دوسرے پر) رحم کرتی ہے یہاں تک کہ چوپایہ اپنے بچوں سے پیر ہٹا لیتا ہے اس اندیشے سے کہ اس کو ضرر نہ پہنچے۔

(۱۷) ملائعہ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انانی اللیلة ربی تبارک وتعالیٰ فی حسن صورة

قال احسبه قال في المنام

فقال

يا محمد

هل تدري فيم يختصم الملاء الاعلى

قال قلت

لا

قال

يده بين كفتي حتى وجدت بردها بين ثدي

او قال

في نحري

فعلمت ما في السموات وما في الارض

قال

يا محمدا

هل تدري فيم يختصم الملاء الاعلى؟

قلت

نعم

قال

في الكفارات والكفارات المكث في المساجد بعد الصلاة

والمشي على الاقدام الى الجماعات، واسباغ الوضوء في

المكارة ومن فعل ذلك عاش بخير ومات بخير وكان خطيبه

كيوم ولدته امه

وقال

یا محمد

اذا صليت فقل

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا ارَدْتُ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرُ مَفْتُوْنٍ
قَالَ

والدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلوة بالليل
والناس ينام

(ترمذی: کتاب التفسیر: باب من سورۃ ص: ص: 159 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

رات میرا رب بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خواب میں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا تم جانتے ہو کہ ملائ اعلیٰ کے فرشتوں میں کس بات پر بحث ہے؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا

نہیں میں نہیں جانتا

تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی

تشدک میں نے اپنے سینے پر محسوس کی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب میں نے

جان لیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا تم جانتے ہو کہ طلاءِ اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟

میں نے جواب دیا

ہاں

فرمایا

کفارات کے بارے میں اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نمازوں کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیرون سے چل کر جانا، گراں محسوس ہونے والی حالتوں کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا جو ایسا کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا۔ اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے اس دن تھا اس کی ماں نے جنا تھا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم

جب نماز پڑھو تو یہ دعا بھی پڑھا کر

اے اللہ (عز و جل) میں تجھ سے نیکی کرنے، برائیاں چھوڑنے اور مساکین سے محبت کرنے (کی توفیق) مانگتا ہوں اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس بٹھالے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

درجات کی بلندی کے لئے یہ ہے کہ سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو اور رات میں اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں۔

(۱۸) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال مر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) علی رھط من

اصحابہ وہم یضحکون

فقال

لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكتكم كثيراً

فاتاہ جبرئیل

فقال

ان الله يقول لك لم تقنط عبادى؟

قال

فرجع اليهم

فقال

سددوا او ابشروا

(صحیح ابن حبان: باب الزجر عن كعبة المراء: ص: 319، ج: 1 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ (کرام علیہم الرضوان) کی ایک جماعت
کے پاس سے گزرے۔

وہ لوگ ہنس رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جو کچھ میں جانتا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب کے بارے میں (اگر تم بھی
جانتے تو بہت کم ہنتے اور بہت زیادہ روتے۔

تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حضرت جبرائیل (علیہ السلام) تشریف
لائے۔

اور کہا:

اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ارشاد فرماتا ہے۔

(اے حبیب) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہیں؟

(یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ان صحابہ (کرام علیہم الرضوان) کے پاس تشریف

لائے۔

اور ارشاد فرمایا:

درست راستہ اختیار کئے رہو تمہارے لئے (رحمت و مغفرت اور جنت کی) خوشخبری

ہے۔

(۱۹) جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الی لا عرف آخر اهل النار خروجا من النار و آخر اهل الجنة

دخولا الجنة یوتی رجل

فیقول

سلوا عن صفار ذنوبہ واخبثوا کبارہا

فیقال لہ

عملت کذا و کذا یوم کذا و کذا و عملت کذا و کذا فی یوم

کذا و کذا

قال

فیقال لہ

فان فی مکان کل سینة حسنة

قال

فیقول

یا رب لقد عملت اشیاء ما اراها ما هنا

قال

فلقد رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحك متی بدت

نواجذہ

(ترمذی: کتاب جہنم: ص: 87 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں جہنم سے نکلنے والے سب سے آخری آدمی کو پہچانتا ہوں اور جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری آدمی کو بھی پہچانتا ہوں۔ (قیامت میں) ایک شخص کو لایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:-

اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں پوچھو اور بڑے گناہوں کو چھپا

دو۔

پھر اس سے کہا جائے گا۔

تو نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا، فلاں دن فلاں کام کیا تھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اس سے کہا جائے گا

جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے۔

وہ عرض کرے گا

اے پروردگار! میں نے ان کے علاوہ بھی بہت سے عمل (گناہ) کئے ہیں۔

جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا۔

(حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر کے دانت منور ظاہر ہو گئے۔

(۲۰) میری عزت و جلال کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ان ابلیس قال لربہ

بعزتک و جلالک لا ابرح اغوی بنی آدم ما دامت الارواح

فیہم فقال اللہ عزوجل

فبعزتہ و جلالہ لا ابرح اغفرلہم ما استغفرونی

(مسند احمد بن حنبل ج: 3، ص: 29)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

ابلیس نے اپنے رب (عزوجل) سے کہا

مجھے تیری عزت و جلال کی قسم میں آدم کی اولاد کو بہکا تا رہوں گا جب تک کہ ان کی

روحیں ان کے بدن میں ہیں (یعنی جب تک وہ زندہ ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

مجھے میری ذات کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار

کرتے رہیں گے۔

(۲۱) قیامت کے دن ننانوے رحمتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اللہ مالہ رحمۃ النزل منها رحمۃ واحده بین الجن والانس

والبہائم والہوام فبہا يتعاطفون وبہا تیراحمون وبہا تعطف

الوحش علی ولدها و اخر الله تسعا وتسعين رحمة يرحم بها
عبادة يوم القيامة

(مسلم: کتاب التوبة: باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ: ص: 1349، حدیث: 6868 بیروت)

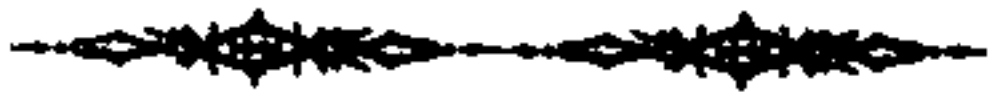
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ کی سو (۱۰۰) رحمتیں ہیں۔ ان میں ایک تو جناتوں، انسانوں، مویشیوں اور کپڑے مکوڑوں کے درمیان تقسیم فرمادی جس کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچے کو پیار کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں محفوظ کر دی ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

ان تمام احادیث قدسیہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس قدر محبت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا رحیم و کریم اور غفور ہے کہ اپنے بندوں کو دنیا میں ہوتے ہوئے جنت کی بشارت سنادی اور گناہوں کی معافی کے لئے اپنے بندوں سے اتنا ہی محبت ہے کہ فرمایا کوئی ہے جو اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی مغفرت فرمانے کا ذریعہ ہے۔



اللہ تعالیٰ کی شان کریمی

اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا پھر زمین میں اپنے بندوں کو بسایا تاکہ میری عبادت کر کے میری رضا حاصل کریں اور میں ان کی مغفرت فرما دوں۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الزمان فخر و جہاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ سبھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے اور اپنی امت کو بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے رہے۔ اس کائنات میں جتنے بھی متکبر و سرکش بادشاہ آئے جنہوں نے جھوٹی خدائی کا دعویٰ کیا آخر کار وہ بھی تباہ و برباد ہو کر زمین میں فنا ہو گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ کوئی بھی جبار و سرکش جھوٹی خدائی کا دعویٰ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے جلال کی تاب نہ لاسکا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی موت کا مزہ چکھایا جو آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا مقام بن کر ظاہر ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی یہ ہے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ جتنے بھی بڑے جبار و کذاب آئیں گے۔ تمام کے تمام تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ آخر کار تمام مخلوق کو فنا ہو جائے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہے گا اور اسی کی بادشاہی ہوگی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمی خود ارشاد فرمائی ہے جن کو سن کر رقت و طاری اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

(۱) میں بادشاہ ہوں جبر کرنے والے اور ظلم کرنے والے کہاں ہیں

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يطوى الله (عز وجل) السماوات يوم القيامة ثم ياخذوهن

بيده اليمنى

ثم يقول

انا الملك

اين الجبارون؟

اين المتكبرون؟

ثم يطوى الارضين بشماله

ثم يقول

انا الملك

اين الجباران؟

اين المتكبرون؟

(مسلم: کتاب صلاۃ القیامۃ والجنۃ والنار: ص: 1375، حدیث: 6945، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر ان کو داہنے ہاتھ (جیسا کہ

میں کے شایان شان ہے) سے پکڑ کر فرمائے گا۔

میں بادشاہ ہوں

جبر کرنے والے کہاں ہیں؟

تکبر کرنے والے کہاں ہیں

پھر بائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کے شایان شان کے لائق ہے) سے زمین کو پیٹ

لے گا۔

پھر فرمائے گا

میں بادشاہ ہوں

جبر کرنے والے کہاں ہیں

ظلم کرنے والے کہاں ہیں

(۲) میں اس کا اہل ہوں مجھ سے ڈرا جائے

عن انس بن مالك رضى الله عنه

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال في هذه الآية

هو اهل التقوى واهل المغفرة

قال قال الله عز وجل

انا اهل ان اتقى، فمن اتقاني فلم يجعل معي الها فانا

اهل ان اغفر له

(ترمذی: کتاب التفسیر القرآن: باب ومن سورة المدثر: ص: 170 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ

هو اهل التقوى واهل المغفرة

(وہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور مغفرت فرماتا اسی کی شان ہے)

کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ پس جو مجھ سے ڈرتا ہے اور میرے

ساتھ کسی کو معبود نہیں بناتا تو یہ بات میرے شایان شان ہے کہ ایسے شخص کو بخش دوں۔

(۳) کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال للہ عزوجل

الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما

قللته فی النار

(ابوداؤد: کتاب اللباس: باب ما جاء فی الکبر: ص: 243، حدیث: 4090، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے تو جس نے ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے مقابلہ کیا تو اسے میں دوزخ میں ڈال دوں گا۔

(۴) میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

یقبض اللہ الارض ویطوی السموات بيمينه

ثم یقول

انا الملك

ابن ملوک الارض

(بخاری: کتاب التفسیر: سورہ زمر: باب قول اللہ تعالیٰ والارض هی قاضیة یوم القیامة ص: 1218 حدیث:

4812 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
(قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی (جیسا کہ اس کی شایان شان ہے)
میں پکڑ لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شایان شان ہے) میں
پکڑے گا۔

پھر ارشاد فرمائے گا:

میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

(۵) آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا

عن بسر بن حجاج القرشي رضي الله عنه

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول الله عز وجل

انى تعجزنى ابن آدم وقد خلقتك من مثل هذه: فاذا بلغت

نفسك هذه و اشار الى خلقه قلت أتصدق وانى او ان الصدقة

(ابن ماجہ: کتاب الوصایا: باب النہی عن الامساك فی الحیاة والعهد بر عند الموت: ص: 194 قدیمی کتب خانہ
کراچی)

حضرت بسر بن حجاج قرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

آدمی کہاں مجھے عاجز کر پائے گا؟ میں نے تجھے اس (تھوک جیسی چیز) سے پیدا

کیا اور جب تیری جان یہاں تک پہنچ جاتی ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کی

طرف اشارہ کیا) تو تو کہتا ہے کہ میں صدقہ کروں گا لیکن اب کہاں صدقہ کا وقت رہ

گیا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے

عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجمس کلمات

قال

ان اللہ لا ینام ولا ینبغی ان ینام ینبغی ان یسقط ویرفعه یرفع

الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار قبل عمل اللیل حجابه النور

لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من

خلقہ (مسلم: کتاب الایمان: ص: 161)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزیں ارشاد فرمانے کے واسطے کھڑے

ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ رب العزت نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے۔ وہ پہلے

ہذا (جھکاتا اور اٹھاتا ہے اس کی بارگاہ میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور

دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں۔ اس کا پردہ نور ہے اور اگر وہ

اپنے پردہ نور کو کھول دے تو اس (کے وجہ کریم) کی تجلیات حدنگاہ تک مخلوق کو جلادیں گی۔

(۷) اس کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو

اٹھاتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال قال اللہ عزوجل

انفق انفق عليك

وقال

يد الله ملائ لا تفيضها نفقة سحاء الليل والنهار

وقال

أرايتم ما انفق منذ خلق السماء والارض، فانه لم يفيض ما في

يده و كان عرشه على الماء وبيده الميزان ينخفض ويرفع

(بخاری: کتاب التفسیر: باب قوله تعالى وكان عرشه على الماء، ص: 1159، حدیث: 4684 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تمہیں عطا فرماؤں گا

اور فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے۔ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی۔

شب و روز نعمتوں کو بہاتا ہے

پھر فرمایا

دیکھ لو جب سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ نعمتیں تقسیم کر رہا ہے اور

اس تقسیم سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ تقسیم اس وقت سے ہے جب اس

کا تخت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا

ہے۔

(۸) جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما روی عن اللہ تبارک وتعالیٰ

انه قال

يا عبادى انى حرمت الظلم على نفسى وجعلته بينكم محرماً
فلا تظالموا

يا عبادى كلکم ضال الامن هديته فاستهدونى اهدکم
يا عبادى كلکم جائع الامن اطعمته فاستطعمونى اطعمکم
يا عبادى كلکم عار الامن كسوته فاستكسونى اکسکم
يا عبادى انکم تحطون بالليل والنهار وانا اغفر الذنوب
جميعاً فاستغفرونى اغفر لکم

يا عبادى انکم لن تبلغوا ضرى فتضرونى ولن تبلغوا نفعى
فتنفعونى

يا عبادى لو ان اولکم و آخرکم وانسکم و جنکم كانوا على
اتقى قلب رجل واحد منکم
ما زاد ذالك فى ملكى شيئاً

يا عبادى لو ان اولکم و آخرکم وانسکم و جنکم كانوا على
افجر قلب رجل واحد ما نقص
ذالك من ملكى شيئاً

يا عبادى لو ان اولکم و آخرکم وانسکم و جنکم قاموا فى
صعيد واحد فسألونى

فاعطيت كل انسان مسأله ما نقص ذالك مما عندى الا كما
ينقص المحيط اذا ادخل البحر

يا عبادى انما هى اعمالکم احصياها لکم ثم اوفیکم اياها -
فمن وجد خيراً فليحمد الله ومن وجد غير ذالك فلا يلومن

الانفسہ (مسلم: کتاب البر والصلۃ: باب تحریم الظلم: جس: 1275، حدیث: 6467 بیروت)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا کہ

اے میرے بندو!

میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے۔

اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو!

تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت

طلب کرو:

اے میرے بندو!

تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسکو میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا

طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔

اے میرے بندو!

تم سب کے سب برہنہ ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں تو تم مجھ سے

کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔

اے میرے بندو!

تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشتا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت

طلب کرو میں تمہیں معاف کروں گا۔

اے میرے بندو!

تمہاری دسترس میں یہ نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ تمہاری دسترس میں یہ ہے

کہ تم مجھے گاندہ پہنچا سکو۔

اے میرے بندو!

اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور تمام انسان و جنات تم میں سب سے متقی شخص کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔

اے میرے بندو!

اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کے سب تم میں سے سب سے برے آدمی کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں اس سے کوئی کمی نہیں آسکتی۔

اے میرے بندو!

اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کسی ایک میدان میں کھڑے ہو کر مانگیں اور میں سب کی حاجت پوری کر دوں تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہوتی ہے۔

اے میرے بندو!

یہ تمہارے اعمال میں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر رہا ہوں اور ان کی جزاء تمہیں پوری پوری دیتا ہوں تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ (عزوجل) کا شکر یہ ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

ان تمام احادیث قدسیہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں وہی عبادت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غفور و رحیم ہے۔ اگر وہ اپنے بندوں کی مغفرت فرمادے تو اس کے خزانے میں کمی نہیں۔ وہی رزق کو عطا کرنے والا ہے۔ وہی موت و حیات کا مالک ہے وہی زمین و آسمان کا مالک ہے جتنے بھی کذاب و جبار جھوٹی خدائی کا دعویٰ کرنے والے آئے تمام کے تمام دنیا کی صفحہ ہستی سے مٹ کر بے نام و نشان ہو گئے۔ صرف وحدہ لا شریک کا نام باقی رہا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ اس کی عبادت و ریاضت ہوگی اور ہوتی رہے گی۔ اور آخر کار قیامت قائم ہو جائے گی پھر وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے عداوت رکھنے والوں کی

سزا اور اولیاء کا مقام

اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا فرمایا پھر ان میں اپنے بندوں کو بھیجا تا کہ میری عبادت کر کے میری بارگاہ میں مقبولیت حاصل کریں اور میں ان کو اپنا قرب خاص عطا کروں اس عالم میں اگر کوئی شخص اچھا کام کر لے تو اس کو اس کام کا اچھا صلہ دیا جاتا ہے اور اس کا نام اچھے لوگوں میں شمار ہوتا رہتا ہے اور آنے والے وقت کے لئے اسے اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے کہ یہ شخص اچھا کام کر کے اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ اگر یہ کسی شخص کسی عہدے پر فائز ہو اور کسی کے ماتحت بھی ہو تو اس سے بڑا افسر اسے تھوڑی سی بھی آج نہیں آنے دے گا بلکہ اگر کوئی اس پر الزامات تراشے گا تو وہ افسر اس کا رو کر کے اس کی حفاظت کر لے گا اور اس پر کسی قسم کا داغ تک نہیں آنے دے گا کیونکہ وہ اس کے پاس کام کرتا ہے اور وہ عہدہ اسی افسر نے دیا ہے جس کی وجہ سے وہی افسر اس کی حفاظت مامون ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تو اس بندوں میں سے بعض بندوں نے اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت و ریاضت کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خاص بندہ بنا کر اپنا قرب خاص عطا فرمایا اور ان کو ایسا صلہ عطا فرمایا کہ آنے والے وقت تک اس کا نام و نشان باقی رکھے گا۔ جتنے بھی اولیاء کے دشمن آئیں گے تمام کے تمام سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی حفاظت فرماتا رہے گا اور ان کے درجات بلند فرماتا رہے گا اور ان کے چاہنے والوں کو پیدا فرماتا رہے گا تا کہ میرے اولیاء سے محبت کریں اور ان کے بتائے ہوئے طریقے قبول

چل کر میری بارگاہ میں قرب خاص حاصل کریں۔

(۱) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ

اعلان جنگ کرتا ہوں

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ عزوجل قال

من عادلی ولیاً فقد آذنته بالحرب . وما تقرب الی عبدی

بشیء احب الی مما افترضت علیہ، وما یزال عبدی یتقرب

الی با النوافل حتی احبہ، فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع

بہ، وبصرہ الذی یبصر بہ ویدیه الذی ینطش بہا، ورجلہ الذی

یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ وما

ترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس عبدی المؤمن

یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ

(بخاری: باب التواضع: ص: 963، ج: 2، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں اور

میرا کوئی بندہ میرا قرب اس چیز کی سنت حاصل نہیں کر سکتا جو میں نے اس پر فرض کیا

ہے۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب

بانتا ہوں، پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس

سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا

وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور بالضرور اس کو عطا کروں گا اور اگر وہ میرے ذریعہ کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور میں جو کرنا چاہتا ہوں اس میں سے کسی کام کے کرنے میں مجھے تردد نہیں ہوتا جتنا تردد مجھے اپنے مومن بندے کی جان کے بارے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے

محبت کرو

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال

اذا احب اللہ العبد نادى جبرائیل

ان اللہ یحب فلانا فاحبہ، فیحبہ جبرائیل

فینادی جبرائیل فی اهل السماء

ان اللہ یحب فلانا فاحبہ فیحبہ اهل السماء ثم یوضع له

القبول فی الارض

(بخاری: کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ: ص: 789، حدیث: 3209 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے

اے جبرائیل اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تو بھی اس سے محبت کرو

جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں سے فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت فرماتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو لہذا آسمان کے فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد زمین میں اس بندے کو مقبول بنا دیا جاتا ہے۔

(۳) ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ ملائکہ یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر، فاذا

وجدوا قوماً یذکرون اللہ تنادوا ہلموا الی حاجتکم

قالوا

فیحفونہم بأجنتہم الی السماء الدنیا

قال

فیسألہم ربہم وهو اعلم منہم

ما یقول عبادی؟

قال

یقولون

یسجدونک ویکبرونک ویحمدونک ویمجدونک

قال

فیقول

هل راؤنی

قال

فیقول

لا والله ماراؤک

قال

فيقول

وكيف لوراؤني

قال

يقولون

لوراؤك كانوا اشدك عبادة و اشدك نمجيداً و تحميداً

و اكثر لك تسبيحاً

قال

فيقول

فما يستولوني

قال

يقولون

يسألونك الجنة

قال

يقول

وهل راؤها

قال

يقولون

لا والله يارب ماراؤها

قال

يقول

لكيف لوانهم راؤها

قال

يقولون

لو انهم راؤها كانوا اشد عليها جرماً واشد لها طلباً واعظم

فيها رغبة

قال

فمم يتعوذون؟

قال

يقولون

من النار

قال

يقول

وهل راؤها؟

قال

يقولون

لا والله يارب ماراؤها

قال

يقول

فكيف لوراؤها

قال

يقولون

لوراؤها كانوا اشد منها فراراً واشد لها مخالفة

قال

فیقول

فاشهدکم انی قد غفرت لہم

قال

یقول

ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة

قال

هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم

(بخاری: کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ: ص: 1616، حدیث: 6408 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں گھومتے ہیں اور اللہ عزوجل کا ذکر

کرنے والے بندوں کو تلاش کرتے ہیں۔ اگر کسی گروہ کو اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہو پاتے

ہیں تو باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ مدعا مل گیا ہے پھر ان کو اپنے پروں سے

ڈھانپ لیتے ہیں دنیا کے آسمان تک

پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے

اے فرشتو میرے بندے کیا کہہ رہے تھے

فرشتے عرض کرتے ہیں

وہ تیری تسبیح، تیری تکبیر، تیری حمد اور تجمید بیان کر رہے تھے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

نہیں خدا کی قسم۔ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوگا
 فرشتے عرض کرتے ہیں
 اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کریں گے تیری بزرگی اور پاکی اور
 زیادہ کریں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 وہ مجھ سے کیا چیز طلب کر رہے تھے
 فرشتے عرض کرتے ہیں
 وہ تجھ سے جنت کے طالب تھے
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟
 فرشتے عرض کرتے ہیں

نہیں اے پروردگار انہوں نے جنت نہیں دیکھی
 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟
 فرشتے عرض کرتے ہیں

اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی طلب میں اور اضافہ ہوگا اور ان کی رغبت اور زیادہ ہو
 گی اور وہ اور زیادہ اس کے خواہش مند ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
 میرے بندے کس چیز سے پناہ چاہتے ہیں؟
 فرشتے عرض کرتے ہیں
 وہ جہنم سے پناہ چاہتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
کیا انہوں نے جہنم دیکھی ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں
نہیں خدا کی قسم، انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں
اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس اور زیادہ ڈریں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
میں تم سب کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا

ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ
فلاں بندہ تو ان میں سے نہیں تھا وہ تو کسی ضرورت سے ان کے پاس آیا تھا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا۔

(۴) جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ (عز وجل)

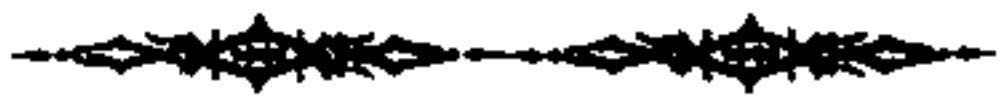
اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا

خطر علی قلب بشر فاقراء وان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی

لہم من قرۃ اعین

(بخاری: کتاب بدء الخلق: باب ما جاء فی صلۃ الجیز وانہا مخلوقہ: ص: 795، حدیث: 3244 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
 میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر کے رکھی ہیں جن کو نہ کسی
 آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔
 پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 تو کوئی نہیں جانتا کہ میں نے ان (نیک لوگوں) کے لئے کیا (انعام) چھپا کر رکھا
 ہے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے ملاحظہ فرمائیے کہ
 ان احادیث قدسیہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی شان و شوکت ہے دنیا میں
 بھی مقام و مرتبہ ملا ہوا ہے اور آخرت میں بڑے مقام پر ہوں گے اور جو لوگ اولیاء اللہ
 سے عداوت رکھتے ہیں وہ اپنا حشر قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اللہ
 تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔



اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے بہا مال عطا کیا ہے ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کے پاس کثیر مال موجود ہے اگر وہ خرچ کریں تو کئی غرباء، مساکین اور یتیموں کی حاجتیں پوری ہو جائیں لیکن اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کو راہ میں خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں کہ اگر یہ میرا مال چلا گیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور میری تمام دولت ختم ہوتی جائے گی اور میں بھوکا بھکاری بن جاؤں گا حالانکہ یہ ان کی سوچ کم ترین، کم فہم لوگوں جیسی ہے کیونکہ جو مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا جاتا ہے وہ بڑھتا رہتا ہے کم نہیں ہوتا، نظروں سے تو وہ کم ہوتا نظر آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بھی برکت نازل فرماتا ہے اور اس کا اجر آخرت میں بھی کثیر مقدار میں عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بے شمار فضائل ہیں جن کو سن کر بندے کا دل نرم ہو جاتا ہے اور خرچ کرنے کا ذہن بنتا ہے۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کو ظاہر کر دی ہیں جن کو سن کر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔

(۱) تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عزوجل

انفق الفق علیک

وقال

يد الله ملائ، لا يفيضها نققة ، سحاء الليل والنهار

وقال

ارأيتم ما انفق منذ خلق السماء والارض ، فانه لم يفيض ما في

يده

وكان عرشه على الماء وبيده الميزان،

(بخاری: کتاب التفسیر: من سورہ ہود: باب قولہ تعالیٰ وكان عرشہ علی الماء: ص: 677، ج: 2 قدیمی کتب خانہ

کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا

اور فرمایا

اللہ کا (ہاتھ) دست قدرت لبریز ہے۔ اسے خرچ کرنا خالی نہیں کر سکتا وہ دن اور

رات میں موسلا دھار بارش کی طرح خوب دینے والا ہے۔

اور فرمایا

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اس نے زمین و آسمان کو بنایا ہے کس قدر خرچ

کر ڈالا ہے؟ لیکن اس کے دست قدرت میں جو کچھ ہے اسی میں کوئی کمی نہیں آئی اور اس

کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دست قدرت میں عدل ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا دست قدرت لبریز ہے دن اور رات میں خرچ کرتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عزوجل

یا ابن آدم انفق انفق عليك

وقال

يمين الله ملائ سحاء لا يفيضها شيء الليل والنهار

(صحیح مسلم: کتاب الزکوٰۃ: باب الجف علی الفقہ ص 322 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہنچا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا

اور فرمایا کہ

اللہ (عزوجل) کا دست اقدس لبریز ہے رات اور دن میں خرچ کرتا ہے۔

اسے کوئی شے نہیں کم کر سکتی

(۳) اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ (عزوجل)

انفق یا ابن آدم انفق عليك

(بخاری: کتاب المغلات وفضل الفقہ: ص 805، ج 2: قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا۔

(۴) بے شک اللہ تعالیٰ کا دست راست خوب بھرا ہوا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان یمین اللہ ملائی، لا یضیضہا نفقۃ ارایتم ما انفق منذ

خلق السموات والارض فانه لم ینقص ما فی یمینہ وعرشہ

علی الماء وبیدہ الاخری الغیض والقبض یرفع ویخفض

(بخاری: کتاب التوحید: باب دکان عرشہ علی الماء: ص: 1103، ج: 2، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل کا دست راست خوب بھرا ہوا ہے۔ اسے خرچ کرنا خالی نہیں کرتا۔ کیا تم نے کبھی اندازہ لگایا ہے کہ جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ہیں۔ کس قدر خرچ کر ڈالا ہے لیکن اس سے اس میں کوئی کمی نہیں آئی جو کہ اس دست راست میں ہے اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دست قدرت میں فیض ہے۔

یا فرمایا کہ

قبض کرنا ہے وہ جس کو جی چاہے سر بلند کرتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔

(۴) جسے چاہتا ہے سر بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے جھکا دیتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال لی

انفق انفق علیک

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يمين الله ملائ لا يفيضها شيء سحاء الليل والنهار
ارأيتم ما انفق منذ خلق السموات والارض؟ فانه لم يفيض ما
في يمينه
قال

و عرشه على الماء وبيده الاخرى القبض يرفع وينخفض

(مسلم: ص 322، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا

تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا دست راست لبریز ہے۔ اس کو کوئی چیز خالی نہیں کر سکتی، رات دن

برسنے والا ہے: کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب سے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے کس قدر

خرچ کر ڈالا ہے لیکن پھر بھی اس کے دست راست میں جو کچھ ہے اس میں کیا تیری مخلوق

میں آگ سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ہاں! ہوا ہے

تو عرض کیا

اے ہمارے رب عزوجل!

کیا تیری مخلوق میں ہوا سے زیادہ طاقتور بھی کوئی چیز ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

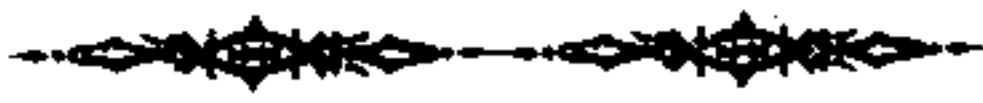
ہاں! ابن آدم! جو اپنے دائیں ہاتھ اس طرح صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ سے بھی

پوشیدہ رکھے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز اس کے راہ میں خرچ کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کو پسند فرماتا ہے اور خرچ کرنے والے سے راضی بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خرچ کرنے کا اسی لئے حکم فرمایا تا کہ میری راہ میں مال خرچ کریں اور میں ان کے مال کو پاکیزہ بنا دوں اور ان کے مال میں ایسی برکت عطا فرماؤں تا کہ ان کو اس مال خرچ کرنے کا صلہ مل جائے اور میں ان سے راضی ہو جاؤں اور ان کو اپنا خاص بندہ بنا کر قرب خاص عطا فرماؤں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا اظہار ہے۔ کیونکہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شکرگزاری کے لئے جھکتا رہتا ہے اور اس کو عبادت میں ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے اسے سرور حاصل نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنا سارا مال بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خرچ کر کے پھر بھی اس کی بارگاہ میں شکر ادا کرتا ہے۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اپنی امت کی اصلاح و تبلیغ کریں اور میں ان کو بخش دوں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کے فضائل اتنا نہیں ہیں جتنا فضائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر بے شمار انعامات نازل فرمائے ہیں جس کی خاص وجہ اور وسیلہ ہمارے آقا و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا، اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو نہ انسانوں کو پیدا فرماتا اور نہ ہی جنوں کو پیدا فرماتا۔

تو وسیلہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی وجہ سے اس امت پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات و انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو قحط میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے کثیر بندوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخلہ عطا فرمائے گے اور ان کی حتمی مغفرت فرمائے گے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل واضح ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے محبت کا اظہار ہے۔

(۱) میری رحمت سے جنت میں داخل کرو

عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تحشر هذه الامة على ثلاثة اصناف

صنف يدخلون الجنة بغير حساب

وصنف يحاسبون حسابا يسيرا ثم يدخلون الجنة

وصنف يجيئون على ظهورهم امثال الجبال الراسيات ذنوبا

فيسأ الله عنهم وهو اعلم بهم

فيقول

ما هؤلاء

فيقولون

هؤلاء عبيد من عبادك

فيقول

حطوها عنهم وجعلوها على اليهود والنصارى وادخلوها

برحمتي الجنة (مستدرک للحاکم: کتاب الایمان: ج: 1 ص: 126)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اس امت کا حشر تین قسم کا ہوگا

ایک گروہ وہ ہوگا جو جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل کر دیا جائے گا۔

ایک گروہ وہ ہوگا جس سے بہت آسان اور سہل حساب لیا جائے گا۔

ایک گروہ وہ ہوگا جو اس حال میں آئیں گے کہ ان کی پیٹھ پر بلند و بالا پہاڑوں کے

برابر گناہوں کا بوجھ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں پوچھے گا حالانکہ وہ ان کے حال کو بخوبی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ

یہ کون لوگ ہیں؟

فرشتے عرض کریں گے

یہ تیرے بندوں میں سے چند بندے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

یہ بوجھ ان کے اوپر سے ہٹا دو اور اس کو یہود و نصاریٰ کے اوپر لا دو اور ان کو میری

رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔

(۲) یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں عطا فرماتا ہوں

عن سالم بن عبد اللہ عن ائہ اخیرہ انه سمع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

يقول

انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم کما بین صلاة

العصر الی غروب الشمس اوتی اهل التوراة التوراة فعملوا

حتى اذا انتصف النهار عجزوا، فاعطوا قیراطاً قیراطاً ثم اوتی

اهل الانجیل الانجیل فعملوا الی صلاة العصر ثم عجزوا

فاعطوا قیراطاً قیراطاً ثم اوتینا القرآن فعملنا الی غروب

الشمس فاعطينا قیراطین قیراطین فقال اهل کتابین

ای ربنا اعطیت ہولاء قیراطین قیراطین واعطیتنا قیراطاً

قیراطاً ونحن کنا اکثر عملاً

قال قال اللہ عزوجل

هل ظلمتکم من اجرکم من شیء

قالوا

لا

قال

فہو فضلی اوتیہ من اشاء

(بخاری: کتاب مواقیب الصلوٰۃ: باب من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب، ص 143، حدیث: 557، بیروت)

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
آپ رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے ہوئے سنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت نماز عصر اور
غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔ اہل تورات کو تورات عطا کی گئی تو انہوں نے اس پر
دوپہر تک عمل کیا اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے۔ لہذا ان کو ایک قیراط اجر دیا گیا۔
پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے
لہذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر و ثواب دیا گیا۔

پھر ہمیں قرآن مجید عطا فرمایا گیا اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک عمل
کیا تو ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا۔

یہود و نصاریٰ نے عرض کیا

اے رب عزوجل: تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں ایک
ایک قیراط حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کیا میں نے تمہارے اجر و ثواب میں سے کچھ کم کیا ہے۔

انہوں نے جواب دیا

کچھ نہیں!

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(۳) آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالمگیر قحط میں ہلاک

نہ کروں گا

عن ثوبان رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ روی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها وان امتی

سیبلغ ملکها ماروی لی منها واعطیت الكنزین الاحمر

والابيض وانی سألت ربی لامتی ان لا یهلكها بسنة عامة وان

لا یسلط علیهم عدواً من سوی انفسهم فیستبیح بیضتهم

وان ربی قال یا محمد

انی قضیت قضاء فانه لا یرد وانی اعطیتک لامتک ان لا

اهلکهم بسنة عامة، وان لا اسلط علیهم عدواً من سوی

انفسهم یتستبیح بیضتهم ولو اجتمع علیهم من باقطارها

او قال

من بین اقطارها حتی یكون بعضهم یهلك بعضا ویسبی

بعضهم بعضاً

(مسلم: کتاب الفتن: باب ہلاک ہذہ الامۃ ببعضہم بعض: ص: 1413، حدیث: 7152 بیروت)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور جمع کر دیا تو میں نے زمین

کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں

تک پہنچ جائے گی جو میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی اور مجھے دو خزانے عطا

کئے گئے ایک لال اور ایک سفید اور میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت

کے لئے سوال کیا کہ اس کو عالم گیر قحط سے نہ ہلاک کرے اور ان کے علاوہ ان پر کوئی دشمن نہ مسلط کیا جائے، جو ان کی جانوں کو مباح کرے۔ میرے رب عزوجل نے ارشاد فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ رد نہیں کیا جاتا اور میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالم گیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا اور نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو جو ان کی جانوں کو مباح کرے اگرچہ ان کے خلاف زمین کی ہر طرف کے لوگ جمع ہو جائیں۔ ہاں البتہ اس امت ہی کے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض بعض کو قید کریں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کر دو

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

يقول الله عزوجل

يا آدم

ليقول

ليبك وسعديك والخير في يدك

ليقول

اخرج بعث النهار

قال

وما بعث النهار

قال

من كل الف تسع مائة وتسعة وتسعين، فعنده يشيب الصغير

وتصنع كل ذات حمل حملها وترى الناس سكارى وما هم

بسکاری ولكن عذاب الله شديداً

قالوا

يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

واينا ذلك الواحد

قال

ابشروا فان منكم رجلاً ومن ياجوج وماجوج الفأ

ثم قال

والذي نفسي بيده انى أرجوا ان تكونوا ربع اهل الجنة فكبرنا

فقال

ارجوا ان تكونوا ثلث اهل الجنة فكبرنا

فقال

ارجوا ان تكونوا نصف اهل الجنة فكبرنا

فقال

ما انتم فى الناس الا كالعشيرة السعداء فى جلد ثور ابيض او

كشعرة بيضاء فى جلد ثور اسود،

(بخاری: کتاب الانبياء: باب قصة ياجوج وماجوج: ص: 819، حدیث: 3348 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:!

اے آدم!

حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے

حاضر ہوں اور تمام اچھائیاں تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کرو

حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ

کون کون دوزخی ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے دوزخی ہیں

اس وقت (خوف و وحشت کی وجہ سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور (اضطراب

کی وجہ سے) حمل والی عورت کا حمل گر جائے گا، لوگ مدہوش نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ

نشے میں نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی اتنا شدید ہوگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک جنتی ہم میں سے کون سا شخص ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ خاطر جمع رکھو تم میں سے تو ایک آدمی جنتی ہوگا بھی مگر یا جوج ماجوج تو ہزار

کے ہزار دوزخی ہوں گے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ

(یعنی امت محمدیہ) تمام جنتیوں کا ایک چوتھائی ہو گے

ہم نے یہ سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مجھے تو یہ امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہوں گے

ہم نے پھر نعرہ لگایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دنیا کے تمام لوگوں کی بنسبت تمہاری تعداد ایسی ہی ہے جیسے سفید تیل کی کھال میں ایک کالا بال ہو یا کالے تیل کی کھال میں ایک سفید بال ہو۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلند درجہ مقام عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بوسیلہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مغفرت و جنت کی بشارت بھی سنائی ہے۔ اس امت کی برتری یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس عطا فرمائی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس امت پر قرآن مجید لاریب کتاب کے احکام نازل فرمائے پھر ان میں حلال و حرام کی تمیز بیان کر کے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خیر کثیر عطا فرمایا پھر اس امت پر سب سے بڑا انعام و احسان یہ فرمایا کہ سابقہ امتیں گناہ کرتی تھیں تو ان پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا تھا جو ان کو تباہ و برباد کر دیتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے یہ امت اگرچہ گناہوں کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اس امت پر سابقہ امتوں جیسا عذاب نازل نہیں فرماتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ مقام بھی عطا فرمایا ہے کہ اگر تم سے گناہ مرزد ہو جائیں تو میری بارگاہ سے مایوس ہرگز نہ ہوں۔ ہر بار میری بارگاہ میں توبہ و استغفار کرو میں تمہارے گناہوں کو معاف فرما دوں گا کیونکہ میں غفور و رحیم بھی ہوں اور اپنے بندوں پر کریم بھی ہوں۔

سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بقیہ امتوں کی نسبت اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے محبت کا اظہار

ہے۔

مصائب پر صبر کا اجر

بندے کی زندگی میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، کبھی اتنی خوشی ملتی ہے کہ بندہ غموں کو بھول جاتا ہے اور کبھی ایسا غم ملتا ہے کہ خوشیوں کو بھول جاتا ہے جس طرح خوشیاں زندگی کا حصہ ہیں۔ اسی طرح غم بھی زندگی کا حصہ ہیں۔ جب بندے کو کہیں سے خوشی ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت برتا ہے حتیٰ کہ اس خوشی میں اتنا لگن ہو جاتا ہے کہ بعض اوقات گناہ بھی کر بیٹھتا ہے جو کہ دنیا و آخرت میں بربادی کا سبب ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس خوشی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا، اس کی عبادت کرتا تا کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید خوشیوں سے مالا مال فرمائے۔ جب بندے کو غم ملتا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور مزید گناہوں کے دلدل میں پھنسنے کی کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقے سے بھی اس غم سے نجات حاصل ہو جائے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور اس کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتا، مسجد میں جا کر نوافل پڑھتا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور فرمادے، اور اس کی حاجت کو پورا فرمادے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل امر پیش آتا تو مسجد میں تشریف لے جاتے اور نوافل ادا فرماتے۔ جب بندہ مصائب پر صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نظریں جماتا ہے تا کہ میری پریشانی دور فرمادے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس صبر کے بدلے جنت کا وعدہ عطا فرماتا ہے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جس میں مصائب پر صبر کی وجہ سے جنت کی خبریں سنائی گئی ہے۔

(۱) میں ان دونوں کے بدلے اسے جنت دوں گا

عن انس بن مالك رضى الله عنه

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ان الله تعالى قال

اذا ابتلت عبدى بحبيبتيه فصبر عوضته منهما الجنة

(بخاری: کتاب الطب، ص: 116)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں آزمائش میں

ڈالوں اور وہ صبر کرے تو میں ان دونوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔

(۲) میرے ہاں اس کی جزا بس جنت ہی ہے

عن انس بن مالك رضى الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله عز وجل يقول

اذا اخذت كريمتى عبدى فى الدنيا لم يكن له جزاء عندى

الا الجنة (ترمذی: ج: 2، ص: 64)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

جب میں دنیا میں اپنے کسی بندے کی دو محبوب چیزیں لے لوں تو میرے ہاں اس

کی جزا بس جنت ہی ہے۔

اسی طرح ترمذی کی دوسری روایت میں یوں ہے:

قال

يقول الله عز وجل

من اذبت حبيته وصبر واحتسب لم ارض له ثواب الا

الجنة (ترمذی: سابق مرجع)

فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں جس کی دو محبوب چیزیں لے جاؤں اور وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے تو

میں اجر و ثواب کی مشکل میں اس کے لئے جنت سے کم پر راضی نہ ہوں گا۔

(۳) میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ

عن ابی موسیٰ لاشعری رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

اذا مات ولد العبد

قال الله لملائکته

قبضتم ولد عبدی؟

فیقولون

نعم

فیقول

قبضتم لمرءة فوادہ؟

فیقولون

نعم

فیقول

ماذا قال عبدی؟

فیقولون

حمدك واسترجع

فیقول الله

ابنو العبدی بیثاً فی الجنة وسموه بیت الحمد

(ترمذی: ابواب الجنائز: ص: 190)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کسی بندے کا بچہ مرجاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ

تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟

تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

جی ہاں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا تم نے اس کے دل کے ثمرہ کو واپس لے لیا؟

تو وہ عرض کرتے ہیں

جی ہاں

اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے

پھر میرے بندے نے کیا کہا؟

تو وہ عرض کرتے ہیں

الحمد لله، انا لله وانا اليه راجعون پڑھا

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(۴) یہ بخار میری آگ ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه عاد مریضاً ومعہ ابو ہریرۃ

من وعک کان بہ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أبشر

فان اللہ یقول

ہی نار ی اسلطا علی عبدی المؤمن فی الدنیا لتکون خظة

من النار فی الآخرة (ابن ماجہ: باب الحمی: ص: 182)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی جن کو بخار تھا اور حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خوش خبری ہو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

یہ بخار میری آگ ہے جسے دنیا میں اپنے مؤمن بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ

س کے لئے دوزخ کی آگ کے حصہ کا بدلہ بن جائے۔

(۵) تم بھی جاؤ اور تمہارے والدین بھی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ما من مسلمین یموت بینہما ثلاثة اولاد لم یبلغوا الحنث الا

ادخلہما اللہ بفضل رحمته ایاہم الجنة

قال

یقال لہم

ادخلو الجنة

فیقولون

حتی یدخل آباؤنا

فیقول

ادخلوا انتم و آباؤکم (نسائی: باب من یتوفی لہ ثلاثة اولاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی دو مسلمان ایسے نہیں ہیں کہ ان کی تین ایسی اولاد جو بالغ ہونے سے پہلے

جائے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل کرے گا

فرمایا

ان بچوں سے کہا جائے گا

جنت میں جاؤ

تو وہ عرض کریں گے

اس وقت جب ہمارے والدین بھی داخل ہو جائیں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تم بھی جاؤ اور تمہارے والدین بھی۔

(۶) میرے بندے کی میرے پاس جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
يقول اللہ تعالیٰ

ما لعبدی المؤمن عندی جزاء، اذا قبضت صفیة من اهل
الدنیا ثم احتسبه الا الجنة

(بخاری: کتاب الرقاق: باب العمل بتبعی بہ وجہ اللہ ص: 950، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

دنیا میں جب میں بندے کی محبوب اولاد اس سے لے لوں پھر وہ ثواب کی امید

رکھے تو میرے بندے کی میرے پاس جنت کے سوا کوئی جزا نہیں ہے۔

(۷) پڑھتا جا اور چڑھتا جا

اور ابن ماجہ میں اس طرح ہے

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

يقول اللہ سبحانہ

ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمة الاولى

لم ارض لك ثوابا الا الجنة

(ابن ماجہ: باب ماجاء فی الصبر علی المصیبة ص: 249)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

اے انسان! اگر تو صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے جب کہ صدمہ اولیٰ ہو تو میں تیرے لئے جنت کے ثواب پر ہی راضی ہوں گا۔

(۸) تیرے بیٹھے کی تیرے لئے استغفار کی وجہ سے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

القنطار اثناعشر الف اوقیۃ، کل اوقیۃ خیر مما بین

السموات والارض

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان الرجل لترفع درجته فی الجنة

فیقول

انی هذا؟

فیقال

باستغفار. ولدك لك (ابن ماجہ: باب ہر الوالدین ص: 203)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے

اس سے بہتر ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت میں کسی آدمی کا درجہ بڑھایا جاتا ہے

تو وہ عرض کرتا ہے۔

یہ کہاں سے ہوا؟

تو فرمایا جاتا ہے

تیرے بیٹے کی تیرے لئے استغفار کی وجہ سے

(۹) اگر میں نے اس کو وفات دی تو اسے جنت میں داخل کروں گا

عن عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ قال
اذا مرض العبد بعث اللہ تعالیٰ الیہ ملکین

فقال

انظر ماذا يقول لعواده؟ فان هو اذا جاؤہ حمد اللہ واثنی علیہ

رفعا ذالك الى اللہ عزوجل وهو اعلم

فيقول

لعبدی علی ان توفیتہ ان ادخلہ الجنة وان انا شفیتہ، ان ابدل

له لحماً خیراً من لحمه ودماً خیراً من دمه وان اکفر عنه سیأته

(موطا امام مالک: باب ما جاء فی فضل الریض: ص: 206)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتے ہیں

اور فرماتے ہیں

دیکھو وہ عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ چنانچہ اگر وہ ان کی آمد پر اللہ

عزوجل کی حمد و ثناء بیان کرتا ہے تو وہ فرشتے یہ بات اللہ عزوجل تک پہنچا دیتے ہیں

حالانکہ اللہ عزوجل کو ان سے زیادہ اس بات کا علم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اگر میں نے اس کو وفات دی تو اسے جنت

میں داخل کروں گا اور اگر میں نے اسے شفا دی تو اسے اس کے گوشت سے بہتر گوشت

اور اس کے خون سے بہتر خون عطا کروں گا اور اس کے گناہوں کو مٹا دوں گا۔

اعمال صالحہ کی وجہ سے اجر و ثواب کا انبار

اس عالم میں جب کوئی شخص کام کرتا ہے تو مالک اسے اس کی جزا دیتا ہے اگر وہ گناہ کرتا ہے تو پھر اسے سزا دیتا ہے یہ دنیا کا دستور چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح بندہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اس کی جزا عطا فرمائے گا اور گناہ کرنے پر اس کی سزا عطا فرمائے گا۔ بندہ جب گناہ کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ جب تک میرا بندہ گناہ نہ کرے تو اسے نہ لکھو۔ جب گناہ کر لے تو اسی کی مثل لکھو جو اس نے کیا ہے۔ اگر میرا بندہ میرے ڈر کی وجہ سے گناہ کو چھوڑ دے تو پھر ایک نیکی لکھ دو۔ پھر میرا بندہ جب نیکی کرنے کا ارادہ کرے لیکن کسی وجہ سے وہ نیکی نہ کر سکے تو اس ارادے کی وجہ سے بھی نیکی لکھ دو، اگر وہ نیکی کر لے تو اس کے لئے دس سے مائت سو گنا تک لکھ دو تو فرشتے اس بندے کے حق میں نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت رحیم و کریم ہے اور اپنے بندوں سے اس قدر محبت ہے کہ اپنے بندوں کی مغفرت کے لئے راستے بھی مقرر فرمادیتے جو مغفرت کا سبب بنتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ بندہ جو بھی اعمال صالحہ کرتا رہتا ہے اس کے نامہ اعمال میں اجر و ثواب کے انبار جمع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مقام وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو کر جنت کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جس میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اجر و ثواب کے انبار کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۱) جب میرا بندہ کوئی برائی کرنا چاہے تو اسے اس وقت نہ لکھو

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

يقول اللہ عزوجل

اذا ارادہ عبدی ان يعمل سيئة فلا تكتبوها عليه حتى يعملها

فان عملها فاكذبوها بمثلها وان تركها من اجلها فاكذبوها له

حسنة، واذا اراد عبدی ان يعمل حسنة فلم يعملها فاكذبوها

له حسنة فان عملها فاكذبوها له بعشر امثالها الى سبعمائة

ضعف

(بخاری: کتاب التوحید: باب یریدون ان یدلوا کلام اللہ ص 1117، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میرا بندہ کوئی برائی کرنا چاہے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو کہ جب تک کرنے لے اور اگر اسے کر لے تو اس کو گناہ کی مثل ہی لکھنا (یعنی زیادہ نہ لکھنا) اور اگر وہ اس گناہ کو میرے ڈر کی وجہ سے چھوڑ دے تو اس گناہ کو چھوڑنے کو بھی اس کے لئے ایک نیکی بنا کر لکھو اور جب میرا بندہ کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کر لے اور کرنے سے پہلے تو اس ارادے کو بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھو پھر اگر وہ اس نیکی کو کرے تو اس کے لئے دس نیکیوں سے سات سو گناہ تک لکھ دو۔

(۲) جو ایک نیکی لائے گا تو اس نیکی سے دس گنا اجر پائے گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال الله عز وجل

وقوله الحق اذا هم عبدى بحسنة فاكتبوها له حسنة فان
عملها فاكتبوها له بعشر امثالها واذا هم بسينة فلا تكتبوها
فان عملها فاكتبوها بمثلها فان تركها

وربما قال

لم يعمل بها فاكتبوها له حسنة ثم قرأ (من جاء بالحسنة فله
عشر امثالها) (ترمذی: باب سورة مريم: ص: 180)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور اللہ عزوجل کا فرمانا حق ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کر لے تو اس کے
اس ارادے کو بھی اس کے لئے نیکی لکھا کرو پھر اگر وہ اس کو کر لے تو اس کی اس نیکی کو اس
کے لئے دس گنا لکھو اور جب کسی برائی کا ارادہ کر لے تو تم اس برائی کے ارادے کو نہ لکھا
کرو۔ پھر وہ اگر اس برائی کو کر لے تو اس برائی کو کئے ہوئے کی مثل ہی لکھو

اور بعض اوقات یہ ارشاد فرمایا کہ

اگر وہ نہ کرے تو اس کے لئے نیکی لکھا کرو

پھر تلاوت فرمائی

جو ایک نیکی لائے گا تو اس نیکی سے دس گنا اجر پائے گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ عزوجل

قال

قال

ان الله كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله له عنده عشر حسنات الى سبعمائة ضعف الى اضعاف كثيرة، ومن هم سيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله سيئة واحدة (بخاری: کتاب الرقاق: ص: 961، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اچھائیوں اور برائیوں کو لکھنے کا حکم دیا پھر ان کو بیان فرما دیا پس جو شخص کسی اچھائی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کر نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے یہاں ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر وہ اس کا ارادہ کر کے اسے کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے یہاں اس کے لئے دس گنا نیکیوں سے لے کر سات سو گناہ سے ہوتے ہوئے اس سے بھی زیادہ لکھ دیتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامے میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر وہ اس کا ارادہ کر کے اسے کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامے میں صرف ایک ہی برائی لکھتا ہے۔

(۴) جب وہ اس کو گزرے تو ایک نیکی لکھ دو

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ عزوجل

اذا هم عبدی بسیئة فلا تکتبوا علیہ، فان عملها فاکتبوا
سئة و اذا هم بحسنة فلم یعملها فاکتبوا حسنة، فان عملها
فاکتبوا عشراً

(مسلم: کتاب الایمان: باب تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس والنواطر بالقلب ص: 78 ج: 2 قدیمی کتب خانہ
کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میرا بندہ کسی برائی کے کرنے کا ارادہ کر لے تو اس کو تم نہ لکھا کرو پھر جب وہ
اس کو گزرے تو ایک گناہ لکھ دو اور جب وہ کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اسے عمل میں نہ
لائے تو بھی ایک نیکی لکھ دو اور اگر اسے کبھی لے تو دس نیکیاں لکھ۔

(۵) جب وہ برائی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کرے تو میں اسے نہیں لکھتا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عزوجل

اذا هم عبدی بحسنة ولم یعملها کتبتہا لہ حسنة، فان عملها

کتبتہا لہ عشر حسنات الی سبعمائة ضعف، و اذا هم بسیئة

ولم یعملها لم اکتبها علیہ فان عملها کتبتہا سیئة واحدة

(مسلم: گزشتہ باب: ص: 78)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میرا بندہ کسی اچھے کام کا ارادہ کرے اور اسے انجام نہ دے سکے تو میں اس کے لئے ایک اچھائی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اسے کر لے تو اس کے لئے دس گنا سے سات گنا تک لکھ دیتا ہوں اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کرے تو میں اسے نہیں لکھتا اور اگر وہ اسے کر لے تو صرف ایک گنا ہی لکھتا ہوں۔

(۶) اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ گناہ کر لے تو وہی گناہ لکھ لینا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ عزوجل

اذا تحدث عبدی بان یعمل حسنة فانا اکتبہا لہ حسنة ما لم

یعمل فاذا عملها فانا اکتبہا لہ بعشر امثالها واذا تحدث بان

یعمل سيئة فانا اغفرها لہ ما لم یعملها فاذا عملها فانا اکتبہا

لہ بمثلها

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قالت الملائكة

رب: ذاك عبدك يريد ان یعمل سيئة وهو البصر به

فقال

ارقبوه فان عملها فاكتبوها لہ بمثلها، وان تركها فاكتبوها لہ

حسنة انما تركها من جرای

(مسلم: کتاب الایمان: باب تجاوز عن حدیث النفس، ص: 78 ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے میں اس کے لئے اس ارادے پر ہی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور یہ تب تک ہے کہ جب اس نے اسے نہ کیا ہو اور جب وہ اسے کر لے تو اس کا ثواب دس گنا میں اس کے لئے لکھ دیتا ہوں اور جب وہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس وقت اس سے درگزر کرتا ہوں جب تک اسے کرنے لے اور جب بندہ اس گناہ کو کر لیتا ہے تو میں اس کے لئے ویسے ہی گناہ لکھ دیتا ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ فرشتوں نے کہا کہ

اے ہمارے رب! یہ تیرا بندہ ہے جو یہ چاہ رہا ہے کہ گناہ کرے حالانکہ اللہ عزوجل تو اس کو زیادہ دیکھنے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اس کی نگرانی کرتے رہو اگر یہ گناہ کر لے تو وہی گناہ لکھ لینا اور اگر چھوڑ دے تو اس کے بدلے ایک نیکی لکھ لینا اس لئے کہ اس گناہ کو اس نے میری وجہ سے چھوڑا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو ایک ہی گناہ لکھتا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ

عزوجل

قال

ان اللہ کتب الحسنات والسیئات ثم بین ذالک فمن ہم

بحسنة فلم یعملها کتبها اللہ عنده حسنة كاملة فان ہم بها

فعملها کتبها اللہ عنده عشر حسنات الی سیمائة ضعف الی

اضعاف كثيرة وان ہم بسیئة فلم یعملها کتبها اللہ عنده

حسنة كاملة فان هم بها فعملها كتبها الله سيئة واحدة

(مسلم: کتاب الایمان: باب تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس..... ص: 78، ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے نقل فرمایا

اور فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اچھائیاں اور برائیاں مقرر فرمادیں پھر انہیں واضح کر کے بیان کر دیا لہذا جو شخص نیکی کا ارادہ کر لے اور پھر نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر وہ ارادہ کر لے پھر اس پر عمل کر لے تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو دس گنا سے سات گنا سے بے شمار گنا تک لکھ دیتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کر کے اسے نہ کر سکے تو بھی اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کے لئے ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کر لے پھر اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو ایک ہی گناہ لکھتا ہے۔

(۸) جو شخص مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک

ہاتھ قریب ہوتا ہوں

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول اللہ تبارک وتعالیٰ

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها او ازید؛ ومن جاء بالسيئة

فجزاء سيئة سيئة مثلها او اغفر ومن تقرب مني شبراً تقربت

اليه ذراعاً ومن تقرب مني ذراعاً تقربت منه باعاً ومن اتاني

بمشي اتيته هرولة ومن لقيني بقراب الارض خطيئة ثم لا

يشرك بي شيئاً لقيت به بمثلها مغفرة

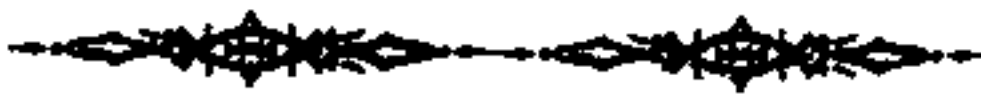
(ابن ماجہ: باب فضل العمل، ص: 1255، حدیث: 3821 بیروت)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

جو نیکی کرتا ہے تو اس کو دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور جو شخص برائی کرتا
ہے تو اس کا بدلہ اس جیسی ایک ہی برائی ہے یا میں وہ بھی معاف کر دیتا ہوں اور جو شخص مجھ
سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے
ایک ذراع قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع (یعنی دونوں بازو پھیلا کر کھولے
جائیں تو جو فاصلہ بنتا ہے اتنا) قریب ہوتا ہوں اور جو میری جانب چل کر آتا ہے میں اس
کی جانب دوڑ کر آتا ہوں اور جو مجھ سے زمین کے برابر گناہوں کے ساتھ ملے گا لیکن وہ
میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوگا تو میں اتنی مقدار میں اس کی مغفرت فرما دوں گا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

ان تمام احادیث قدسیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے عمل کی جزا
خیر کثیر عطا فرماتا ہے اور ان کی مغفرت بھی فرماتا ہے اور یہ اپنے بندوں سے محبت ہے۔



اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کا قیامت کے دن

حاضر ہونا

اس عالم کے اندر جو شخص بھی آئے گا اس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ چاہے کوئی بادشاہ ہو یا وزیر ہو یا عام بندہ ہو ہر بندے نے ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا کو خیر آباد کر دینا ہے۔ کسی کو موت گھر میں آئے گی کسی کو گلیوں میں، کسی کو بازاروں میں، کسی کو سمندروں میں، کسی کو دریاؤں میں، کسی کو ندیوں میں اور کسی کو سڑکوں پر لیکن موت تو یقینی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کا جنازہ بھی ہو گا یا نہیں، قبر نصیب ہوگی یا نہیں آخر کار تمام بندوں نے موت کا مزہ چکھ کر اس دنیا کو خیر آباد کہہ دینا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہے گا ہر چیز فنا ہو جائے گی اور اسی وحدہ لا شریک کا نام باقی رہے گا جس کو جہاں موت آئے گی اسے وہاں سے زندہ کر کے محشر کے دن اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا۔ جب بندوں کو محشر کے دن کھڑا کیا جائے گا تو اس وقت بندوں سے ان کے اعمال نامہ کا حساب ہوگا۔

خوف کی وجہ سے ہر طرف افراتفری ہوگی کہ ہمارے ساتھ آج کیا بنے گا۔ کوئی کسی کا نہ ہوگا حتیٰ کہ اولاد و والدین کی نہ ہوگی والدین اولاد کے نہ ہوں گے۔ بھائی بہنوں کے نہ ہوں گے اور بہن بھائیوں کی نہ ہوں گی، اگر کسی کے نامہ اعمال میں ایک نیکی بھی کم ہوئی تو کوئی نیکی کسی کو دینے کے لئے تیار نہ ہوگا، ہر شخص یہ ہی چاہے گا کہ میں آج جنت میں چلا جاؤں حتیٰ کہ حساب و کتاب شروع ہوگا ہر چیز بندے کے خلاف گواہی دے گی۔ اگر وہ کسی گناہ کا انکار کرے گا تو جس چیز کے ساتھ اس نے گناہ کیا تھا وہ اقرار کر لے گی

کہ اس نے گناہ کیا تھا۔ اگر وہ نیک ہوا تو جنت میں داخل ہوگا اور اگر گناہ گار ہوا تو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا پھر جس نے گناہ کئے تھے وہ پچھتائے گا کہ کاش اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لیتا آج جنت میں تو ہوتا مگر اس وقت سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں حساب و کتاب کا ذکر ہے۔

(۱) میں نے دنیا میں ان گناہوں کا پر وہ رکھا

عن صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ

قال

بینا ابن عمر یطوف ، اذ عرض له رجل

فقال

یا عبدالرحمن

او قال

یا ابن عمر

هل سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النجوى؟

فقال

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول

یدنی المؤمن ربہ

وقال هشام

یدنو المؤمن (ای منہ ربہ) حتی یضع علیہ کنفۃ فیقرره

بذنوبہ تعرف ذنب کذا؟

یقول

اعرف

يقول

رب اعرف مرتين

فيقول

سترتها في الدنيا واغفرها لك اليوم ثم تطوى صحيفة

حسناته واما الآخرون او الكفار فينادى على رؤوس الاشهاد

هولاء الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظالمين

(بخاری: کتاب التفسیر: من سورہ ہود علیہ السلام ص: 278، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا

اسی دوران کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے ایک شخص ان کے

پاس آیا

اور کہا

اے عبدالرحمان

یا فرمایا

اے ابن عمر

کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنا ہے؟

تو فرمایا

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا

اور ہشام نے کہا

مومن قریب ہوگا (یعنی اپنے رب کے) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کا پردہ ڈال

دے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اعتراف کرائے گا کہ دیکھ! تجھے فلاں گناہ یاد ہے وہ

فلاں گناہ یاد ہے۔

تو عرض کرے گا

جی ہاں: مجھے یاد ہے دو مرتبہ کہے گا، اے رب مجھے یاد ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا

میں نے دنیا میں ان گناہوں کا پردہ رکھا اور آج کے دن میں تجھے یہاں بھی معاف کرتا ہوں پھر اس کی نیکیوں کا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا اور جہاں تک باقی دوسرے لوگوں کا تعلق ہے یا کفار کا تعلق ہے تو ان کے لئے سب کے سامنے یہ ندا ہوگی

یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ باتیں لگائی تھیں۔
سنو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(۲) کیا میں نے تمہاری طرف رسول نہیں بھیجے تھے

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ یقول

كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءه رجلان

احدهما يشكو العيلة

والآخر يشكو قطع السبيل

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اما قطع السبيل فانه لا ياتي عليك الا قليل حتى تخرج

العير الى مكة بغير خفير واما العيلة فان الساعة لا تقوم حتى

يطوف احدكم بصدقته لا يجد من يقبلها منه، ثم ليقفن

احدكم بين يدي الله ليس بينه وبينه حجاب ولا ترجمان

يترجم له

ثم ليقولن له

الم اوتك مالا؟

فليقولن

بلى

ثم ليقولن

الم ارسل اليك رسولا

فليقولن

بلى

فينظر عن يمينه فلا يرى الا النار، ثم ينظر عن شماله فلا يرى

الا النار فليتقن احدكم النار، ولو بشق مرة فان لم يجد

فكلمة طيبة

(بخاری: کتاب الزکوٰۃ: باب الصدقة قبل الرد: ص: 190، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ دو آدمی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

س حاضر ہوئے۔ ایک آدمی ان میں سے فقر و فاقہ کی شکایت کر رہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہاں تک راستے کو قطع کرنے کا تعلق ہے تو یاد رکھو تم پر تھوڑا ہی عرصہ گزرے گا کہ تم

ہو گے کہ قافلہ مکہ سے بغیر محافظ کے نکلے گا اور جہاں تک فقر و فاقہ کا تعلق ہے تو یاد رکھو

امت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک وہ وقت نہ آجائے کہ تم میں سے ایک شخص اپنا

مدد لے کر پھرنے گا لیکن کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا پھر تم میں سے ہر شخص اللہ

تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب اور ترجمان نہ ہو

پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا
کیا میں نے تجھے مال عطا نہیں کیا تھا؟
وہ عرض کرے گا
کیوں نہیں!

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا
کیا میں نے تمہاری طرف رسول نہیں بھیجے تھے؟
وہ عرض کرے گا
کیوں نہیں!

پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا اور آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا پھر اپنی بائیں
جانب دیکھے گا تو بھی آگ ہی آگ دیکھے گا لہذا میں تم سے ہر شخص کو چاہئے کہ آگ سے
بچے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی سے کیوں نہ ہو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اچھا
بات کے ذریعے جہنم ہی سے بچے۔

(۳) کیا انہوں نے تمہیں پہنچا دیا تھا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یجسی نوح وامتہ

فیقول اللہ تعالیٰ

هل بلغت

لیقول

نعم : ای رب

لیقول لامتہ

هل بلغكم

فيقولون

لا: ما جاءنا من بنى

فيقول لنوح -

من يشهدك

فيقول

محمد صلى الله عليه وسلم، وامتة فنشهد انه قد بلغ وهو

قوله جل ذكره وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء

على الناس

(بخاری: باب من انتظر جس: 134، حدیث: 3339: بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت آئے گی

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا آپ نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا

تو وہ عرض کریں گے

جی ہاں! اے میرے رب عزوجل

تو اللہ تعالیٰ ان کی امت سے ارشاد فرمائے گا

کیا انہوں نے تمہیں پہنچا دیا تھا

تو وہ عرض کریں گے

نہیں: ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا تھا

تو اللہ تعالیٰ حضرت نوح (علیہ السلام) سے ارشاد فرمائے گا

آپ کا گواہ کون ہے
 آپ (علیہ السلام) عرض کریں گے
 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت:
 چنانچہ ہم گواہی دیں گے کہ انہوں نے تبلیغ کی تھی اور اسی کا ذکر اللہ عزوجل کے کلام
 میں ہے۔

وكذلك جعلناكم امة ولسطالتكونوا شهداء على امة
 وسطالتكونوا
 شهداء على الناس

(۴) کیا میں نے تجھے کان، آنکھ اور مال و اولاد نہ دی تھی

عن ابی ہریرۃ و ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما
 قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یوتی العبد یوم القیامۃ

فیقول اللہ لہ

الم اجعل لك سمعا وبصراً ومالاً وولداً وسخرت لك الانعام

والحرث وترکتک تراس وتربع؟ فکنت تظن انک ملاقی

یومک هذا

قال فیقول لا

فیقول لہ

الیوم انساک کما نسبتی

(سنن ترمذی: ص: 619، حدیث: 2448 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا

تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

کیا میں نے تجھے کان، آنکھ اور مال و اولاد نہ دی تھی اور تیرے لئے جانوروں، چوپایوں کو مسخر نہ کیا تھا؟ اور میں نے تجھے مہلت نہ دی تھی کہ سردار بنے اور مال غنیمت کا چوتھا حصہ وصول کر لے کیا تجھے یقین تھا کہ آج کے دن مجھ سے ملے گا۔

تو وہ عرض کرے گا

نہیں

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

آج میں بھی تجھے اسی طرح بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔

(۵) تمہاری گواہی کون دیتا ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یحییٰ النبی ومعہ الرجلان ویحییٰ النبی ومعہ الثلاثة واكثر

من ذالك و اقل

فیقال له

هل بلغت قومك

فیقول

نعم

فیدعی قومہ

فیقال

هل بلغكم؟

فيقولون

لا

فيقال

من شهدك؟

فيقول

محمد (صلى الله عليه وسلم) وامتة

فيدعى امة محمد (صلى الله عليه وسلم)

فيقال

هل بلغ هذا؟

فيقولون

نعم

فيقول

وما علمكم بذلك

فيقولون

اخبرنا نبينا بذلك، ان الرسل قد بلغوا فصدقناه

قال

لذالكم قوله تعالى

وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس

ويكون الرسول عليكم شهيدا

(سنن ابن ماجه: باب ما جاء في امة محمد (صلى الله عليه وسلم) ص: 1432، ج: 2 حديث: 4284 بيروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ایک نبی آئے گا ان کے ساتھ دو آدمی ہوں گے اور ایک نبی آئے گا تو ان کے
ساتھ تین آدمی ہوں گے۔ اسی طرح اس سے زیادہ اور کم بھی ہوں گے۔

ان سے فرمایا جائے گا

کیا آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی؟

وہ عرض کریں گے

جی ہاں!

چنانچہ ان کی قوم کو بلایا جائے گا

اور ان سے فرمایا جائے گا

کیا نبی نے تمہیں (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟

تو وہ عرض کریں گے

نہیں

پھر (انبیاء کرام علیہم السلام) سے فرمایا جائے گا

تمہاری گواہی کون دیتا ہے؟

نبی (علیہ السلام) عرض کرے گا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا

اور ارشاد فرمایا جائے گا

کیا اس نبی (علیہ السلام) نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟

تو وہ عرض کریں گے

جی ہاں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تمہیں اس کا کیسے علم ہے؟

امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لوگ عرض کریں گے کہ

ہمارے نبی (علیہ السلام) نے ہمیں اس کی خبر دی تھی کہ رسولوں نے آپ کا پیغام

پہنچا دیا تھا

تو ہم نے ان کی تصدیق کی۔

فرمایا

یہ مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُونَ

الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

(۶) میں نے تجھے عطا کیا اور خوب دیا

عن انس رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یجاء بابن آدم یوم القیامة کانه بذج فیوقف بین یدی اللہ

فیقول اللہ له

اعطیتک و خولتک و انعمت علیک فماذا صنعت ؟

فیقول

یا رب اجمعته و ثمرته فترکتہ اکثر ما کان فارجنی آتک به

فاذا عبدلم یقدم خیراً فیمضی به الی النار

(ترمذی: ص: 618 حدیث: 2427 ہر دت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن ابن آدم کو اس طرح لایا جائے گا گویا کہ وہ دبنے کا بچہ ہو
پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔
پس اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا
میں نے تجھے عطا کیا اور تجھے خوب دیا اور میں نے تجھ پر انعام کیا پھر تو نے کیا کچھ
کیا؟

تو وہ عرض کرے گا

اے رب! میں نے اسے جمع کیا، بڑھایا اور پہلے سے زیادہ بنا کر چھوڑ دیا۔ آپ
مجھے واپس بھیج دیں میں وہ سب کچھ لے کر آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ وہ ایسا شخص ہوگا
جس نے کوئی نیک کام پہلے سے آگے نہ بھیجا ہوگا، لہذا اسے دوزخ کی طرف لے جایا
جائے گا۔

(۷) آج تیرا نفس ہی شاہد بننے کے لئے کافی ہے

عن انس بن مالك رضي الله عنه

قال

كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك

فقال

هل تدرون مم اضحك

قلنا

الله ورسوله اعلم

قال

من مخاطبة العبد ربه عز وجل

يقول

یا رب الم تجرنی من الظلم

قال

يقول

بلی

قال

فيقول

فانی لا اجیز علی نفسی الا شاهداً منی

قال

فيقول

کفی بنفسک الیوم شهیداً وبالکرام الکاتبین شهوداً

قال

فيختم علی فیہ

فيقال لا رکانہ انطقی

قال

فتنطق باعماله

قال

ثم یخلی بینہ وبين الکلام

قال

يقول

بعداً لکن وستھا فعنک کنت انا ضل

(مسلم: باب حدیث ثانیہ... ص: 218، حدیث: 7629 بروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا کہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔

پھر ارشاد فرمایا

کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس بات پر ہنسا ہوں؟

ہم نے عرض کیا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں

تو ارشاد فرمایا

بندہ اپنے رب عزوجل سے جو گفتگو کرے گا

چنانچہ وہ غرض کرے گا

اے میرے رب عزوجل! کیا آپ نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا تھا؟

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیوں نہیں

ارشاد فرمایا

وہ کہے گا

بس تو پھر میں اپنے خلاف اس گواہ کی گواہی مانوں گا جو خود مجھ سے ہو

ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

آج تیرا نفس ہی شاہد بننے کے لئے اور کرانا کا تبین گواہ بننے کے لئے کافی ہیں

ارشاد فرمایا

اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے فرمایا جائے گا کہ گواہی دو

ارشاد فرمایا

وہ اعضاء اس کے کرتوت بتلائیں گے

ارشاد فرمایا

پھر اس کے اور کلام کے درمیان رکاوٹ ختم کر دی جائے گی

ارشاد فرمایا

وہ کہے گا

تمہارے لئے دوری اور ہلاکت ہو میں تو تمہاری ہی طرف سے مدافعت کر رہا

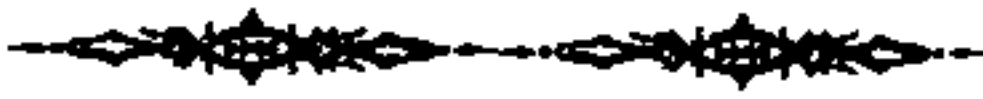
تھا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

قیامت کے دن بندہ کے نامہ اعمال کام آئیں گے اگر اعمال ٹھیک ہوئے تو اللہ

تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا اور اگر اعمال برے ہوئے تو ہلاکت مقدر بنے گی۔ یہ سب

کچھ اسے اس سے حاصل ہوگا جو وہ کما کر گیا تھا یا کسی نے نیک عمل بھیجا تھا۔



اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس عالم میں پیدا فرمایا پھر ان کو صاف ستھرا رزق عطا فرمایا تاکہ میرے بندے میرا رزق کھا کر میرا شکر ادا کریں اور میری عبادت کر کے مجھے راضی کریں۔ جب اللہ تعالیٰ کو بندہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کے رزق اور اس کی نیک خواہشات کو پورا فرماتا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر کامل یقین و بھروسہ رکھے اور وہ تمام افعال انجام لائے جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر عمل کرے گا تو جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرے گا تو وہ ضرور پوری ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گمان کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے۔ اگر بالفرض وہ چیز نہ بھی اس عالم میں ملی تو اس کا بدلہ آخرت میں عطا کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس بندے کے حق میں بہتر ہو۔

درج ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱) میں اپنے بندے کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے

گمان کرتا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان الله يقول

ان عند ظن عبدى بى وانا معه اذا دعانى

(سنن ترمذی: باب حسن الظن بالله: ص: 596، حدیث: 2388 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے گمان کرتا ہے اور

جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(۲) اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول الله سبحانه

انا عند ظن عبدى بى وانا معه حين يذكرنى، فان ذكرنى فى

نفسه ذكرتہ فى نفسى، وان ذكرنى فى ملا ذكرتہ فى ملا

خير منه، وان اقترب الى شبرا اقتربت اليه ذراعاً وان اتانى

يمشى اليته هرولة

(ابن ماجہ: باب فضل العمل: ص: 1255، حدیث: 3822 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق فیصلہ فرماتا ہوں اور میں

کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ مجھے اکیلے یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجلس سے بہتر مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میری جانب بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی جانب ہوتا ہوں اور اگر وہ چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر چلتا ہوں۔

(۳) اگر وہ کسی مجمع میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر میں

اسے یاد کرتا ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يقول اللہ تعالیٰ

انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی

نفسہ ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرته فی ملا

خیر منهم وان تقرب الی بشر تقربت الیہ ذراعاً وان تقرب

الی ذراعاً تقربت الیہ بالما وان اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ

(بخاری: باب قول اللہ تعالیٰ: ص: 2694 حدیث: 6970 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں ویسا ہی کرتا ہوں جیسا کہ بندے کا میرے متعلق گمان ہوتا ہے اور جب وہ

مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں چنانچہ اگر وہ تنہا مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی

اس کو تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر میں

اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میری جانب آتا ہے میں ایک باع (دو پھیلے

ہوئے ہاتھ) اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری جانب آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی جانب آتا ہوں۔

(۴) اگر وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب بھاگ کر

آتا ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول اللہ سبحانہ

انا عند ظن عبدی بی وانا معہ حین یدکونی، فان ذکرنی فی

نفسہ ذکرته فی نفسی، وان ذکرنی فی ملا ذکرته فی ملا

خیر منہم وان اقترب الی شبراً اقتربت منہ ذراعاً وان اقترب

الی ذراعاً اقتربت الیہ باعاً وان اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ

(ابن ماجہ: باب حسن الظن باللہ ص 581: حدیث: 3603 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے

ساتھ ہوں پس اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے

کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے مجمع میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتے

ہیں اور اگر وہ میری جانب ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک اس کے قریب ہوں

ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا تو میں ایک باع سے قریب ہوتا ہوں اور اگر

وہ میری جانب چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب بھاگ کر آتا ہوں۔

☆ اس روایت سے ملتے جلتے الفاظ میں صحیح مسلم کی روایت میں اس طرح ہے۔

وانا معہ حین یدکرنی ان ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی

وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاہم خیر منہم

ترجمہ: میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اکیلا

یاد کرتا ہے تو میں اس کو اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد

کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتے

ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

جب اللہ تعالیٰ کو بندہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی یاد فرماتا ہے اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو

اکیلا یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو اکیلے یاد فرماتا ہے۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو کسی

مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو فرشتوں کی جماعت میں یاد کرتا ہے

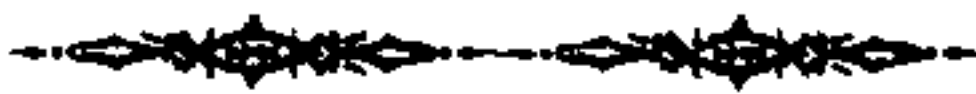
اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ویسے فرماتا ہے جس کا وہ اللہ تعالیٰ سے گمان رکھتا

ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اچھا گمان رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

سے مانگی ہے تو کامل یقین رکھیں کہ وہ ضرور ملے گی کیونکہ وہ ذات اقدس ہی ایسی ہے کہ

سب نیک مرادیں والتجائیں پوری فرماتا ہے اور اگر دنیا میں نہ ملے تو آخرت پر یقین

رکھیں کہ وہاں اس دعا کا بدلہ دیا جائے گا۔



روزوں کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا تاکہ میرے بندے میری عبادت کر کے میری بارگاہ میں رضا حاصل کریں اور میں ان سے راضی ہو جاؤں۔ جس طرح نماز اور صاحب استطاعت پر حج فرض ہے اسی طرح روزہ بھی فرض ہے، روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت و رضا حاصل کرنے کا سبب ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کی جزا خود اللہ تعالیٰ نے دینی ہے۔ روزہ سے بندہ بھوک پیاس برداشت کرتا ہے اور آنکھوں کو بے حیائی اور زبان کو بدکلامی اور پاؤں کو برے راستے پر چلنے سے روکتا اور ہاتھوں کو ناجائز چیز اٹھانے سے روکتا ہے۔

روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزے دار قیامت کے دن خوش حال ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہوگی۔

درج ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

(۱) روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال

ان اللہ تعالیٰ يقول

الصوم لی وانا اجزی بہ وللصائم فرحتان
حين يفطر

وحین یلقی ربہ

والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من
ریح المسک:

(سنن نسائی: ج ۱: ۴۳۸، حدیث: ۲۲۲۳، باب فضل الصیام: بیروت)

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں کہ

فرمایا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

جب وہ افطار کرتا ہے

اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے

منہ کی بو اللہ (عزوجل) کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔

(۲) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول

الصوم لی وانا اجزی بہ

وللصائم فرحتان

اذا افطر فرح

و اذا لقی ربہ فجزا فرح

والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من

ریح المسک:

(سنن نسائی: باب ذکر الاختلاف: ص: 441، حدیث: 2225 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے

اور جب اللہ تعالیٰ سے ملے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے تو خوش ہو جائے گا اس

ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بواللہ (عزوجل) کے

ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

(۳) روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے

زیادہ عمدہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ عزوجل

کل عمل ابن آدم له، الا الصیام ہولی وانا اجزی بہ الصیام

جنة، فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان

شاتمہ احد او قاتلہ

فلیقل

انی امر و صائم، والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فی الصائم

اطیب عند اللہ من ریح المسک

(سنن نسائی: باب ذکر الاختلاف: ص: 442، حدیث: 2226 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا

بدلہ دوں گا روزہ تو ڈھال ہے جب کسی دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ گندی بات کر

لے اور نہ ہی چلائے بلکہ اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے

تو یوں کہہ دے کہ

بھائی میں تو روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ

وسلم) کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ (عزوجل) کے ہاں مشک کی خوشبو سے

زیادہ عمدہ ہے۔

(۴) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے

زیادہ پیاری ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

يقول اللہ عزوجل:

الصوم لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ واکلہ وشربه من اجلی،

والصوم جنة والصائم فرحان

فرحة حين يفطر

و فرحة حين يلقى ربه

ولخلاف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك:

(بخاری: باب قول اللہ تعالیٰ، ص: 356، حدیث: 7492 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، روزہ دار اپنی شہوت، اپنا کھانا،

اپنا پینا میری وجہ سے چھوڑتا ہے اور روزہ ڈھال ہے۔

اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے

اور ایک اسی وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

اور روزہ کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔

ایک اور حدیث میں یوں بھی ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

والذی نفسی بیدہ لخلوف فی الصائم اطیب عند اللہ من ریح

المسک

(موطا امام مالک: باب جامع الصیام: ص: 416 حدیث: 691 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، روزہ کے منہ کی اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔

(۵) ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات گنا تک ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہن

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

ان ربکم یقول

کل حسنة بعشر امثالها الى سماعه ضعف والصوم لی وانا

اجزی به الصوم جنة من النار ولخلاف فی الصائم اطیب عند

اللہ من ریح المسک وان جهل علی احدکم جاهل وهو صائم

فلیقل

انی صائم

(سنن ترمذی: باب فضل الصیام: ص: 300، ج: 769 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

بے شک تمہارا رب (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے

ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی

اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ آگ سے ڈھال ہے اور روزہ کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں

مشک کی خوشبو سے بھی عمدہ ہے۔ اگر تم میں سے کوئی روزہ دار ہو اور کوئی جاہل اس کے

سامنے جہالت کا اظہار کرے تو اسے چاہئے کہ اس سے کہہ دے میں تو روزہ دار ہوں۔

(۶) روزہ ڈھال ہے

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

الصيام جنة فلا يرفث ولا تجهل وان امرؤ قاتله او شاتمته

فليقل

انى صائم مرتين، والذى نفسى بيده لخلوف فى الصائم،

اطيب عند الله من ريح المسك يترك طعامه وشرابه وشهوته

من اجلى الصيام لى وانا اجزى به والحسنة بعشر امثالها

(بخارى: باب ما جاء فى الصيام: ص: 170، حديث: 1894 بيروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

روزہ ڈھال ہے لہذا روزہ رکھنے والا نہ گندی بات کرے نہ جاہلوں والے کام

کرے، اگر کوئی اس سے جھگڑا یہی کرے یا اسے برا بھلا کہے تو کہہ دے کہ

میں روزہ دار ہوں، یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان

ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بول اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ

ہے وہ اپنا کھانا اور پینا اور شہوت میری وجہ سے چھوڑتا ہے۔ روزہ تو میرے لئے ہے اور

میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

(۷) ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب بڑھتا رہتا ہے

عن ابى هريرة رضى الله عنه

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنه بعشر امثالها الى سبعمائة

ضعف الى ما شاء الله

يقول الله

الا الصيام فانه لى وانا اجزى به، يدع شهوته وطعامه من

اجلى

للصائم فرحتان

فرحة عند فطره

وفرحة عند لقاء ربه ولخلاف في الصائم اطيب عند الله من

ريح المسك .

(ابن ماجہ: باب ماجاء فضل الصيام: ص: 210، حدیث: 1707 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

ابن آدم کا ہر عمل کا ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر

سات سو تک ملتا ہے اور اس سے زائد جتنا اللہ عزوجل چاہیں اتنا ہی ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مگر روزہ وہ تو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ یہ روزہ دار اپنی

خواہشات کو اپنے کھانے کو میری وجہ سے چھوڑتا ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں

ایک خوشی تو افطار کے وقت ہے

اور ایک خوشی اپنے رب عزوجل سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور البتہ روزہ

دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۸) ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے مگر روزہ میرے لئے ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ

ولخلاف لہم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک:

(بخاری: باب ما یذکر فی المسک: ص: 479، حدیث: 5927 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ -

اللہ تعالیٰ کو روزہ دار بہت محبوب ہے جب وہ روزہ رکھ کر پورا دن بھوک، پیاس برداشت کرتا ہے اور اپنی آنکھوں کو بری جگہ دیکھنے سے روکتا ہے اور اپنی زبان کو برے الفاظ کے ساتھ ادا کرنے سے روکتا ہے اور اپنے قدموں کو بری جگہوں پر لے جانے سے روکتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو بری چیزیں اٹھانے سے روکتا ہے تو جب افطار کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خوشی عطا فرماتا ہے کہ اس وقت بندے کو یہ خوشی حاصل ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ آج کا روزہ پورا ہو گیا ہے اور وہ اسی خوشی میں روزہ افطار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دوسری خوشی اس وقت عطا فرمائے گا جب اللہ تعالیٰ سے بندہ ملاقات کا شرف حاصل کرے گا۔ روزہ دار دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہے۔ دنیا میں اس طرح کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور آخرت میں اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو کر جنت النعیم مقام عطا فرمائے گا۔ یہ روزہ دار کی سب سے بڑی خوشی اور نوید رحمت ہے۔



نوافل کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا تا کہ میرے بندے میری عبادت کر کے میری بارگاہ میں مقبولیت حاصل کریں اور میں ان سے راضی ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے بندہ اپنے رب کو کبھی تو فرائض کے ذریعے راضی کرتا رہتا ہے اور کبھی واجبات کے ذریعے اپنے رب کو راضی کرتا رہتا ہے لیکن نوافل کے ذریعے اپنے رب عزوجل کو راضی کرنا بندے کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کیونکہ فرائض و واجبات تو ہم پر اس طرح فرض و واجب ہیں جس طرح ہم پر فرض و واجب کئے گئے لیکن نوافل ہم پر فرض و واجب نہیں بلکہ یہ الگ ایک ایسی عبادت ہے جس میں بندہ اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کبھی تو راتوں کو اپنی آنکھوں کو آرام کرنے سے چھٹکارا دے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لمبے لمبے سجدے کرتا رہتا ہے اور کبھی تو دن کے وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا رہتا ہے۔ نوافلی عبادات اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اس کی مقدس بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نوافل ادا کرتا رہتا ہے، راتوں کو جاگ جاگ کر ذکر و اذکار کرتا رہتا ہے۔ ایک مقام وہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالتا ہے پھر اس بندے کا قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے خالق و مالک سے جا ملتا ہے۔ اور یہ سب سے بڑی کامیابی و کامرانی ہے۔

(۱) دیکھو کیا تمہیں اس کے پاس کوئی نوافل بھی نظر آتے ہیں؟

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ صلاتہ، فان وجدت

تامة کتبت تامة وان کان انتقض منها شیء

قال

انظرو اهل تجدون له من تطوع، یکمل له ما ضیع من فريضة

من تطوعه ثم سائر الاعمال تجری علی حسب ذالك:

(سنن نسائی: الحاسبۃ علی الصلوٰۃ، ص: 260، حدیث: 470 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کا جس چیز کا حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہوگی

اگر وہ کامل نکلی تو اسے کامل لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ ناقص نکلی تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو کیا تمہیں اس کے پاس کوئی نوافل بھی نظر آتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ

سے اس کی فرائض کی کمی کو دور کیا جاسکے؟ پھر اس کے تمام اعمال کا حساب اسی طرح

ہوگا۔

(۲) میں تیری کفایت دن کے آخر تک کروں گا

عن نعیم بن ہماز رضی اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

یقول اللہ عزوجل

یا ابن آدم لا تعجزنی من اربع رکعات فی اول نهارک

اکفک آخرہ ۔

(ابوداؤد: باب صلاة النفل: ص: 412، حدیث: 1289 بیروت)

نعیم بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ابن آدم تو دن کے شروع میں چار رکعات پڑھنے سے عاجز نہ آئیں تیری کفایت
دن کے آخر تک کروں گا۔

(۳) اے آدم کے بیٹے! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار

رکعات پڑھ لیا کر

عن ابی درداء رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم

عن اللہ عزوجل قال

ابن آدم ارکع لی من اول النہار اربع رکعات اکفک آخرہ

(ترمذی: باب ماجاء صلاة النفل: ص: 325، حدیث: 477 بیروت)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اے آدم کے بیٹے! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعات پڑھ لیا کر میں

دن کے آخر تک تیری کفایت کروں گا۔

(۴) دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نیکی نفل بھی ہے

عن حرب بن قبیصة رضی اللہ عنہ قال

قدمت المدينة

قال قلت

اللهم يسر لي جليسا صالحا فجلست الى ابي هريرة رضي
الله عنه

قال فقلت

اني دعوت الله عزوجل ان يسير لي جليسا صالحا
فحدثني بحدث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم
لعل الله ان ينفعني به

قال

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول

ان اول ما يحاسب به العبد بصلاته، فان صلحت
فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر

قال همام

لا ادري هذا من كلام قتاده او من الرواية فان انتقص من
فريفته شيء .

قال

انظروا: هل لعبدى من تطوع؟ فيكمل ما نقص من الفريضة
ثم يكون سائر عمله على نحو ذلك:

(سنن نسائي: باب الحاسبة على الصلاة: ص: 259، حديث: 469، برواية)

حضرت حرث بن قبيصة رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ

میں مدینہ المنورہ آیا اور دعا کی کہ: اے اللہ مجھے نیک صالح ساتھی عطا فرما دو۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا۔

اور میں نے ان سے عرض کیا۔

میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ اے اللہ عزوجل! مجھے نیک صالح ساتھی عطا فرما۔ لہذا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، یقیناً اللہ عزوجل مجھے اس سے نفع پہنچائے گا۔

تو فرمایا کہ

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب سے پہلی چیز جس کا بندے سے حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہے اگر وہ صحیح نکلی تو وہ فلاح پا گیا اور کامیاب ہو اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ شخص ناکام و نامراد ہو۔

ہمام نے کہا ہے کہ

مجھے معلوم نہیں کہ یہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے یا روایت کے الفاظ ہیں اگر اس کے فرض میں کوئی کمی ہوئی تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل نیکی بھی ہے لہذا ان سے فرائض کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا پھر اس کے دوسرے اعمال کا معاملہ بھی اسی طرح ہوگا۔

(۵) میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں

عن تمیم الداری رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلواته، فان اكملها

كتبت له نافلة فان لم يكن اكملها

قال الله سبحانه لملائكة

انظروا اهل تجدون لعبدی من تطوع، فاكملوا بهما ما ضيع من

فريضته ثم توخذ الاعمال على حسب ذلك

(ابن ماجہ: باب ما جاء فی اول ما يحاسب به العبد الصلواته ص: 103، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

قیامت کے دن بندہ کا سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب کتاب ہوگا اگر

اس نے اسے پورا ادا کیا تو اس کے لئے زائد اجر و ثواب لکھ دیا جائے گا اور اگر اس نے اسے مکمل طور سے ادا نہیں کیا ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائے گا کہ

دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں؟ ان سے اس کے فرائض کی کمی پوری

کردو پھر دوسرے اعمال میں بھی اس کے مطابق ہوگا۔

(۶) آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اتانی ربی فی احسن صورة

فقال

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

قلت

لیک ربی وسعدیک

قال

فیم یختصم الملا الاعلیٰ

قلت

ربی لا ادری: فوضع یدہ بین کتفی، فوجدت بردھا بین یدینی

فعملت ما بین المشرق والمغرب

قال

يا محمد (صلى الله عليه وسلم)

فيم يختص الملا الاعلى

قلت

في الدرجات والكفارات وفي نقل الاقدام الى الجماعات

واسباغ الوضوء في المكروهات وانتظار الصلاة بعد الصلاة

ومن يحافظ عليهن عاش بخير ومات بخير وكان من ذنوبه

كيوم ولدته امة

(سنن ترمذی: باب من سورہ ص: 47، حدیث: 3542 بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرا رب میرے پاس بہترین شکل و صورت میں تشریف لایا

اور ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

اے میرے رب میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا

میرے رب عزوجل مجھے تو پتہ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے

کاندھے کے درمیان رکھا تو مجھے اس کی ٹھنڈک سینے میں محسوس ہونے لگی اور میں مشرق

و مغرب کو جان لیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ اے میرے رب عزوجل!
تو ارشاد فرمایا

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟
تو میں نے عرض کیا

درجات اور کفارات کے بارے میں اور جماعت (کی نمازوں) کی جانب اٹھنے
والے قدموں (کے ثواب) کے بارے میں اور تکلیف کے وقت میں اچھی طرح سے
وضو کرنے کے بارے میں اور جو شخص ان باتوں کی حفاظت کرے گا وہ خیر و عافیت کے
ساتھ زندگی گزارے گا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہی مرے گا اور گناہوں سے ایسا صاف
ستھرا ہوگا جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہوا۔

(۷) درجات حاصل کرنے کا ذریعہ نوافل ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اتانی ربی فی احسن صورة

قال

احسبه فی المنام؟

قال

کذا فی الحدیث

فقال

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

هل تدري فيم يختصم الملا الاعلى؟

قال

قلت

لا

قال

فوضع يده بين كتفي حتى وجدت بردها بين ثديي

او قال

في نحري فعملت ما في السموات وما في الارض

قال

يا محمد (صلى الله عليه وسلم)

هل تدري فيم، يختصم الملا الاعلى؟

قلت

نعم

قال

في الكفارات والكفارات المكث في المساجد بعد الصلوات

والمشي على الاقدام الى الجماعات وانباغ الوضوء على

المكارة، ومن فعل ذلك عاش بخير ومات بخير وكان من

خطيته كيوم ولدته امه

وقال

يا محمد (صلى الله عليه وسلم)

اذ صليت فقل

اللهم اسألك فعل الخيرات وترك المنكرات وحب

المساكين واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضني اليك غير مفتون

قال

وللدرجات افشاء اسلام واطعام الطعام والصلوة بالليل

والناس نيام

(سنن ترمذی: باب من سورۃ ص: 46، حدیث: 3541 بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس میرا رب عزوجل بہترین شکل و صورت میں تشریف لائے

فرمایا

میرا خیال ہے کہ یہ خواب کی بات ہے

فرمایا کہ

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آسمان کے رہنے والے فرشتے کس چیز کے بارے میں

جھگڑ رہے ہیں۔

فرمایا

میں نے عرض کیا

نہیں!

فرمایا

پھر اللہ عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ

کہ مجھے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس ہونے لگی۔

یا فرمایا کہ

گلے کے پاس معلوم ہونے لگی:

چنانچہ مجھے وہ سب معلوم ہو گیا جو آسمانوں میں یا زمین میں ہے

تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آسمان کے مکین فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا

جی ہاں

کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور کفارہ یہ چیز بنا کرتی ہیں

نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور جماعتوں کی طرف پیدل چل کر جان اور تکلیف کے

وقت وضو کو اچھی طرح کرنا اور جو ایسا کرے گا وہ خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے

ساتھ ہی مرے گا اور گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا کہ گویا آج ہی ماں نے

جنا ہے۔

اور ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب آپ نماز پڑھا کریں تو یہ دعا کریں۔

اے اللہ عزوجل میں آپ سے اچھے کام کرنے کی اور برے کام چھوڑنے اور

مسکینوں کی محبت کی توفیق مانگتا ہوں اور جب آپ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالنا

چاہیں تو مجھے بغیر کسی اجلا و آزمائش کے اپنے پاس بلا لیجئے۔

اور فرمایا کہ

درجات حاصل کرنے کا ذریعہ یہ اعمال ہیں۔

سلام کا پھیلاتا

کھانا کھلانا

اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

(۸) میں اپنے رب عزوجل کے سامنے ہوں اور وہ نہایت شاندار

صورت میں ہے

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

فقال

احتبس عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداة من صلاة الصبح حتی کدنا نترابا عین الشمس فخرج سریعاً فتوب بالصلاة:

فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتجاوز فی صلاته فلما سلم دعا بصوته

قال لنا

علی مصافکم كما انتم ثم انفتل الینا

ثم قال

اما انی سأحدثکم ما حسبنی عنکم الغداة، انی قمت من اللیل فتوضات وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلاتی حتی استثقلت، فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورة

فقال

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

قلت

لیک رب

قال

فيم يختصم الملاء الاعلى

قلت

لا ادري قالها ثلاثاً

قال

فرايته وضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد انامله بين ثديي

فتجلى لي كل شيء وعرفت

فقال

يا محمد (صلى الله عليه وسلم)

قلت

ليك رب

قال

فيم يختصم الملاء الاعلى

قلت

في الكفارات

قال

ماهن

قال مشي الاقدام الى الحسنات والجلوس في المساجد

بعد الصلوات واسباغ الوضوء حين الكريهات

قال

فيم

قلت

اطعام الطعام

ولين الكلام

والصلاة بالليل والناس نيام

قال

سل؟

قلت

اللهم اسألك فتعل الخيرات وتترك المنكرات وحب
المساكين وان تغفر لي وترحمني واذا اردت فتنة قوم فتوفني
غير مفتون اسألك حبك وحب من يحبك وحب عمل يقرب
الي حبك

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

انها حق فادرسوها ثم تعلموها

(سنن ترمذی: باب من سورہ ص: 368 حدیث: 3235 بیروت)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس فجر کی نماز کے لئے تشریف نہ
لائے حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ کو نکلتا ہوا دیکھ لیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے نکلے اور نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کو مختصر کیا جب سلام پھیر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بلند آواز سے ہمیں پکارتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جہاں پر ہو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھو۔
پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری طرف متوجہ ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

میں ابھی تمہیں یہ بتلا دوں گا کہ صبح کی نماز میں آنے سے مجھے کس چیز نے روکے
رکھا۔ میں رات کو اٹھا وضو کیا اور جتنا اللہ عزوجل کو منظور تھا نماز پڑھ لی پھر مجھے نماز میں

اونگھ آگئی حتیٰ کہ گہری نیند آگئی۔ اچانک کیا دیکھا کہ میں اپنے رب عزوجل کے سامنے ہوں اور وہ نہایت شاندار صورت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

اے میرے رب عزوجل میں حاضر ہوں

فرمایا

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں

میں نے عرض کیا

مجھے معلوم نہیں تین مرتبہ یہ بات دہرائی

فرماتے ہیں کہ

پھر میں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے اپنی مقدس ہتھیلی میرے کندھوں کے درمیان رکھی حتیٰ کہ میں نے اپنے سینے میں ان کے پوروں کی ٹھنڈک محسوس کی اور ہر چیز کھل کر میرے سامنے آگئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔

پھر ارشاد فرمایا

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے عرض کیا

اے میرے رب عزوجل میں حاضر ہوں

فرمایا

آسمان کے فرشتے کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟

میں نے عرض کیا

کفارہ بن جانے والی چیزوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں

ارشاد فرمایا

وہ چیزیں کیا ہیں

عرض کیا کہ

نیکیوں کی جانب چل کر جانا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور تکلیف کے

وقت اچھی طرح وضو کرنا

ارشاد فرمایا

اور کس چیز کے بارے میں

میں نے عرض کیا

کھانا کھلانا

اور نرم گفتگو کرنا

اور اس وقت رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں

ارشاد فرمایا

مانگو

میں نے عرض کیا

اے اللہ عزوجل آپ سے اچھا کام کرنے اور برائیوں کو چھوڑنے اور مساکین

وغرباء کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ آپ میری مغفرت فرمادیتے اور آپ جب کسی

قوم کو فتنہ و آزمائش میں ڈالنا چاہیں تو مجھے کسی فتنے اور آزمائش میں مبتلا کئے بغیر ہی اٹھا

لیں میں آپ سے آپ کی محبت اور اس کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو آپ سے محبت رکھتا

ہو اور ایسے عمل کی محبت کا جو مجھے آپ کی محبت کے قریب کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ کلمات حق ہیں لہذا انہیں یاد کرو اور سیکھو

(۹) کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

اول ما یحاسب بہ العبد صلاتہ فان کان اکملہا والا

قال اللہ عزوجل

انظروا اهل لعبدی من تطوع فان وجدلہ تطوع

قال

اکملوا بہ الفریضۃ

(سنن نسائی: باب الحاسبۃ علی الصلوٰۃ: ص: 216، حدیث: 471 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن بندے کی جس چیز کا حساب سب سے پہلے ہوگا وہ اس کی نماز ہے

پس اگر وہ پوری نکلی تو ٹھیک ورنہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نوافل ہیں اگر نوافل آئے تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ان کے ذریعہ سے فرائض کی کمی پوری کر دو

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے کہ جب قیامت کے دن ہر طرف

افرا تفری ہوگی کوئی کسی کا نہ ہوگا اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم و کرم فرمائے گا کہ

اگر بندوں کی نیکیاں کم ہو رہی ہوں گی تو نوافل کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا فرما کر ان

سے راضی ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ اسے نوافل ادا کرنے کی برکت سے حاصل ہوگا کیونکہ

بندہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے راتوں کو جاگ کر نفل ادا کرتا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے خوف گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا اور ان میں ایسے احکام بھی نازل فرمائے تاکہ میرا بندہ ان پر عمل کر کے میرا قرب حاصل کر لے اور ایسے احکام بھی نازل فرمائے جو کہ بندے کے لئے مفید اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ میرے بندوں کو گناہوں سے بچنے کی تلقین کریں اور نیک عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے خوف و ڈر کی وجہ سے گناہوں سے رک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف فرمانے والا ہے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں بندے کے خوف و ڈر کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔

(۱) تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

کان رجل یسرف علی نفسه فلما حضرہ الموت

قال لینیہ

اذا نامت فاحرقونی، ثم اطحنونی، ثم ذرونی فی الریح فواللہ

لئن قدر علی ربی لیعذبنی عذابا ما عذبه احدًا، فلما ما تفعل

به ذالك فامر الله تعالى الارض

فقال

اجمعي ما فيك منه ففعلت فاذا هو قائم

فقال

ما جملك على ما صنعت؟

قال

يا رب خشيتك حملتني ففقر له

(بخاری: باب حدثنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: ص: 200، حدیث: 3481 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

ایک شخص بہت گناہ کرتا تھا پس جب وہ مرنے لگا تو

اپنے بیٹوں سے کہا کہ

جب میں مرجاؤں تو مجھے جلاؤ الناپھر پس ڈالنا پھر جب ہوا میں اڑا دینا اس لئے

کہ بخدا اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچ گیا تو وہ مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو کسی کو بھی

ندیا ہوگا، پھر جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا

تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اور فرمایا کہ

اس کے جو ذرات تیرے اندر ہیں انہیں جمع کر تو زمین نے کر دیا۔

چنانچہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا تو

اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ

تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا

تو اس نے کہا کہ

اے میرے رب! آپ (عزوجل) کے خوف مجھے اس پر آمادہ کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ

نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۴) جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اسرف رجل علی نفسه فلما حضرہ الموت اوصی بنیہ

فقال

اذا مت فاحرقونی ثم استحقونی ثم اذرونی فی البحر

فواللہ لئن قدر علی ربی لיעذبنی عذابا ما عذبه احداً ففعلوا

ذالك به

فقال للارض

ادی ما اخذت فاذا هو قائم

فقال له

ما حملك علی ما صنعت؟

قال

خشيتك يارب او مخافتك فغفر له بذلك:

(مسلم: باب فی سحر رحمۃ: ص: 481، حدیث: 7157 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنی کو وصیت کی

اور کہا کہ

جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا پھر پیس ڈالنا اور سمندر میں بہا دینا۔ بخدا اگر اللہ

تعالیٰ نے میری گرفت کر لی تو وہ مجھے سخت عذاب دے گا ایسا جو کسی کو نہ دیا ہوگا چنانچہ

آہوں نے ایسا ہی کیا

تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ

جو کچھ تم نے لیا ہے واپس لے آؤ چنانچہ وہ شخص حاضر ہو گیا

تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ

تم نے جو کچھ کیا وہ کیوں کیا؟

تو اس نے عرض کیا

آپ (عزوجل) کے خوف کی وجہ سے چنانچہ اس پر اللہ عزوجل نے اس کی

مغفرت کر دی۔

(۳) تو نے جو کچھ لیا وہ واپس دے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

اسرف رجل علی نفسه فلما حضرہ الموت اوصی بنیہ

فقال

اذا مت فاحرقونی ثم استحقونی ثم ذرونی فی الریح فی

البحر، فواللہ لئن قدر علی ربی لیعذبنی عذاباً ما عذبہ احداً

قال

ففعلوا بہ ذالک

فقال للارض

ادی ما اخذت فاذا هو قائم

فقال لہ

ما حملک علی ما صنعت؟

قال

خشيتك او مخافتك يارب فغفر له لذلك

(ابن ماجہ: باب ذکر التوبہ: ص: 461، حدیث: 4396 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو

وصیت کی

اور کہا

جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر پیس دینا پھر مجھے ہوا میں سمندر میں ڈال دے

کیونکہ بخدا اگر اللہ عزوجل کا مجھ پر پکڑ ہوا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ جو کسی کو نہ دیا ہوگا

فرمایا

پھر انہوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا

تو اللہ تعالیٰ نے زمین سے فرمایا

تو نے جو کچھ لیا ہے وہ واپس دے، پس وہ شخص سامنے کھڑا ہوا تو

اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا

تم نے جو کچھ کیا کس نے مجبور کیا؟

اس نے کہا

اے رب آپ (عزوجل) کے خوف نے، چنانچہ اس بات کی وجہ سے اللہ عزوجل

نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۴) اس کام پر تجھے کس نے ابھارا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم

ان رجلاً كان قبلكم رغبه الله مالاً

فقال لبيته

لما حضراى اب كنت لكم

قالوا

خير اب!

قال

فانى لم اعمل خيراً قط، فاذا مت فاحرق قونى ثم استحقونى،

ثم ذرونى فى يوم عاصف ففعلوا فجمعه الله عز وجل

فقال

ما حملك

قال

مخافتك فتلقاه برحمته

(بخارى: باب ام حسب ان..... ص: 1283، حدیث: 3292 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

بے شک تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا تھا

جب وہ مرنے لگا تو

اپنے بیٹوں سے کہا

میں تمہارا کیسا باپ تھا؟

تو انہوں نے کہا

بہترین باپ تھے

تو اس نے کہا

میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر مجھے پیس ڈالنا

پھر تیز ہواؤں والے دن میری راکھ اڑا دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا

اور فرمایا کہ

اس کام پر تجھے کس نے ابھارا؟

اس نے عرض کیا کہ

تیرے ڈرنے، چٹانچہ اللہ عزوجل نے اس پر رحم فرمادیا

(۵) جب میں مرجاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں اکٹھی کرنا

قال عقبہ ہو ابن عمرو الانصاری لحذيفة رضى الله عنهما

الا تحدثنا ما سمعت من النبي صلى الله عليه وسلم

قال

سمعتہ يقول

ان رجلاً حضره الموت لما ايس من الحياة اوصى اهله اذا

مت فاجمعوا لي خطباً كثيراً ثم اوردوا ناراً حتى اذا اكلت

لحمي وخلصت الي عظمي فجدوها فاطحنوها فذروني في

اليوم في يوم حار اوراح فجمعه الله

فقال

لم فعلت

قال

خشيتك فغفر له

(بخاری: باب حدیث ابو...: 198، حدیث: 3479 بیروت)

حضرت عقبہ بن عامر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ

آپ ہمیں وہ نہیں سنائیں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟

تو انہوں نے فرمایا

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

ایک آدمی مرنے لگا جب زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں اکٹھی کرنا پھر ان میں آگ جلانا حتیٰ کہ وہ آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے تو تم اسے پکڑ کر پیس دینا اور سخت گرم ہواؤں والے دن یا گرم دن میں اسے پانی میں بہا دینا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا

اور فرمایا

تو نے یہ معاملہ کیوں کیا

اس نے عرض کیا

آپ (عزوجل) کے خوف کی وجہ سے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما

دی

(۶) تمہارے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

اسرف عبد علی بنفسہ حتی حضرته الوفاة

قال لاهلہ

اذا الامت فاحرقونی ثم اذرونی فی الريح فی البحر، فواللہ

لئن قدر اللہ علی لیعبہنی عذابا: لا یعبہ احداً من خلقہ

قال

ففعل اہلہ ذالک

قال اللہ عزوجل لكل شیء اخذ منه شیئاً ادما اخذت فاذا هو

قائم

قال الله عزوجل

ما حملك على ما صنعت؟

قال

خشيتك فغفر الله له

(سنن نسائی: باب ارواح المؤمنین: ص: 260، حدیث: 2091 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

ایک شخص نے بہت زیادہ گناہ کئے حتیٰ کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو

اپنے گھروالوں سے کہا کہ

جب میں مر جاؤں تو مجھے جلاؤ الننا اور پھر میری راکھ کو سمندر میں ہوا میں اڑا دینا، بہا

دینا، اس لئے کہ بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہ دیا

ہوگا۔

فرمایا کہ

اس کے گھروالوں نے اس کے ساتھ ایسے ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو جس کے پاس اس کی راکھ کا کچھ حصہ تھا یہ حکم دیا کہ

تمہارے پاس جو کچھ ہے حاضر کرو، چنانچہ وہ سامنے کھڑا کر دیا گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جو کچھ تم نے کیا اس پر تمہیں کس نے آمادہ کیا

تو اس نے عرض کیا

تیری خشیت نے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۷) جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال

رجل لم يعمل خیراً قط، اذا مات فحرقوه واذروا نصفه فی

البر، ونصفه فی البحر، فواللہ لئن قدر اللہ علیہ ليعذبه، عذابا

لا یعذبه احداً من العالمین فامر اللہ البحر فجمع ما فیہ وامر

البر فجمع ما فیہ

ثم قال

لم فعلت

قال

من خشیتک وانت اعلم بغفرلہ

(بخاری: باب یریدون ان یهدوا کلام اللہ، ص: 1117، ج: 2، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص جس نے کبھی نیک عمل نہ کیا تھا یہ کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا

اور میری آدمی را کہ خشکی میں اڑا دینا اور آدمی سمندر میں بہا دینا اس لئے کہ بخدا، اگر اللہ

تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے سخت عذاب دے گا جو عالمین میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اس نے سمندر میں موجود را کہ کو جمع کر دیا اور خشکی

کو حکم دیا اس نے خشکی میں موجود تمام را کہ کو اکٹھا کر لیا

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

تو نے ایسا کیوں کیا

اس نے عرض کیا کہ

آپ (عزوجل) کے ڈر کی وجہ سے اور آپ (عزوجل) تو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(۸) میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا

قال عقبہ بن عمرو لحذیفة رضی اللہ عنہما

الا تحدثنا ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال

انی سمعته یقول

ان مع الدجال اذا خرج ماءً وناراً، فاما الذی یرى الناس انه

ماء بارد، واما لذی یرى الناس انه ماء بار دفنار تحرق فمن

ادرك منکم فیلقع فی الذی یرى انها نار فانه عذب بارد

قال حذیفة

و سمعته یقول

ان رجلاً کان فیمن کان قبلکم اتاه الملك لیقبض روحه

فقیل له

هل عملت من خیر

قال

ما اعلم

قیل له

انظر

قال

ما اعلم شیئاً غیر انی کنت ابایع الناس فی الدنیا واجازیهم

فانظر الموسر واتجاوز عن المعسر، فادخله اللہ الجنة

قال

وسمعتہ يقول

ان رجلاً حضره الموت فلما يشس من الحياه او صى اهله اذا
انامت فاجمعوا لى حطباً كثيراً واولقوا فيه ناراً حتى اذا
اكلت لحمى وخلصت الى عظمى فامتحتت فخذوها
فاطحنوها ثم انظروا يوماً راحاً فاذروه فى اليم ففعلوا فجمعه
الله

فقال له

لم فعلت ذلك

قال

من خشيتك فغفر الله له

قال عقبه بن عمرو رضى الله عنه

الاسمعتہ يقول

ذاك وكان نباشاً

(بخاری: کتاب الانبياء، ص: 491، ج: 1، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عمر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا
کیا آپ ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنی ہو؟

تو انہوں نے فرمایا

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے

جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں
گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس چیز کو لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ جلا ڈالنے والی آگ ہوگی

لہذا تم میں سے جو شخص اسے پائے اسے چاہئے کہ وہ اس میں گر جائے جسے وہ آگ سمجھ رہا ہو کیونکہ آگ ٹھنڈی اور شیریں پانی کی مانند ہوگی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تم سے پہلی امتوں میں ایک آدمی تھا اس کے پاس روح قبض کرنے والا فرشتہ آیا تاکہ اس کی روح نکالے تو اس شخص نے کہا مجھے پتہ نہیں کہ میرے پاس کوئی نیکی ہے اس سے کہا گیا کہ دیکھ لے تو اس نے کہا

میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ مالدار کو ڈھیل دیا کرتا اور تنگدست سے درگزر کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی بات پر اسے جنت میں داخل فرمایا۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

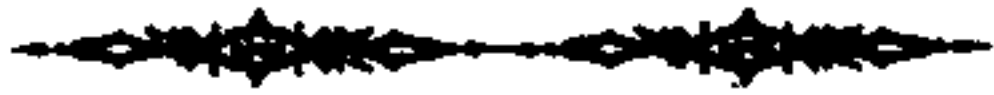
میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

ایک شخص کی موت کا وقت قریب آیا پس جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو بہت سی لکڑیاں جمع کرنا اور ان کو اچھی طرح دھکا دینا پھر جب آگ میرے گوشت کو ختم کر کے میری ہڈیوں تک پہنچ جائے اور میں جل کر خاکستر ہو جاؤں تو اسے جمع کر کے پس لینا پھر تم تیز ہواؤں والے دن اس خاک کو ہوا میں اڑا دینا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا۔

پھر اس سے فرمایا کہ

تو نے ایسا کیوں کیا؟
 تو اس نے عرض کیا کہ
 تیرے خوف کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔
 حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
 میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
 وہ شخص کفن چور تھا۔
 ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ بے حد رحیم و کریم ہے اور اپنے بندوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تمام راستے ارشاد فرمادئے کہ یہ راستہ میری طرف تمہارے لئے کامیابی کا ذریعہ ہے اور یہ راستہ تمہارے لئے خطرناک اور عذاب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بندہ جب خوف کی وجہ سے گناہ کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتا ہے اور اس کے گناہوں پر پردہ ڈال کر آخرت کے دن ہمیشہ کے لئے راضی ہو جائے گا۔



شُرک اور برائیوں سے نہ بچنے پر وعیدیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا تا کہ میرے بندے میری عبادت کریں اور ان گناہوں سے بچیں جن سے میں نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی وحدہ لا شریک ہے۔ نہ تو اسے کسی نے جتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے وہ سب کا پالنے والا ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے چھوڑ دے گا اور قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ ایسی ہیں جن میں شرک کرنے والے کے لئے وعیدیں ہیں۔

(۱) میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عزوجل

انا اغنی الشرکاء عن الشرک فمن عمل عملاً اشرك فیہ

غیری فانا منہ برئ وهو للذی اشرك

(ابن ماجہ: باب الریاء والسمہ: ص: 398، حدیث: 4342 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بے شرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں لہذا جو شخص کوئی ایسا عمل کرے گا جس میں

کسی اور کو شریک کرے گا تو میں اس سے بری ہوں اور وہ عمل اس کے لئے ہوگا جس کو اس نے شریک کیا ہے۔

(۲) میں شریکوں میں غنی ترین ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

انا اغنی الشركاء عن الشرك من عمل عملاً أشرك فيه غیري

ترکته وشركه (بخاری: باب من اشرك في عمل من: 57، حدیث: 7666 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں شریکوں میں سے غنی ترین ہوں۔ جو شخص کوئی ایسا عمل کرے گا جس میں

میرے علاوہ کسی اور کو شریک کرے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

(۳) کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے ہیں

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اللہ قال

لقد خلقت خلقا السنتهم احلی من العسل وقلوبهم امر من

الصبر فبی حلفت لا تبخینهم فتنة تدع الحليم منهم حيران

فبی یفترون ام علی یجتزلون

(ترمذی: باب تخریج فی آخر..... من: 244، حدیث: 2585 بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا جن کی زبانیں شہداء سے زیادہ شیریں اور ان
کے دیلو ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان پر
ایسا فتنہ مسلط کروں گا جو حلیم و بردبار کو بھی حیران کر دے گا۔ کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے
دھوکے میں پڑ گئے ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں۔

(۴) ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا جو سمجھدار اور بردبار کو حیران کر دے گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالذین یلبسون

للناس جلود الضان من اللین الستھم احلی من السكر

وقلوبھم قلوب الذئاب

یقول اللہ عزوجل

ابی یفترون ام علی یجترون فی حلفت لا بعثن علی اولئک

منھم فتنة تدع الحلیم منھم حیرانا

(ترمذی: باب یخرج فی آخر الزمان: ص: 243، حدیث: 2584 بروایت)

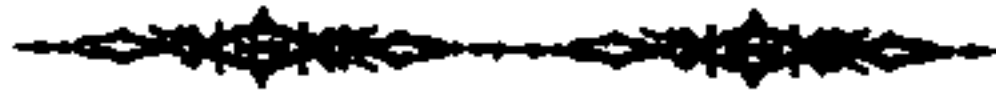
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

آخری زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا کو دین کے ذریعے حاصل
کریں گے۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے دینوں کی کھال پہنیں گے ان کی زبانیں چینی سے
زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل ان کے بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

کیا وہ میری ڈھیل کی وجہ سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا مجھ پر جری ہو گئے ہیں۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان پر ایسا فتنہ مقرر کروں گا جو سمجھدار اور مرد بار کو حیران کر دے گا۔



شکم مادر میں بندے کی پرورش

اللہ تعالیٰ نے جب بندے کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے اسے اس کی والدہ کے شکم میں رکھاتا کہ وہ وہاں پر پرورش پائے پھر اس کے بعد اسے والدہ کے شکم سے پیدا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جب پیدا فرماتا ہے تو اس کا رزق، عمر، اچھے برے اعمال اور اس کا نیک و بد بخت ہونا لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے شکم سے غذا حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا پھر ان پر ایسے احکام نازل فرمائے جن کو بندہ آسانی سے بجالا سکتا ہے۔ اگر وہ ان احکام کو بجالائے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے فرامین پر عمل کر کے جنت حاصل کی اور اگر ان احکام کو پس پشت ڈال دیا تو اس نے دوزخ کو اپنی ذات کے لئے ایندھن بنایا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ شکم مادر میں پرورش پر دل ہیں۔

(۱) فرشتوں کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه

قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق

المصدق

ان احدكم يجمع خلقه في بطن امه اربعين يوما:

ثم يكون في ذلك علقه مثل ذلك

ثم يكون في ذلك علقه مثل ذلك

ثم يكون في ذلك مضغة مثل ذلك
 ثم يرسل الله تعالى الملك
 فينفخ فيه الروح ويؤمر بأربع كلمات
 بكتب رزقه
 واجله
 وعمله
 وشقى أو سعيد

فوالله الذي لا اله غيره، ان احدكم ليعمل بعمل اهل الجنة
 حتى ما يكون بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب،
 فيعمل بعمل اهل النار فيدخلها وان احدكم ليعمل بعمل
 اهل النار حتى ما يكون بينه وبينها الا ذراع واحد فيسبق
 عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل الجنة فيدخلها

(مسلم: باب كيفية الخلق آدم عليه السلام: ص: 149، حديث: 6893 بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 ہمیں صادق مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ
 تم میں سے ہر شخص کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز رکھا جاتا ہے
 پھر اتنی ہی مدت گوشت کے ٹوٹنے کی شکل میں رحم میں رہتا ہے
 پھر ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے۔
 اور اس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ

اس کا رزق

اس کی موت کا وقت

اس کا عمل

اور نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھ دے

پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ تم میں سے کوئی شخص جنتیوں کے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور جہنمیوں جیسے عمل کر کے جہنم میں جا گرتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ جنت والوں کا کوئی عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۲) اے میرے رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت؟

عن حذیفۃ بن ابی اسید رضی اللہ عنہ يبلغ به النبی صلی اللہ
علیہ وسلم

قال

یدخل الملک علی النطفۃ بعد ما تستقر فی الرحم بأربعین او

خمسة واربعین لیلة

فیقول

یا رب اشقی او سعید

فیکتب

فیقول

ای رب اذکر او انشی؟

ویکتب عملہ و اثرہ، واجلہ، و رزقہ، ثم تطوی

الصحف فلا یزاد فیہا ولا ینقص

(مسلم: باب کتابة الجن: ص: 45، حدیث: 6895 بروت)

حضرت حذیفہ بن اسد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے

ہیں کہ

فرمایا

نطفہ جب رحم میں استقرار پکڑتا ہے تو اس کے چالیس یا پینتالیس رات بعد ایک فرشتہ داخل ہوتا ہے۔

پھر عرض کرتا ہے

اے میرے رب یہ بد بخت ہے یا نیک بخت؟

پھر اس کو لکھا دیا جاتا ہے

پھر عرض کرتا ہے کہ

اے رب (عزوجل) لڑکا ہے یا لڑکی؟

اس کا عمل بھی لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی مدت اور موت اور اس کا رزق پھر صحیفوں کو

لیٹ دیا جاتا ہے اور ان میں نہ کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ ہی کمی ہوتی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس کو تام یا غیر تام بنا دیتا ہے

عن حذیفة بن اسید الغفاری رحمة الله علیه

فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم باذنی هاتین

يقول

ان النطفة تقع في الرحم اربعين ليلة ثم يتصور عليها الملك

قال زهير

حسبه قال الذي يخلقها

فيقول

يا رب اذكرام الشئ

فجعل الله ذكرا او انثى

ثم يقول

یا رب: اسوی ام غیر سوی
فیجعلہ اللہ سویا او غیر سوی

ثم یقول

یا رب: ما رزقہ؟

ما اجلہ؟

ما خلقہ؟

ثم یجعلہ اللہ شقیا او سعیداً

(صحیح مسلم: باب کیفیۃ الخلق: ص: 154، حدیث: 6898 بیروت)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے اپنے دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ
نطفہ چالیس دن رحم میں رہتا ہے پھر ایک فرشتہ اس کی شکل و صورت بناتا ہے۔

زہیر نے فرمایا

میرا خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا

وہ فرشتہ جو اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

وہ عرض کرتا ہے

اے میرے رب عزوجل: یہ لڑکا ہے یا لڑکی

چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا یا لڑکی بنا دیتا ہے

پھر وہ عرض کرتا ہے کہ

اے میرے رب! یہ تام الخلق ہو گا یا غیر تام؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو تام یا غیر تام بنا دیتا ہے

پھر وہ عرض کرتا ہے کہ

اے میرے رب عزوجل: اس کا رزق کیا ہو گا؟

اس کی عمر کیا ہوگی؟

اس کے اخلاق کیسے ہوں گے۔

پھر اللہ عزوجل اس کو نیک بخت یا بد بخت دیتا ہے۔

(۴) تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے اعمال کرتا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یقول

حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو الصادق

المصدق

ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما واربعین لیلة

او اربعین لیلة ثم یكون علقة مثله ثم یكون مصنفة مثله، ثم

یبعث اللہ الیہ الملك فیوذن باریع کلمات فیکتب

رزقہ

واجلہ

وعملہ

وشقی او سعید

ثم ینفخ فیہ الروح، فان احدکم لیعمل بعمل اهل الجنة حتی

لا یكون بینہا و بینہ الا ذراع فیسبق علیہ الكتاب، فیعمل

بعمل اهل الجنة فیدخل النار، وان احدکم لیعمل بعمل اهل

النار حتی ما یكون بینہا و بینہ الا ذراع فیسبق علیہ الكتاب

فیعمل عمل اهل الجنة فیدخلہا .

(بخاری: باب ذکر الملائکہ: ص: 1110 ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صادق مصدوق ہیں بیان فرمایا کہ

ماں کے پیٹ میں تم میں سے ہر شخص کی پرورش چالیس دن، رات یا چالیس رات کی شکل میں جمع کیا جاتا ہے پھر اسی طرح وہ جما ہوا خون بنتا پھر اسی طرح گوشت کا لوتھرا بنتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو چار باتوں کی اجازت ہوتی

ہے۔

چنانچہ اس کا رزق -

عمر

اچھے برے اعمال

اور اس کا نیک و بد بخت ہونا لکھ دیتا ہے۔

پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

تم میں سے ایک شخص جنت والوں کے اعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے مابین ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی قسمت کا لکھا ہوا اس پر سبقت کر جاتا ہے اور وہ دوزخ والوں کے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص دوزخ والوں کے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا ہوا سبقت کر جاتا ہے اور وہ جنت والے کام کر لیتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۵) کیا آپ کو اس پر تعجب ہے؟

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یقول

الشفی من شقی فی بطن امہ

والسعید من وعظ بغيره

فاتی (ہوای عامر) رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم

يقال له

حذيفة بن اسيد الفغاري رضى الله عنه فحدثه بذلك من قول

ابن مسعود

فقال

وكيف يشقى رجل بغير عمل؟

فقال له الرجل

اتعجب من ذلك

فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول

اذا مر بالنطفة اثنان واربعون ليلة بعث الله اليها ملكا

فصورها

وخلق سمعها

وبصرها

وجلدتها

ولحمها

وعظامها

ثم قال

يا رب اذكر ام انشى

فيقضى ربك ماشاء

ويكتب الملك

ثم يقول

يا رب اجله

فیقول ربك

ماشاء

ويكتب الملك، ثم يخرج الملك بالصحيفة في يده فلا يزيد

على امر ولا ينقص

(مسلم: باب كيفية الخلق ج: 6896 ص: 152 بيروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بد بخت ہوا

اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔

یہ سن کر عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم

الرضوان میں سے ایک یعنی حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بتایا

انہوں نے فرمایا کہ

بغیر کسی عمل کے کوئی شخص بد بخت کیسے بن سکتا ہے؟

ان سے ان کے کسی صاحب نے فرمایا کہ

کیا آپ کو اس پر تعجب ہے

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا

ہے۔ اور وہ اس کی شکل و صورت بنا دیتا ہے۔

اور اس کے کان

آنکھ

جلد

گوشت

اور ہڈیاں بنا دیتا ہے

پھر وہ کہتا ہے کہ

اے میرے پروردگار! یہ لڑکا ہے یا لڑکی

چنانچہ آپ کا رب عزوجل جو چاہے فیصلہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔

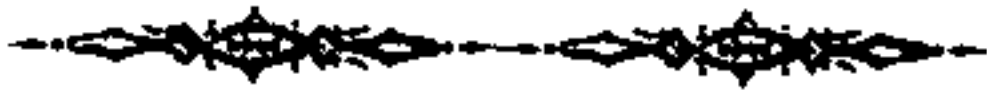
پھر عرض کرتا ہے کہ

اے رب عزوجل! اس کی عمر کتنی ہوگی

تو آپ کا رب عزوجل جو چاہے فیصلہ فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر فرشتہ

ہاتھ میں صحیفہ لے کر وہاں سے چلا جاتا ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں کمی کرتا ہے اور نہ زیادتی کرتا

ہے۔



قیامت کے دن موت کا ذبح کیا جانا اور

رائی کے برابر ایمان رکھنے والے کو نکالنا

یہ دنیا فانی ہے ہر ایک بندے نے اس دنیا سے کوچ کر کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا ہے چاہے کسی کو موت سمندر یا دریا یا ندی یا کسی بھی جگہ واقع ہو قیامت کا دن بہت سخت ہوگا ہر بندہ پریشان حال ہوگا۔ ہر کسی کو اپنی اپنی پڑی ہو گی کوئی کسی کا نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا پھر جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو حتیٰ کہ نکال لیا جائے گا اور ان کی حالت ایسی خطرناک بن چکی ہوگی کہ کوئلے بن چکے ہوں گے۔ پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے اور جنت میں انہیں داخل کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد موت کو ذبح کیا جائے گا جو جنتی ہوگا وہ ہمیشہ جنت میں رہے گا اور جو دوزخی ہوگا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ قیامت کے دن موت کے ذبح ہونے اور رائی کے برابر ایمان رکھنے والوں کے بارے میں عکاسی کرتی ہیں۔

(۱) وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

فاذا ادخل اللہ اهل الجنة الجنة واهل النار النار

قال

اتى بالموت فيوقف على السور الذى بين اهل الجنة واهل

النار

ثم يقال

يا اهل الجنة فيطلعون متبشرين يرجون الشفاعة

فيقال لاهل الجنة واهل النار

هل تعرفون هذا؟

فيقولون

هؤلاء هؤلاء قدر عرفناه

هو الموت الذى وكل بنا فيضجع فيذبح ذبحاً على السور

الذى بين الجنة والنار

ثم يقال

يا اهل الجنة خلود لا موت ويا اهل النار خلود لا موت

(ترمذی: باب ما جاء في خلود اهل الجنة والى النار: ص: 1، حدیث: 2755 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

جب اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں داخل فرمادے گا اور جہنم والوں کو آگ میں

تو فرمایا کہ

موت لائی جائے گی پھر اس دیوار پر کھڑا کیا جائے گا جو جنت والوں اور دوزخ

والوں کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا جائے گا

اے جنت والو! تو وہ ڈرتے ڈرتے جھانکیں گے

پھر فرمایا جائے گا

اے جہنم والو! تو وہ خوشی خوشی شفاعت کی امید میں جھانکیں گے

پھر جنت اور جہنم والوں سے کہا جائے گا

کیا تم اسے پہچانتے ہو؟

تو وہ عرض کریں گے

وہ اور وہ، ہاں ہم نے اسے پہچان لیا یہ وہ موت ہے جو ہم پر مقرر کی گئی تھی اس کو لٹا

دیا جائے گا اور اس کی دیوار پر جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے اچھی طرح سے ذبح کر

دیا جائے گا۔

پھر فرمایا جائے گا

اے جنت والو! ہمیشہ رہو اب کبھی موت نہیں اور اے جہنم والو! اب ہمیشہ رہو،

موت کبھی نہیں۔

(۴) جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

یدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار

یقول اللہ تعالیٰ

اخرجوا من کان فی قلبہ مثقال حبة من خردل من ایمان

فیخرجون منها قد اسودوا فیلقون فی نهر الحیا والحیاة شک

مالک فینبتون کما تثبت الحبة فی جانب السیل الم تر و انہا

تخرج صفراء ملتویہ

(بخاری: باب تفاضل الایمان فی الاعمال: ص: 8، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں
تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ہر اس بندے کو جہنم سے نکال دو جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو وہ
وہاں سے کالے ہو کر نکلیں گے۔ پھر انہیں نہر حیا یا نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ اس
طرح اگیں گے۔ جس طرح دانہ سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اگتا ہے۔
کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ زرد رنگ کا لپٹا ہوا نکلتا ہے۔

(۳) موت کو پل صراط پر ذبح کیا جائے گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یوتی با الموت یوم القیامۃ فیوقف علی الصراط

فیقال

یا اهل الجنة فیظلمون خائفین و جلیبن ان ینخرجوا

من مکانہم الذی ہم فیہ

ثم یقال

یا اهل النار فیظلمون مستبشرین فرحین ان ینخرجوا من

مکانہم الذی ہم فیہ

فیقال

هل تعرفون هذا؟

قالوا

نعم: هذا الموت

قال

فیومر بہ فیذبح علی الصراط

ثم یقال للفریقین کلاهما

خلود فیما تجدون لاموت فیہا ابدًا

(ابن ماجہ: باب صفة النار: ص: 43، حدیث: 4470 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کیا جائے گا

پھر فرمایا جائے گا

اے جنت والو! تو وہ خوفزدہ ہو کر منہ اٹھا کر دیکھیں گے اس بات سے ڈرتے

ہوئے کہ کہیں انہیں ان کی اس جگہ سے نکال نہ دیا جائے جس میں وہ ہیں۔

پھر فرمایا جائے گا

او جہنم والو! تو وہ خوش ہو کر اوپر دیکھیں گے اس بات سے خوش ہوتے ہوئے کہ

جس جگہ میں وہ ہیں انہیں اس سے نکال دیا جائے گا۔

پھر فرمایا جائے گا

کیا تم اسے جانتے ہو؟

تو وہ عرض کریں گے۔

جی ہاں! یہ موت ہے

فرمایا

پھر حکم ہوگا اور اس کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا۔

پھر دونوں جماعتوں سے فرمایا جائے گا

جن حالات میں تم ہو وہ ہمیشہ رہیں گے اب کبھی موت نہیں آئے گی۔

(۴) جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو جہنم سے

نکال دو

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اذا دخل اهل الجنة جنة واهل النار النار

يقول الله تعالیٰ

من كان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فاخرجوه .

فیخرجون قد امتحشوا وعاد وحمماً فیلقون فی نهر الحیاة

فیبتون كما تنبت الحبة فی حمیل السیل او قال حمیة

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الم تروا انها تنبت صفراء ملتویة

(بخاری: باب صفة الجنة والنار: ص: 971، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں

گے۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو اس کو نکال دو چنانچہ وہ

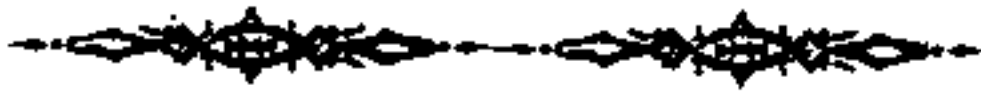
نکالے جائیں گے اور وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو وہ

ایسے اگ کر اس میں سے نکلیں گے جیسا کہ دانہ سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں سے نکلتا ہے

یا نہر کا پانی بہنے کی جگہ سے نکلتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ زرد رنگ کا لپیٹا ہوا نکلتا ہے۔
 ملاحظہ فرمائیے کہ

جب قیامت کے دن بندے کے اعمال نامے تولے گئے تو جس نے اچھے اعمال
 کئے ہوں گے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس نے برے اعمال کئے ہوں گے وہ
 دوزخ میں داخل کیا جائے گا جب جنتی جنت میں ہوں گے۔ تو وہ وہاں خوش اور اللہ تعالیٰ
 کی طرح طرح کی نعمتوں کو کھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے اور جو دوزخی ہوگا
 وہ نادم ہو کر دوزخ میں رہے گا اور اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس
 شخص کو دوزخ سے باہر نکالے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوا۔ پھر اس
 کے بعد اسے جنت میں داخل کیا جائے گا اور موت کو ذبح کر دیا جائے گا جو جنتی ہوگا وہ
 ہمیشہ جنت میں رہے گا اور جو دوزخی ہوگا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔



اللہ تعالیٰ کو جنتیوں کا دیکھنا

اس عالم میں جب کوئی بادشاہ کسی شخص کو کہہ دے کہ فلاں کام کر کے آتے تھے خاص پارٹی دوں گا اور اپنی صحبت بھی دوں گا جس میں تمہیں خاص انعام بھی دوں گا تو وہ شخص اس دنیا کے بادشاہ کے کام کو پورا کرنے کے لئے اگر اسے دن رات بھی جاگنا پڑے تو وہ جاگتا ہے اور اس بادشاہ کے کام کو پورا کر کے سکون لیتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے بادشاہ سے ملاقات کر کے اس کی صحبت میں بیٹھ کر انعام و اکرام بھی حاصل کرتا ہے۔ یہ تو دنیا کا بادشاہ تھا جس نے اسے کام سرانجام دینے پر صحبت بھی دی اور انعام و اکرام بھی دیا لیکن جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے جس نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اور ان پر ایسے احکام نازل فرمائے کہ جن کو بندہ آسانی سے بجالا کر اللہ تعالیٰ کا خاص قرب حاصل کر کے قیامت کے دن زیارت بھی کرے گا۔ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص انعام یہ عطا فرمائے گا کہ انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور وہ اس دن خوش و خرم ہوں گے۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ اللہ تعالیٰ کے دیدار پر وال ہیں۔

(۱) میں ابھی تمہیں اس سے افضل چیز عطا فرمانے لگا ہوں

عن انس سعید خدری رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ يقول لا اهل الجنة

یا اهل الجنة

يقولون

ليك ربنا وسعديك

فيقول

هل رضيتم؟

فيقولون

و مالنا لا نرضى وقد اعطينا ماتعنا احد من خلقك

فيقول

انا اعطيكم افضل من ذلك

قالوا

يا رب وای شیء افضل من ذلك

فيقول

احل عليكم رضواني فلا اسخط عليكم بعده ابداً

(بخاری: باب صفة الجنة والنار: ص: 453، حدیث: 6549 بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ جنت والوں کو خطاب فرمائے گا

اے جنت والو!

تو وہ عرض کریں گے

ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

خوش تو ہو

تو وہ عرض کریں گے

ہمیں کیا ہوا کہ ہم خوش نہ ہوں حالانکہ آپ عزوجل نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نہ دیا

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میں ابھی تمہیں اس سے افضل چیز عطا کرنے لگا ہوں۔

تو عرض کریں گے

اے ہمارے رب (عزوجل) اس سے بھی افضل چیز کون سی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

اب میں تم سے راضی رہوں گا اور اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

(۲) جنتیوں کے لئے حجاب دور کیا جائے گا

عن صہیب رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

إذا دخل اهل الجنة الجنة

قال يقول الله تعالى

تریدون شیئاً ازیدکم؟

فیقولون

الم تبیض وجوهنا

الم تدخلنا الجنة

و تنجنا من النار

قال

فیکشف الحجاب، فما اعطوا شیئاً احب الیہم من النظر الی

رہم (مسلم: باب اثبات الرذیۃ: ص: 60، حدیث: 467 بیروت)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تم کچھ اور چاہتے کہ میں اضافہ کر دوں،

تو وہ عرض کریں گے

کیا آپ (عزوجل) نے ہمیں سرخرو نہیں کر دیا؟

کیا آپ (عزوجل) نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا؟

کیا آپ (عزوجل) نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دے دی

فرمایا

پھر حجاب دور کر دیا جائے گا تو جنت والوں کو اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہ دی

گئی ہوگی کہ وہ اپنے رب (عزوجل) کی طرف دیکھیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور

جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بینا اهل الجنة فی نعيمهم اذ سطح لهم نور فرفعوا رؤوسهم

فاذا الرب قد اشرف عليهم من فوقهم

فقال

السلام عليكم يا اهل الجنة

قال

وذلك وقول الله

سلام قولا من رب رحيم

قال

فينظر اليهم وينظرون اليه فلا يلتفتون الي شيء من النعيم
ماداموا ينظرون اليه حتى يحجب عنهم ويبقى نوره وبركته
عليهم في ديارهم

(ابن ماجه: باب فيما انكرت، ص: 225، حديث: 189، بيروت)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس دوران کے جنت والے اپنی نعمتوں میں منہمک ہوں گے اچانک ایک نور ان
کے سامنے آجائے گا وہ اپنے اوپر اٹھا کر دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ تو ان کا رب
(عزوجل) ہے جو اوپر سے ان کی طرف متوجہ ہے۔

اور فرما رہا ہے

اے جنت والے لوگو! السلام علیکم

فرمایا کہ

یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان

”انہیں مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا“

فرمایا

وہ ان کی طرف دیکھے گا اور اس کی طرف دیکھیں اور جنت کی تو کسی نعمت کی طرف
آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ حتیٰ کہ ان سے پردہ کر دیا جائے گا اور اس کا نور اور
برکت ان کے گھروں میں باقی رہے گی۔

(۴) میری وسعت مغفرت ہی نے تو تمہیں اس مرتبہ تک پہنچایا ہے

عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ

الہ لقی اباہريرة رضی اللہ عنہ

فقال ابو هريرة رضي الله عنه

اسأل ان يجمع بيني وبينك في سوق الجنة

فقال سعيد

افيهما سوق

قال

نعم!

اخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة
اذ دخلوها نزلوا فيها بفضل اعمالهم، ثم يؤذن لهم في مقدار
يوم الجمعة من ايام الدنيا، فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه
ويتبدى لهم في روضة من رياض الجنة فتوضع لهم منابر من
نور ومنابر من ذهب ومنابر من فضة ويجلس ادناهم وما
فيهم من ذنى على كئبان المسك والكافور وما يرون ان
اصحاب الكراسي افضل منهم مجلسا

قال ابو هريرة رضي الله عنه

قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

وهل نرى ربنا؟

قال

نعم

قال

هل تتمارون في رؤية الشمس والقمر ليلة البدر

قلنا

لا

قال

كذلك لا تمارون في رؤية ربكم ولا يقى في ذلك
المجلس رجل الاحضره الله محاضرة

حتى يقول لرجل منهم

يا فلان ابن فلان

اتذكر يوم كذا وكذا؟

فيذكر ببعض غدارته في الدنيا

فيقول

يا رب افلم تغفر لي؟

فيقول

بلى! فسعة مغفرتي بلغت بك منزلتك هذه فبينما هم على

ذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فامطرت عليهم طيبا لم

يجدوا مثل ريحه شيئاً قط

ويقول ربنا: تبارك وتعالى!

قوموا الى ما اعددت لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم

فناثي سوقاً قد حفت به الملائكة ما لم تنظر العيون الى مثله

ولم تستمع الآذان ولم يخطر على القلوب فيحمل لنا ما

اشتھيتنا ليس يباع فيها ولا يشتري وفي ذلك السوق يلقي

اهل الجنة بعضهم بعضاً

قال

يقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم

دنى فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضي آخر حديثه

حتى يتخيل اليه ما هو احسن منه، وذلك انه لا ينبغي لاحد

ان يخزن فيها ثم ننصرف الي منازلنا فيتلقانا ازواجنا

فيقلن

مرحبا واهلاً لقد جئت وان بك من الجمال افضل ما فارقتنا

عليه

فيقول

انا جالبنا اليوم ربنا الجبار ويحقنا ان ينقلب بمثل ما انقلبنا

(ترمذی: باب ماجاء فی السوق: ص: 487 حدیث: 2746 بیروت)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان کی ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں یہ دعا کرتا ہوں کہ میں اور تم جنت کے بازار میں ایک ساتھ جمع ہوں۔

حضرت سعید بن مسیب نے دریافت کیا

کیا جنت میں بازار ہوگا

فرمایا

جی ہاں

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جنت والے جب جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں اپنے اعمال کے مطابق مقیم

ہوں گے پھر دنیا کے ایک ہفتہ گزرنے کی مقدار کے بعد انہیں اجازت دے دی جائے

گی۔ چنانچہ وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ ان کے سامنے اس کا عرش آئے گا اور

ان کے لئے جنت کے بانچوں میں سے ایک بانچہ میں اللہ تعالیٰ ظہور فرمائے گا، نور،

سونے اور چاندی کے منبر رکھ دیئے جائیں گے۔ ان کا معمولی درجہ والا جبکہ ان میں گھٹیا

نہیں ہوگا۔ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور وہ یہ محسوس نہیں کریں گے کہ کرسیوں پر بیٹھنے والے ان سے زیادہ اعزاز کی جگہ بیٹھے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیا ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے؟

ارشاد فرمایا

ہاں

اور فرمایا

کیا تم سورج اور چودھویں کا چاند دیکھنے میں شک کرتے ہو

ہم نے عرض کیا

جی نہیں

ارشاد فرمایا

اسی طرح اپنے رب کی زیارت اور رویت میں بھی تم شک نہ کرو گے اور اس مجلس میں کوئی شخص بھی باقی نہ رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس سے گفتگو فرمائے گا۔

حتیٰ کہ ان میں سے ایک آدمی سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے فلاں فلاں دن یاد ہے

اور اسے دنیا کی بعض عہد شکنیاں اور غدر یاد کروائے گا

وہ عرض کرے گا

اے میرے رب عزوجل! کیا تو نے میرا وہ گناہ معاف نہیں کر دیا تھا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیوں نہیں! میری وسعت مغفرت ہی نے تو تمہیں اس مرتبہ تک پہنچایا ہے۔ ابھی

یہ گفتگو ہو رہی ہوگی کہ اوپر سے ایک بادل انہیں ڈھانپ لے گا اور ان پر ایسی عمدہ اور اعلیٰ

خوشبو برسائے گا کہ اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی سونگھی نہ ہوگی۔

اور ہمارا رب عزوجل ارشاد فرمائے گا

میں نے تمہارے اعزاز کے لئے جو تیار کیا ہے اسے حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو اور جو پسندیدہ ہو وہ لے۔ چنانچہ ہم ایک ایسے بازار میں جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہوگا اور ایسا شاندار بازار نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ دلوں پر اس کا خیال گزرا ہوگا پھر ہم جو پسند کریں گے وہ ہمارے لئے اٹھالیا جائے گا۔ اس میں خرید و فروخت نہ ہوگی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملیں گے۔

فرمایا

اونچے درجے والا شخص اپنے سے نچلے درجے والے سے ملے گا حالانکہ ان میں کم کوئی بھی نہ ہوگا تو اس کا شاندار لباس اسے دہشت زدہ کر دے گا پھر اس کی بات مکمل بھی نہ ہوگی کہ اس کے دل میں خیال آئے گا کہ وہ اس سے اچھی حالت میں سے یہ اس لئے ہوگا کہ جنت میں کوئی شخص غمگین نہ ہوگا پھر ہم اپنی اپنی جگہوں کی طرف چلے جائیں گے۔ وہاں ہمیں ہماری بیویاں ملیں گی۔

اور کہیں گی

خوش آمدید اہلاً وسہلاً مرحبا

آپ اب اس سے زیادہ حسین ہو گئے ہیں جتنے ہم سے جدا ہوتے وقت تھے۔

وہ کہے گا

آج ہم اپنے رب عزوجل کے ساتھ تھے اور ہم اس کے حقدار تھے کہ اتنے حسین بن کر ہی واپس لوٹیں۔

(۵) کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ترازو کو بخاری نہیں کیا

عن صہیب رضی اللہ عنہ

قال

تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية

للذين احسنوا الحسنی وزيادة

وقال

اذا دخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار

نادى مناد

يا اهل الجنة ان لكم عند الله موعداً يريد ان ينجزكموه

فيقولون

وما هو؟

الم يشقل الله موازيننا ويبيض وجوهنا ويدخلنا الجنة وينجنا

من النار

قال

فيكشف الحجاب

فينظرون اليه

فوالله ما اعطاهم الله شيئاً احب اليهم من النظر اليه ولا اقر لا

عينهم

(ترمذی: باب ماجاء فی رویۃ..... مس: 491 حدیث: 2749 بیروت)

حضرت مصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

جو لوگ نیکی کرتے رہے ان کے لئے بھلائی اور اس کے علاوہ بھی۔

اور فرمایا

جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور جہنم والے جہنم میں تو ایک

پکارنے والا پکارے گا۔

اے جنت والو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک وعدہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اسے پورا کر دے۔

وہ کہیں گے

وہ وعدہ کیا ہے

کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے، ترازو کو بھاری نہیں کیا اور ہمیں چمکتے دکتے چہروں والا سرخرو نہیں کیا اور جنت میں داخل کر کے جہنم سے نہیں بچایا۔

فرمایا

پھر وہ پردہ اٹھا دیا جائے گا تو جنت والے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے زیادہ محبوب اور آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والی انہیں نہ دی ہوگی۔

(۶) تمہارا پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوماً یحدث وعنده رجل

من اهل البادية، ان رجلاً من اهل الجنة،

استاذن ربه فی الزرع

فقال

اولست فیما شئت

قال

بلی

ولکنی احب ان ازرع فاسرع وبلدر، فبادر الطرف نباتہ

وواستواؤہ واستحصاده وتکویرہ امثال الجبال

فیقول اللہ تعالیٰ

دونک یا ابن آدم فانه لا یشبعک شیء

فقال الاعرابی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجد هذا الا قرشیاً او
انصاریاً

فاتہم اصحاب زرع فاما نحن فلنسنا اصحاب زرع

فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری: باب کلام الرب مع المل الجہ: ص: 388، حدیث: 7519 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیان فرما رہے تھے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہات کے رہنے والے شخص بھی بیٹھے تھے) کہ جنت والوں میں سے ایک آدمی اپنے رب عزوجل کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا جنت میں تمہیں وہ میسر نہیں جو تمہارا جی چاہتا ہے

تو عرض کرے گا

کیوں نہیں

لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی باڑی کروں (اس کو اجازت مل جائے گی) وہ جلدی سے بیج بودے گا اور پلک جھپکتے ہی کھیتی نکلے گی اور پک جائے گی اور کاٹنے اور گوداموں میں رکھنے کی نوبت آجائے گی اور وہ پہاڑوں کی طرح ہوگی
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اے ابن آدم لے لے! کیونکہ تمہارا کسی چو سے جی نہیں بھرتا

تو اس اعرابی نے عرض کیا

اے اللہ عزوجل کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شخص قریشی یا انصاری ہی ہوگا کیونکہ یہی کھیتی والے ہیں باقی رہے ہم تو ہم کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔ تو اس کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔

اعمال صالحہ درجات کی بلندی و اعمال سیئہ بربادی کا خطرناک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تو ان کو فہم و فراست عطا فرمائی تاکہ میرا بندہ اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ میں تمیز کر کے میرا سیدھا راستہ پہچان سکے اور وہ میرے نازل کردہ احکام پر عمل کر کے میری عبادت کرے۔ حلال اور حرام میں تمیز کر کے اپنی ذات کو میری مسجودیت میں ڈھالے۔ اعمال صالحہ جب بندہ کرتا ہے تو اس کا دل مطمئن اور خوش رہتا ہے حتیٰ کہ اسے ایسا سکون حاصل ہوتا ہے کہ دن بدن اعمال صالحہ میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور وہ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے پر خاص رحم و کرم فرماتا ہے اور جو بندہ اعمال سیئہ کرتا رہتا ہے اسے کبھی سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا، کبھی اسے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے اور کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ گناہوں کے دلدل میں پھنسا چلا جاتا ہے اور جب تک وہ کوئی گناہ نہ کر لے اسے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ الغرض اعمال صالحہ درجات کی بلندی کا سبب بنتے ہیں اور اعمال سیئہ بربادی کا خطرناک ذریعہ بنتے ہیں۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ پر دآل ہیں۔

(۱) تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا

عن ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اللہ یقول

یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املاً صدرك غنی واسد فقرك والا

تفعل ملأت یدیک شغلا ولم اسد فقرك

(ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ، ص: 73 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم تو میری عبادت فارغ ہو جا میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا اور
تیری محتاجی کو روک دوں گا اور اگر تو یہ نہیں کرتا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مشغلوں میں
باندھ دوں گا اور تیری محتاجی کو نہیں روکوں گا۔

(۲) میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يقول اللہ تعالیٰ

انا عند ظن عبدی به وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ

ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء

خیر منهم وان تقرب الی بشبر تقربت الیہ ذراعاً وان تقرب

الی ذراعاً تقربت الیہ باعاً وان اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ

(بخاری: باب قول اللہ تعالیٰ یحذرکم اللہ نفسہ، ص: 1854، حدیث: 7405 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس

کے ساتھ ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی ویسے ہی اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجمع میں کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں اگر وہ میری طرف ایک گز آتا ہے تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

(۳) میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ یقول یوم القیامۃ

این المتحابون بجلالی

الیوم اظلم فی ظلی یوم لا ظل الاظلی

(مسلم: باب فی فضل الحب فی اللہ ص: 1271، حدیث: 6443 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا

میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

آج جب کہ میرے سایہ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔ میں ان پر اپنی

رمتوں کا سایہ کروں گا۔

(۴) تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی

عن ابی موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

اذا مات ولد العبد

قال الله لملائكتيه

قبضتم ولد عبدى

فيقولون

نعم

فيقول

قبضتم ثمرة فؤداه

فيقولون

نعم

فيقول

ماذا قال عبدى

فيقولون

حمدك واسترجع

فيقول الله

ابنوا لعبدى بيتاً فى الجنة وسموه بيت الحمد

(ترمذی: باب فضل المصيبة اذا احسب من: 198 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب کسی بندے کا بیٹا مر جاتا ہے

تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو ارشاد فرماتا ہے

تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی؟

فرشتے عرض کرتے ہیں

جی ہاں!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

تم نے اس کے دل کے پھل کو واپس لے لیا

فرشتے عرض کرتے ہیں

جی ہاں

پھر فرماتا ہے

میرے بندے نے کیا کہا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

تیرے بندے نے تیری حمد بیان کی اور کہا

انا لله وانا اليه راجعون

اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کے گھر کا کام بیت الحمد

رکھو۔

(۵) دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلواته فان وجدت

تامة كتبت تامة وان كان انتقص منها شيء

قال

انظروا اهل تجدون له من تطوع يكمل له ما ضيع من فريضة

من تطوعه ثم سائر الاعمال تجري على حسب ذلك

(سنن نسائی: باب الحاسة على الصلاة ص: 84، حدیث: 463 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے اس کی نمازوں کا حساب لیا جائے گا
 اگر وہ پوری پائی گئیں تو پور لکھی جائیں گی اور اگر ان میں کچھ کم پائی گئی۔
 تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:
 دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں؟
 چنانچہ فرض نمازوں کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی۔ اسی طرح سارے اعمال
 کے بارے میں ہوگا۔

(۶) کیا تونے نیکی کی ہے

عن حذیفة رضی اللہ عنہ
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تلقت الملائكة روح رجل ممن كان قبلكم

فقالوا

اعلمت من الخیر شیئاً؟

قال

لا

قالوا

تذکر

قال

کنت اذین الناس فأمر فتیانی ان ینظروا المعسر وینجوزوا

عن المؤسر

قال قال اللہ تعالیٰ تجوزوا عنہ

(مسلم: باب فضل انظار المعسر! ص: 766، حدیث: 3884 بیروت)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
فرشتوں نے ایک ایسے شخص کی روح قبض کی جو گزشتہ امتوں میں سے تھا
فرشتوں نے پوچھا
کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟
اس نے جواب دیا۔

نہیں

انہوں نے پھر فرمایا

یا دکر

اس نے کہا

میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ مالداروں کو قرض
کی واپسی میں مہلت دیا کرو اور غریبوں سے درگزر کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے فرشتو! اس سے درگزر کرو۔

(۷) تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا؟

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

یتعاقبون فیکم ملائکة باللیل وملائکة بالنهار ویجتمعون فی

صلاة الفجر وصلاة العصر ثم یرجع الذین یاتوا الیکم

فیسألهم وهو اعلم بهم

کیف ترکتم عبادی؟

فیقولون

ترکناہم وہم یصلون واتیناہم وہم یصلون

(بخاری: باب فضل صلاة العصر: ص: 143، حدیث: 555 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

تمہارے درمیان کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر و عصر کی نمازوں میں سب اکٹھے ہوتے ہیں پھر وہ فرشتے جنہوں نے درمیان رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے استفسار فرماتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔

تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ

جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے تو

بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ عزوجل

قال

قال

ان اللہ کتب الحسنات والسیئات ثم بین ذالک فمن ہم

بحسنة فلم یعملها کتبها اللہ له عنده حسنة كاملة

فان ہو ہم بہا فعملها کتبها اللہ له عنده عشر حسنات الی

سبع مائة ضعف الی اضعاف كثيرة ومن ہم بسیئة فلم یعملها

کتبها اللہ له عنده حسنة كاملة فان ہو ہم بہا فعملها کتبها

اللہ له سیئة واحدة

(بخاری: باب: من ہم بحسبہ اوسیئہ ص: 1636 حدیث: 6491 بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان کو بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کر لے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کر لے اور اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

(۹) میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی

نہیں پلایا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ عزوجل یقول یوم القیامة

یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی

قال

یا رب کیف اعودک وانت رب العالمین؟

قال

اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ؟

اما علمت انک لو وعدتہ لو جدتہ عندہ؟

یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی

قال

یا رب وکیف اطعمک وانت رب العالمین؟

قال

اما علمت انک لو اطعمتہ لو جدت ذالک عندی

یا ابن استسقیتک فلم تسقنی

قال

یا رب کیف اسقیک وانت رب العالمین

قال

استسفاک عبدی فلان فلم تسقیہ اما انک لو سقیته وجدت

ذالک عندی

(مسلم: باب فضل عیادة المريض: ص: 1272، حدیث: 6451 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا

اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہیں آیا

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار عزوجل! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب

(عزوجل) ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تجھے یاد نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت بھی نہ کی۔

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کو جانتا تو مجھے اسی کے پاس پاتا۔

اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار (عزوجل)

ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا تھا تو نے اسے

کھانا نہیں دیا۔

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو آج میرے پاس پاتا۔

اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب

(عزوجل) ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو اس

کو پانی پلا دیتا تو آج اس (پانی) کو میرے پاس پاتا۔

(۱۰) تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں

عن ابی امامة رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یقول اللہ سبحانہ

ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمة الاولى لم ارض
ثواباً الا الجنة

(ابن ماجہ: باب ماجاء فی الصبر علی المصیبة، ص: 114 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے

اے ابن آدم! اگر تو نے پہلے جھٹکے میں صبر اور ثواب کی نیت سے کام لیا تو تیرے
لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں۔

(۱۱) ان دو پیاری چیزوں کے عوض جنت دیتا ہوں

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال

سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول

ان الله تعالى قال

اذ بحبيته ابتليت عبدى فصبر عوضته منها الجنة يريد عينيه

(بخاری: باب فضل من ذهب بصره، ص: 1445 حدیث: 5653 بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کرتا

ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان دو پیاری چیزوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں دو پیاری

چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

(۱۲) افطار میں جلدی کرنے والے محبوب ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ عزوجل

احب عبادی الی اعجلہم فطراً

(ترمذی: باب ماجاء فی تعجیل الافطار: ص: 150 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

مجھے اپنے بندوں میں وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی

کرنے والے ہیں۔

(۱۳) جیسا میرے بندے نے پڑھا اس کو ویسا ہی لکھ دو

عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم

ان عبداً من عباد اللہ قال

”یا رب لک الحمد کما ینبغی لحلال وجہک ولعظیم

سلطانک“

فعضلت بالمکین فلم یدر یا کیف یکتبناھا فصعدا الی السماء

وقالا

یا ربنا ان عبدک قد قال مقالة لاندري کیف نکتبها

قال اللہ تعالیٰ عزوجل وهو اعلم بما قال عبده

ماذا قال عبدی

قالا

یا رب انہ قال یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك

وعظیم سلطانتك

فقال الله عزوجل

لہما اکتباہا کما قال عبدی حتی یلقانی فأجزیہ بہا

ابن ماجہ: باب فضل الحمدین: ص: 269 قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے نے یہ تسبیح پڑھی

اے رب تیرے لئے حمد و ثناء ہے جیسی کہ تیرے جلال و کبریائی کے لائق اور جیسی

کہ تیری عظیم بادشاہت کے لائق ہے۔

دونوں فرشتے دشواری میں پڑ گئے کہ اس تسبیح کو کیسے لکھیں تو وہ دونوں آسمان کی

طرف گئے

اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا

اے ہمارے پروردگار تیرے ایک بندے نے ایک تسبیح پڑھی ہے کہ ہماری سمجھ میں

نہیں آ رہا ہے کہ اس کو کیسے لکھیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا حالانکہ وہ اپنے بندے کی تسبیح کو زیادہ جانتا ہے

میرے بندے نے کون سی تسبیح پڑھی ہے؟

دونوں فرشتے عرض کرتے ہیں

اے رب عزوجل اس نے یہ تسبیح پڑھی ہے

یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظیم سلطانتك

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے فرشتو! جیسا میرے بندے نے پڑھا ہے اس کو ویسے ہی لکھ دو یہاں تک کہ جب وہ مجھ سے ملے گا تو اس تسبیح کا ثواب میں اس کو خود دوں گا۔

(۱۴) خیانت کرنے والوں سے جدا ہو جاتا ہوں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ رفعہ قال

ان اللہ یقول

انا ثالث الشریکین مال ینخن احدہما صاحبہ فاذا خانہ

خرجت من بینہا

(ابوداؤد: باب فی الشریکۃ: ص: 542: حدیث: 3383 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میں دو شریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان جدا ہو جاتا ہوں۔

(۱۵) جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

خلق اللہ الحق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت

بحقو الرحمن

فقال لہ ما

قالت

هذا مقام العائذ بك من القطعية

قال

الا ترضين ان اصل من وصلك واقطع من قطعك

قالت

بلى يارب

قال

فذاك

قال ابو هريرة رضى الله عنه

اقروا ان شئتم فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا

فى الارض: وتقطعوا ارحامكم

(بخاری: باب وتقطعوا ارحامكم: ص: 1227، حدیث: 4830 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا جب اللہ عزوجل فارغ ہوا تو قرابت داری کھڑی

ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑ لیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

چھوڑ

قرابت نے کہا

اس جگہ میں قطع تعلق اور رشتہ توڑنے سے تیری پناہ چاہتی ہوں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں

گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اس سے قطع تعلق کر لوں گا

قرابت نے عرض کیا
میں اس پر راضی ہوں
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
پھر یہی ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
اگر یہ ثبوت چاہتے ہو تو زیہ آیت پڑھو
تو کیا تم سے یہی امید کرنا چاہئے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد
پھیلاؤ اور رشتہ داریاں توڑ دو۔

(۱۶) کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی؟

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
قال حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تبارک وتعالیٰ اذا کان یوم القیامۃ ینزل ای العباد
لیقضیٰ بینہم وکل امة جائیۃ فاؤل من یدعوا بہ رجل جمع
القرآن ورجل یقتل فی سبیل اللہ ورجل کثیر المال
فیقول اللہ للقاری

الم اعلمک ما انزلت علی رسولی؟
قال

بلی یارب عزوجل

قال

فماذا عملت فیما علمت

قال

كنت اقوم به آناء الليل و آناء النهار

فيقول الله له

كذبت

و تقول له الملائكة

كذبت

ويقول الله

بل اردت ان يقال ان فلاناً قارئ فقد قيل ذلك

و يوتى بصاحب المال

فيقول الله عزوجل له

الم اوسع عليك حتى لم ادعك تحتاج الى احد

قال

بلى يارب عزوجل

قال

فماذا عملت فيما آتيتك

قال

كنت اصل الرحم واتصدق

فيقول الله له

كذبت

و تقول له الملائكة

كذبت

ويقول الله تعالى:

بل اردت ان يقال فلان جواد فقد قيل ذلك

و یوتی بالذی قتل فی سبیل اللہ

فیقول اللہ لہ

فی ماذا قتلت

فیقول

امرت بالجهاد فی سبیلک فقاتلت حتی قتلت

فیقول اللہ تعالیٰ لہ

کذبت

وتقول لہ الملائکۃ

کذبت

ویقول اللہ عزوجل

بل اردت ان یقال فلان جرئ فقد قیل ذالک

تم ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رکتی

فقال

یا ابا ہریرۃ اولئک الثلاثۃ اول خلق اللہ تسعر بہم النار

یوم القیامۃ

(ترمذی: باب ما جاء فی الریاء: ص: 63 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تا کہ ان کے درمیان فیصلہ

کرے اور ہر امت پنجوں کے بل کھڑی ہوگی یا گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی تو سب سے پہلے

جس شخص کو بلایا جائے گا وہ ایک ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا اور ایک ایسا شخص ہو

گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ قتال کرتا تھا اور ایک شخص ہوگا جس کے پاس مال بہت تھا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کے قاری سے ارشاد فرمائے گا

کیا میں نے تجھے وہ نہیں سکھایا تھا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا؟

وہ عرض کرے گا

ہاں کیوں نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

پھر تو نے اپنے علم میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا

میں دن رات اس کو پڑھتا تھا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تو جھوٹا ہے

اور فرشتے بھی اس کو فرمائیں گے کہ

تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

بلکہ تیری غرض یہ تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں قاری قاری قرآن ہے

تو (دنیا میں) ایسا کہا جا چکا۔

پھر دولت مند کو لایا جائے گا

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا

محتاج نہیں کیا تھا۔

وہ عرض کرے گا

اے رب عزوجل کیوں نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:-

پھر تو نے میری دی ہوئی دولت میں کیا عمل کیا؟

وہ عرض کرے گا

میں قرابت داروں سے اچھا سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

تو جھوٹا ہے

فرشتے بھی کہیں گے

تو جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں فلاں بڑا سخی ہے تو یہ (دنیا میں) کہا جا چکا۔

پھر اس کو لایا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا

تو کس لئے قتل کیا گیا تھا

وہ عرض کرے گا

مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تھا تو میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ میں قتل کر دیا

گیا؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

تو جھوٹا ہے

اور فرشتے بھی کہیں گے کہ

تو جھوٹا ہے

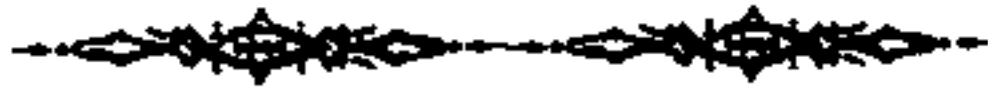
اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا بہادر ہے تو یہ (دنیا میں) کہا جا چکا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے پہلے انہیں تینوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔
ملاحظہ فرمائیے کہ

جو بندہ اعمال صالحہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اس سے راضی ہو کر اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما کر قیامت کے دن جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا اور جو بندہ اعمال سیئہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن سوائے حسرت اور ندامت کے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا اور آخر کار جہنم میں پھینک دیا جائے گا لہذا اعمال صالحہ کا بدلہ جنت ہے اور اعمال سیئہ کی جزاء دوزخ ہے۔



نماز کے فضائل

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے کے لئے انبیاء اکرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا پھر ان کے ذریعے اپنے بندوں پر احکام نازل فرمائے تاکہ میرا بندہ ان پر عمل کر کے میری بارگاہ میں مقبولیت حاصل کرے اور میں ان سے راضی ہو کر انہیں جنت عطا فرماؤں۔ نماز دین اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے یہ اس امت پر بہت بڑا انعام و احسان ہے کیونکہ نماز سے بندے کو دلی راحت و سکون ملتا ہے اور گناہوں کے جھڑنے کا ذریعہ ہے۔ بندہ نماز ادا کرتا ہے تو تمام تھکاوٹ اتر جاتی ہے اور اپنے اندر ایک خوشی محسوس کرتا ہے۔ نماز مومن کے لئے ایک تحفہ ہے جو وہ اپنی زندگی میں ہر لمحے اس تحفہ کی قدر کرتا رہتا ہے اور یہ ایک ایسی خوشبو ہے کہ جو مومن اپنے ذہن میں اس کی لذت محسوس کرتا رہتا ہے۔ یقیناً نماز سے بندے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور بندہ پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پانچ وقت نماز ادا کرنے والے کے لئے یہ عہد کیا ہے کہ میں اس کو جنت عطا فرماؤں گا۔ آج دنیا کا کوئی بادشاہ کسی کو حکم کر دے کہ فلاں کام کرو فلاں چیز دوں گا تو وہ شخص فوراً اسے کرتا ہے تاکہ مجھے وہ مال حاصل ہو جائے حالانکہ یہ سب دنیا میں ہی رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو اس نماز کے بدلے وہ جزا عطا فرمائے گا کہ جو بندے کے پاس ہمیشہ رہے گی اور وہ اس میں سکون و اطمینان سے رہے گا اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی لہذا نماز ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بندہ اپنے رب عزوجل کو راضی کر سکتا ہے۔ حسب ذیل احادیث قدسیہ نماز کے فضائل پر دال ہیں۔

(۱) جو شخص ان کو اوقات پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل

کروں گا

عن ابی قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عزوجل

افترضت علی امتک خمس صلوات وعهدت عنی عهداً انه

من حافظ علیہن لوقتہن ادخلته الجنة ومن لم یحافظ علیہن

فلا عهدہ عندی:

(سنن ابن ماجہ: ص: 391، حدیث: 1467 باب ماجاء فی فرض الصلوات الخمیس)

حضرت ابوقتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص ان کو

ان کے اوقات پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہ

کرے گا تو اس کا کوئی عہد میرے پاس نہیں ہے۔

(۲) مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں

عن الس بن مالک رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرض اللہ علی امتی خمسين صلاة لرجعت بذالك حتی اتی

موسیٰ

فقال موسیٰ علیہ السلام

ما إذا افترض ربك علي امتك

قلت

فرض علي خمسين صلاة

قال

فارجع الي ربك فان امتك لا تطيق ذلك

فراجعت ربي فوضع عني شطرها

فرجعت الي موسى فاخبرته

فقال

ارجع الي ربك فان امتك لا تطيق ذلك

فراجعت ربي

فقال

هي خمسين وهي خمسون لا يبدل القول لدى

فرجعت الي موسى

فقال

ارجع الي ربك

فقلت

قد استحييت من ربي

(سنن ابن ماجه: باب ماجاء في فرض الصلوات الخمس: ص: 391، حديث: 1467 بيروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔

میں یہ حکم ربانی لے کر نیچے آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

انہوں نے فرمایا
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب (عزوجل) نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
امت پر کیا فرض کیا ہے؟
میں نے کہا

مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں

انہوں نے فرمایا کہ

اپنے پروردگار عزوجل کے پاس جائیے اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں اپنے رب (عزوجل) کے پاس گیا تو اللہ
تعالیٰ نے ان میں کا ایک حصہ کم کر دیا

پھر میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا انہیں بتایا

انہوں نے فرمایا

اپنے رب (عزوجل) کے پاس جائیے اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی
امت اتنی عبادت نہیں کر سکتی، چنانچہ میں نے اپنے رب (عزوجل) سے پھر مراجعت کی
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان پر پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا۔ میرے یہاں بات
میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

چنانچہ میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا۔

انہوں نے فرمایا

اپنے رب عزوجل کے پاس جائیے

میں نے کہا

مجھے اپنے رب عزوجل سے شرم آنے لگی ہے۔

(۳) یہ پانچ نمازیں ہیں مگر ثواب پچاس کا ملے گا

قال انس بن مالك وابن حزم رضى الله عنهما

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

فرض الله عزوجل على امتي خمسين صلاة فرجعت بذلك

حتى امر بموسى عليه السلام

فقال

ما فرض ربك على امتك؟

قلت

فرض عليهم خمسين صلاة

قال لى موسى (عليه السلام)

فراجع ربك عزوجل

فان امتك لا تطيق ذلك

فراجعت ربي فوضع عنى شطرها

فرجعت الى موسى (عليه السلام) فاخبرته

فقال

راجع ربك

فان امتك لا تطيق ذلك

فرجعت الى ربي عزوجل

فقال

هى خمس وهى خمسون لا يبدل القول لى

فرجعت الى موسى

فقال

راجع ربك

فقلت

قد استحييت من ربي عزوجل

(سنن نسائی: فی فرض الصلوات، والذکر: ص: 221، حدیث: 449 بیروت)

حضرت انس بن مالک و ابن حزم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں یہ حکم لے کر واپس آیا

حتیٰ کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا۔

تو انہوں نے فرمایا کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار (عزوجل) نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی امت پر

کیا فرض کیا ہے؟

میں نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب (عزوجل) کے پاس جائیے۔

کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

چنانچہ میں اپنے رب (عزوجل) کے پاس واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس کا

ایک حصہ کم کر دیا۔

پھر میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس گیا انہیں خبر دی۔

تو انہوں نے فرمایا کہ

اپنے رب عزوجل سے مراجعت کیجئے اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔

چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس گیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یہ پانچ نمازیں ہیں اور ان پر پچاس کا اجر ملے گا۔ میرے یہاں بات نہیں بدلی

جاتی۔

چنانچہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا۔

انہوں نے فرمایا کہ

اپنے رب عزوجل کے پاس جائیے

تو میں نے کہا کہ

مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آنے لگی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

اتیت با البراق وهو دابة ابيض طويل فوق الحمار ودون

البغل

یضع حاضرہ عند منتهی طرفہ

قال

فرکتہ حتی اتیت بیت المقدس

قال

فربطته بالحلقۃ التي یربط بها الانبياء

قال

ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت

فجاء جبرائيل عليه السلام باناء من ضمير وانا من لبن

فاخترت اللبن

فقال جبرئيل عليه السلام

اخترت الفطرة ثم عرج بنا الى السماء

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

ف قيل

من انت؟

قال

جبرئيل

قيل

ومن معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وبعث اليه

قال

لقد بعث اليه ففتح لنا

فاذا انا بآدم عليه السلام فرحب بي ودعاني بخير

ثم عرج بنا الى السماء الثانية

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

ف قيل

من انت؟

قال

جبرئيل (عليه السلام)

قيل

ومن معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه؟

قال

قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بابني الخالة عيسى بن مريم

ويحيى بن زكريا مرحبا بي ودعولي بخير

ثم عرج بنا الى السماء الثالثة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

فقيل

من انت؟

قال

جبرئيل (عليه السلام)

قيل

ومن معك؟

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه

قال

قد بعث اليه ففتح لنا فاذا انا بيوسف، اذا هو قد اعطى شطر

الحسن

قال

فرحب بي ودعالي بخير

ثم عرج بنا الى السماء الرابعة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

ف قيل

من هذا؟

قال

جبرئيل (عليه السلام)

قيل

ومن معك

قال

محمد (صلى الله عليه وسلم)

قيل

وقد بعث اليه

قال

قد بعث اليه

ففتح لنا فاذا انا بادريس فرحب بي ودعالي بخير

قال الله تعالى

”ورفعناه مكاناً علياً“

ثم عرج بنا الى السماء الخامسة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

قيل

من هذا؟

قال

جبرائيل عليه السلام

قال

و من معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه

قال

قد بعث اليه

ففتح لنا

فاذا انا بهارون عليه السلام فرحب بي ودعاني بخير

ثم عرج بنا الى السماء السادسة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

قيل

من هذا؟

قال

جبرئيل عليه السلام

قيل

ومن معك؟

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه

ففتح لنا

فاذا انا موسى عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير

ثم عرج بنا الى السماء السابعة

فاستفتح جبرئيل عليه السلام

قيل

ومن معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد بعث اليه

قال

قد بعث اليه

ففتح لنا

فاذا انا باهراهم مسنداً ظهره الى البيت المعمور واذا

هو يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون اليه

ثم ذهب الى السدرة المنتهى

واذا ورقها كأذان الفيلة واذا ثمرها كالقلال

قال

فلما غشيها من امر الله ما غشى تغيرت فما احد من خلق الله

يستطيع ان ينعتها من حسنها فاوحى الى ما اوحى ففرض

على خمسين صلاة في كل يوم وليلة

فنزلت الى موسى عليه السلام

فقال

ما فرض ربك على امتك؟

قلت

خمسين صلاة

قال

ارجع الى ربك فاسأله التخفيف، فان امتك لا يطيقون ذلك

فانى قد بلوت بنى اسرائيل وخبرتهم

قال

فرجعت الى ربي عز وجل

فقلت

يا رب خفف على امتي

فحط عنى خمسا

فرجعت الى موسى

فقلت

حط عنى خمسا

قال

ان امتك لا يطيقون ذلك فارجع الى ربك فاسأله التحفيف

قال

فلم ازل ارجع بين ربي تبارك وتعالى وبين موسى عليه

السلام

حتى قال الله تعالى

يا محمد (صلى الله عليه وسلم)

انهن خمس صلوات كل يوم وليلة لكل صلاة عشر فذلك

خمسون صلاة ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة

فان عملها كتبت له عشرأ ومن هم بحسنة فلم يعملها كتبت

له حسنة فان عملها كتبت له عشرأ ومن هم بسيئة فلم

يعملها لم تكتب شيئاً فان عملها كتبت سيئة واحدة

قال

فنزلت حتى انتهت الى موسى عليه السلام فاخبرته

فقال

ارجع الى ربك فاسأله التحفيف

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقلت

قد رجعت الى ربي حتى استحييت منه

(مسلم: باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم ص: 16، حديث: 429، بيروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

میرے پاس براق کو لایا گیا جو سفید رنگ کا لمبا سا جانور ہے گدھے سے تو بڑا ہے اور خچر سے چھوٹا ہے وہ اپنا پاؤں وہاں رکھتا تھا جہاں نگاہ کی انتہا ہو

فرمایا

پھر میں اس پر سوار ہوا حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچا

فرمایا

میں نے اس براق کو کڑے کے ساتھ باندھ دیا جہاں انبیاء علیہم السلام اس کو باندھا کرتے تھے۔

فرمایا

پھر میں مسجد میں داخل ہوا میں نے وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر میں وہاں سے نکلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک برتن شراب کالے آئے اور ایک برتن دودھ کا میں نے دودھ کو پسند کیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فطرت کو پسند فرمایا

پھر ہمیں آسمان پر لے جایا گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولا نا چاہا

ان سے پوچھا گیا کہ

کون ہے؟

فرمایا

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا گیا کہ

آپ کے ساتھ کون ہے؟

فرمایا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا گیا کہ

کیا ان کو بلوایا گیا ہے

فرمایا

جی ہاں ان کو بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے اسے کھول دیا گیا۔

اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ہوں۔ انہوں نے

مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان لے جایا گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا

پوچھا گیا

آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا گیا:

آپ کے ساتھ کون ہیں

فرمایا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پوچھا:

کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے پاس ہوں ان دونوں نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا

پوچھا گیا:

کون؟

فرمایا:

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا:

آپ کے ساتھ کون ہیں؟

فرمایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا:

کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا

تو دیکھا کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوں۔ ان کو حسن کا ایک حصہ

دیا گیا ہے

فرمایا کہ

انہوں نے مجھے خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی
پھر ہمیں چوتھے آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا:

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا:

آپ کے ساتھ کون ہیں؟

فرمایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا:

انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے

چنانچہ اس نے بھی ہمارے لئے دروازہ کھول دیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس ہوں انہوں نے مجھے

خوش آمدید فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”اور ہم نے انہیں بلند جگہ تک پہنچایا ہے“

پھر ہمیں پانچویں آسمان لے جایا گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا

پوچھا گیا:

کون؟

فرمایا:

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا:

آپ کے ساتھ کون ہیں

فرمایا:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا:

کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا:

جی ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔

چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت ہارون (علیہ السلام) کے ساتھ ہوں انہوں نے

مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا۔

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا

جبرائیل (علیہ السلام)

پوچھا

آپ کے ساتھ کون ہیں؟

فرمایا

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا گیا

انہیں بلوایا گیا ہے؟

فرمایا

ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا۔

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں۔ انہوں نے مجھے

خوش آمدید کہا اور دعائے خیر بھی کی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان پر لے گئے۔

حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے دروازہ کھلوانا چاہا۔

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا

جبرائیل علیہ السلام

پوچھا

ساتھ کون ہیں؟

فرمایا

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

پوچھا

کیا ان کو بلایا گیا ہے؟

فرمایا

جی ہاں! ان کو بلایا گیا ہے

چنانچہ ہمارے لئے دروازے کھول دیا گیا

میں نے کیا دیکھا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہوں انہوں نے بیت معمور سے ٹیک لگائی ہوئی ہے اور ان کے پاس ستر ہزار فرشتے ایسے داخل ہوتے ہیں جو اس کے پاس دوبارہ لوٹ کر پھر کبھی نہیں آتے۔

پھر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر اور اس کے پھل مٹکے کے برابر تھے۔

فرمایا

جب اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا تو وہ تبدیل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے حسن و جمال کی منظر کشی نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو جی مجھ پر بھیجا تھی وہ نازل ہوئی اور مجھ پر روزانہ دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔

پھر میں وہاں سے اتر ا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

تو انہوں نے پوچھا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب عزوجل نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے کہا

پچاس نمازیں

انہوں نے فرمایا

اپنے رب عزوجل کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کریں اس لئے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں بنی اسرائیل کو آڑا چکا ہوں اور ان کا امتحان لے چکا ہوں۔

فرمایا

میں اپنے رب عزوجل کے پاس گیا
اور عرض کی

اے میرے رب عزوجل! میری امت پر تخفیف فرمادیتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں مجھ سے ساقط فرمادیں۔

میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

تو فرمایا

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں

انہوں نے فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لئے آپ (صلی اللہ

علیہ وسلم) اپنے رب کے پاس جائیے اور ان سے مزید تخفیف کا سوال کیجئے۔

میں اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان اس طرح چکر لگاتا رہا۔

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ دن و رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز پر دس

نمازوں کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح یہ پچاس نمازیں ہی بن جائیں گی اور جو شخص کسی نیکی

کا ارادہ کرتا ہے اور اسے نہیں کر سکتا تو اس کو ایک نیکی کا اجر ملتا ہے اور جو شخص کسی برائی کا

ارادہ کر لے اور اسے نہ کر سکے تو کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا

فرمایا کہ

میں وہاں سے اتر اُتھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں یہ بتلایا

تو انہوں نے فرمایا کہ

اپنے رب عزوجل کے پاس دوبارہ جائے اور ان سے تخفیف کا سوال کیجئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے کہا کہ میں اپنے رب عزوجل کے پاس بار بار جا چکا اب تو مجھے شرم آنے
لگی ہے۔

(۴) میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو آپ کی امت
پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں

عن انس بن مالك رضى الله عنه

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

اتيت بدابة فوق الحمار ودون البغل خطوها عند منتهى

طرفها

فركبت ومعى جبرئيل عليه السلام فسرت

فقال

انزل فصل

ففعلت

فقال

اتدرى اين صليت؟

صليت بطيبة واليها المهاجر

ثم قال

انزل فصل

فصليت

فقال

اندري اين صليت؟

صليت بطور سيناء حيث كلم الله عزوجل موسى عليه

السلام

ثم قال

انزل فصل

فنزلت فصليت

فقال

اندري اين صليت

صليت بين لحم حيث ولد عيسى عليه السلام

ثم دخلت بيت المقدس فجمع لى الانبياء عليهم السلام فقد

منى جبرئيل حتى امتهم ثم صعدى الى السماء الدنيا، فاذا

فيها

آدم عليه السلام

ثم صعد بهى الى السماء الثانية

فاذا فيها ابنا الخالة عيسى ويحيى عليهما السلام

ثم صعد بهى الى السماء الثالثة

فاذا فيها يوسف عليه السلام

ثم صعد بهى الى السماء الرابعة

فاذا فيها هارون عليه السلام

ثم صعد بهى الى السماء الخامسة

فاذا ادريس عليه السلام

ثم صعد بهى الى السماء السادسة

فاذا فيها موسى عليه السلام

ثم صعد بي الى السماء السابعة

فاذا فيها ابراهيم عليه السلام

ثم صعد بي فوق سبع سموات فاتينا سدرة المنتهى، ففشتني

ضبابة فخررت ساجداً

فقال لي

انى يوم خلقت السموات والارض فرضت عليك وعلى

امتك خمسين صلاة فقم بها انت وامتك فرجعت الى

ابراهيم عليه السلام فلم يسألني عن شيء

ثم اتيت على موسى عليه السلام

فقال

كم فرض ربك عليك وعلى امتك

قلت

خمسين صلاة

قال

فانك لا تستطيع ان تقوم بها انت ولا امتك، فارجع الى ربك

فاسأله التخفيف

فرجعت الى ربي فخفف عني عشراً

ثم اتيت موسى عليه السلام

فامرني بالرجوع

فرجعت

فخفف عني عشراً ثم ردت الى خمس صلوات

ثم اتيت موسى عليه السلام

قال

فارجع الى ربك فساله التخفيف فانه فرض على بنى اسرائيل
صلاتين فما قاموا بها فرجعت الى ربي فسالته التخفيف

فقال

انى يوم خلقت السموات والارض فرضت عليك وعلى
امتك خمسين صلاة فخمس بخمسين فقم بها انت وامتك

فعرفت انها من الله تعالى صرى

فرجعت الى موسى عليه السلام

فقال

ارجع

فعرفت انها من الله صرى فلم ارجع

(نسائی: باب ما جاء فرض الصلوة: ص: 236، حدیث: 454 بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا

اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی حد ہو

میں اس پر سوار ہوا اور میرے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی تھے چنانچہ میں چلا

پھر انہوں نے فرمایا

اتر کر نماز ادا فرمائیے

چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا

انہوں نے فرمایا کہ

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معلوم ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہاں نماز پڑھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہجرت ہے

پھر فرمایا کہ

اتر کر نماز ادا فرمائیں

میں نے نماز پڑھی

تو فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا

پھر فرمایا کہ

اتر کر نماز ادا فرمائیں

چنانچہ میں اتر اور نماز پڑھ لی

انہوں نے فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو میرے لئے جمع کیا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آگے بڑھا دیا۔ میں نے سب کی امامت کی۔

پھر مجھے آسمان دنیا پر لے جایا گیا

وہاں حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔

پھر مجھے دوسرے آسمان پر پہنچایا گیا۔

وہاں میرے خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام تھے۔

پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا۔

وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔

پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا

وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے

پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا

وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے

پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا

وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے

پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا

وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے

پھر مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا۔

ہم سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آئے تو مجھے ایک قسم کے کبر نے ڈھانپ لیا اور میں سجدہ

میں گر گیا۔

مجھ سے فرمایا گیا کہ

میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ تمہاری امت پر پچاس نمازیں

فرض کی تھیں۔ اس لئے آپ اور آپ کی امت انہیں ادا کرے۔

وہاں سے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور انہوں نے مجھ سے کسی

چیز کے بارے میں نہ پوچھا۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

تو انہوں نے فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔

میں نے کہا

پچاس نمازیں

فرمایا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ انہیں ادا کر سکیں اور نہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کی طاقت رکھتی ہے لہذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے پاس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔

چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے پھر دوبارہ واپس جانے کا حکم دیا۔ میں دوبارہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس اور کم کر دیں پھر اخیر میں پانچ نمازیں کر دی گئیں۔

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

انہوں نے فرمایا

اپنے رب عزوجل کے پاس جائیے اور کمی کا سوال کیجئے اس لئے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض تھیں وہ انہیں ادا نہ کر سکے۔

چنانچہ میں اپنے رب عزوجل کے پاس دوبارہ گیا اور کمی کا سوال کیا فرمایا

میں نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ آپ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اب پانچ پر پچاس کا اجر ملے گا اس لئے آپ اور آپ کی امت کو ادا کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ گیا۔

تو انہوں نے فرمایا
واپس جائے میں چونکہ جان چکا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پختہ فیصلہ ہے اس لئے میں
دوبارہ واپس نہیں گیا۔

(۵) میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

من صلی صلاۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثۃ، غیر

تمام

فقیل لابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

انا نکون وراء الامام

فقال

اقرابها فی نفسک

فانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول

قال اللہ عزوجل

قسمت الصلاة بینی وبين عبدی نصفین ولعبدی ما سأل

فاذا قال العبد

الحمد لله رب العلمین

قال اللہ عزوجل

حمدنی عبدی

واذا قال

الرحمن الرحیم

قال اللہ عزوجل

اثنی علی عبدی

واذا قال

مالك يوم الدين

قال الله عز وجل

مجدنی عبدی

وقال مرة

فوض الی عبدی

فاذا قال

اياك نعبد و اياك نستعين

قال

هذا بينی وبين عبدی ولعبدی ما سان

فاذا قال

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر

المغضوب علیهم والالضالین

قال

هذا لعبدی ولعبدی ما سان

(مسلم: وجوب قراة الفاتحة فی کل رکعة: ص: 170، ج: 1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز

ناقص ہوتی ہے (یہ لفظ تین مرتبہ ارشاد فرمایا) نامکمل ہوتی ہے۔

تو حضرت ابو ہریرہ سے عرض کیا گیا کہ

ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو کیا کچھ کریں
تو فرمایا کہ

(دل میں پڑھا کرو) اکیلے میں تو پڑھا کرو
اس لئے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں نے سورۃ الفاتحہ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا
ہے۔ اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا

چنانچہ جب بندہ کہتا ہے

الحمد لله رب العلمین

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری حمد کی

اور جب بندہ کہتا ہے

الرحمن الرحیم

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میری بندے نے میری ثناء بیان کی

اور جب بندہ کہتا ہے

مالک يوم الدين

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔

اور ایک یہ ارشاد فرمایا

میرے بندے نے میرے سپرد کر دیا

پھر جب بندہ کہتا ہے

ایک نعبد و ایاك نستعین

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان دائر ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ سوال کرے گا

پھر جب بندہ کہتا ہے

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر

المغضوب علیہم ولا الضالین

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ سوال کرے گا۔

(۶) میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں

عن مالک بن صعصعة رضی اللہ عنہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان اذا قبل احد الثلاثة بین

الرجلین فاتیت بطست من ذهب ملآن حکمة وایمانا فشق

من النحر الی مراق البطن فغسل القلب بماء زمزم ثم ملی

حکمة وایمانا ثم اتیت بدابة دون البغل

وفوق الحمار ثم انطلقت مع جبرئیل علیہ السلام فاتینا

السما دنیا

فقیل

من هذا

قال

جبرائيل (عليه السلام)

قيل

ومن معك؟

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

قيل

وقد ارسل اليه مرحبا به ونعم المجيى جاء
فاتيت على آدم عليه السلام فسلمت عليه

قال

مرحبا بك من ابن ونبي

ثم اتينا السماء الثانية

قيل

من هذا؟

قال

جبرئيل عليه السلام

قيل

ومن معك

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

فمثل ذلك

فاتيت على يحيى وعيسى

فسلمت عليهما

فقالا

مرحبابك من اخ ونبي

ثم اتينا السماء الثالثة

قيل

من هذا؟

قال

جبرئيل عليه السلام

قيل

و من معك؟

قال

محمد صلى الله عليه وسلم

فمثل ذلك

فاتيت على يوسف عليه السلام

فسلمت عليه

قال

مرحبابك من اخ ونبي

ثم اتينا السماء الرابعة

فمثل ذلك

فاتيت على ادريس عليه السلام

فسلمت عليه

فقال

مرحبابك من اخ ونبي

ثم اتينا السماء الخامسة

فمثل ذلك

فاتيت على هارون عليه السلام

فسلمت عليه

قال

مرحبابك من اخ ومن نبى

ثم اتينا السماء السادسة

فمثل ذلك

ثم اتيت على موسى عليه السلام

فسلمت عليه

فقال

مرحبابك من اخ ونبى

فلما جاوزته بكى

قيل

ما يبكيك؟

قال

يا رب هذا الغلام الذى بعثته بعدى يدخلى من امته الجنة اكثر

والفضل من امتى

ثم اتيت السماء السابعة

فمثل ذلك

فاتيت على ابراهيم عليه السلام

فسلمت عليه

فقال

مرحبا بك من ابن ونبي

ثم رفع لي البيت المعمور يصلى فيه كل يوم سبعون الف

ملك

فاذا خرجوا منه لم يعودوا آخر ما عليهم

ثم رفعت لي سدرة المنتهى

فاذا نبقها مثل قلاں هجر واذا ورقها مثل آذان الفيلة واذا فى

اصلها اربعة انهار

نهران باطنان

ونهران ظاهران

امام الباطنان فى الجنة

واما الظاهران فالفرات والنيل

ثم فرضت على خمسون صلاة

قال

انى اعلم با الناس منك انى عالجت بنى اسرائيل اشد

المعالجة وان امتك لن يطيقوا ذلك فارجع الى ربك واساله

ان يخفف عنك فرفعت الى ربي فسأله ان يخفف عنى

فجعلها اربعين

ثم رجعت الى موسى عليه السلام

فقال

ما صنعت؟

قلت

جعلها اربعین

فقال لی مثل مقالته الاولى

فرجعت الی ربی عزوجل

فجعلها ثلاثین

فاتیت علی موسیٰ علیہ السلام فاخبرته

فقال لی مثل مقالته الاولى

فقلت

انی استحینی من ربی عزوجل ان ارجع الیه فنودی ان قد

امضیت فریضتی وخففت عن عبادی واجزی بالحسنة

عشر امثالها

(سنن نسائی: باب الاسراء: ص: 21، حدیث: 434 بیروت)

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسی دوران کہ میں بیت اللہ کے قریب کچھ سویا، کچھ جاگا سا تھا کہ تین میں

ایک صاحب جو دو آدمیوں کے درمیان تھے وہ میری طرف آئے پھر میرے

پاس سونے کا ایک بالشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا اور گلے

سے پیٹ کے نرم و پتلے حصے تک چاک کیا اور دل کو زمزم سے دھویا پھر دل

میں ایمان و حکمت کو بھر دیا گیا۔ میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے

چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ پھر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے

ساتھ روانہ ہوا اور ہم آسمان تک پہنچے۔

تو پوچھا گیا

کون ہے؟

فرمایا

جبرئیل علیہ السلام

پوچھا

آپ کے ساتھ کون ہے!

فرمایا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پوچھا

کیا ان کو بلایا گیا ہے

ان کی آمد پر خوش آمدید اور وہ بہت باعزت طریقے سے آئے ہیں۔

چنانچہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

اے بیٹے اور نبی! خوش آمدید

پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے

پوچھا گیا

کون ہے؟

فرمایا

جبرئیل علیہ السلام

پوچھا

آپ کے ساتھ کون ہے

فرمایا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چنانچہ یہاں بھی ویسا ہی ہوا

مصحف کریم علیٰ صی زبان
میں حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے پاس حاضر ہوا۔ ان دونوں کو سلام کیا

ان دونوں نے کہا

اے بھائی نبی خوش آمدید

پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے

پوچھا گیا

کون؟

فرمایا

جبرئیل علیہ السلام

پوچھا

ساتھ کون ہے؟

فرمایا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پھر وہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

اے بھائی نبی خوش آمدید

پھر ہم چوتھے آسمان پر آئے

وہاں بھی یہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بھائی اور نبی

پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے

وہاں بھی وہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بھائی اور نبی (علیہ السلام)

پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے

وہاں بھی یہی ہوا

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بھائی اور نبی علیہ السلام

میں جب ان کے پاس سے آگے بڑھا تو وہ رونے لگے

ان سے پوچھا گیا

آپ (علیہ السلام) کو کس بات نے رلا دیا؟

فرمایا

اے زب! یہ نوجوان جن کو آپ عزوجل میرے بعد مبعوث فرمایا ہے۔ ان کی

امت میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں جائے گی اور افضل ہوگی۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر آئے

وہاں بھی وہی سوال و جواب ہوا

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا انہیں سلام کیا

انہوں نے فرمایا

خوش آمدید اے بیٹے اور نبی علیہ السلام

پھر میرے سامنے بیت المعمور کو بلند کیا گیا

جس میں متر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں وہ جب ایک مرتبہ وہاں سے نکل کر باہر آ

جاتے ہیں تو دوبارہ کبھی اس میں نہ آسکیں گے
 پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کیا گیا
 میں نے کیا دیکھا کہ اس کے پیر ایسے بڑے بڑے ہیں جیسے مقام ہجر کے مکے اور
 اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں اور اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں۔

دونہریں مخفی ہیں

اور دونہریں ظاہری ہیں

مخفی نہریں جنت میں

اور ظاہری نہریں نیل اور فرات میں

پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

تو انہوں نے پوچھا

کیا کہا؟

میں نے کہا کہ

مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں

انہوں نے فرمایا

میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کو خوب تربیت دی

اور مشق کرائی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کو ادا کرنے کی طاقت نہیں

رکھتی۔ اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پروردگار کے پاس دوبارہ جائے اور

تخفیف کی درخواست کیجئے۔

چنانچہ میں اپنے پروردگار کے پاس گیا اور تخفیف کا سوال کیا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چالیس کر دیا۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔

انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟

میں نے کہا

چالیس کر دی ہیں۔

انہوں نے مجھ سے پھر وہی پہلی بات کہی۔

چنانچہ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے تمیں کر دیں۔

میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہیں بتایا

تو انہوں نے مجھ سے پہلے والی بات کہی۔

چنانچہ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس گیا تو اللہ تعالیٰ نے بیس کر دیں۔

پھر دس کر دیں پھر پانچ کر دیں۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا

تو انہوں نے پھر وہی پہلے والی بات دہرائی۔

تو میں نے کہا کہ

اب اللہ عزوجل کے پاس جاتے ہوئے مجھے شرم آنے لگی ہے۔

چنانچہ یہ ندا دی گئی کہ

میں نے اپنے فریضہ کو مقرر کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے۔ اور

ہاں میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دوں گا۔

(۷) میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یقول

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من صلی ہلوة لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج، ہی

خداج ہی خداج غیر تمام

فقلت

يا با هريرة انى احيانا اكون وزراء الامام فغمز ذراعى

وقال

اقرأ بها يا فارسى فى نفسك

فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

يقول الله عز وجل

قسمت الصلاة بينى وبين عبدى نصفين

فنصفها لى

ونصفها لعبدى

ولعبدى ما سأل

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اقرأوا

يقول العبد

الحمد لله رب العالمين

يقول الله عز وجل

حمدنى عبدى يقول العبد

الرحمن الرحيم

انى على عبدى

يقول العبد

مالك يوم الدين

يقول الله عز وجل

مجدنى عبدى

يقول العبد

ایاک نعبد و ایاک نستعین

فهذه الآية بينى وبين عبدى

ولعبدى ماسأل

يقول العبد

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير

المغضوب عليهم والالضالين

فهؤلاء لعبدى ولعبدى ماسأل

(سنن نسائی: باب ترک قراءۃ: ص: 484، حدیث: 917 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے،

ناقص ہے، غیر مکمل ہے

ابو سائب کہتے ہیں کہ

میں نے عرض کیا

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انہوں نے میرے بازو کو دبا یا

اور فرمایا کہ

اے فارسی! اس کو اکیلے تو پڑھ لیا کرو۔

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے لہذا اس کا نصف

تو میرے لئے ہے اور اس کا نصف میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے

لئے وہ ہے جس کا اس نے سوال کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

پڑھو!

بندہ کہتا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف کی

بندہ کہتا ہے

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی

بندہ کہتا ہے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

بندہ عرض کرتا ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے

وہ ہے جس کا اس نے مجھ سے سوال کیا

بندہ کہتا ہے

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

تو یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے۔

(۸) میرے بندے نے میری تعریف کی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

من صلی صلاۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی حجاج، وہی

حجاج غیر تمام

قال

قلت

یا ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ: انی احياناً اکون وراء الامام

قال

یا ابن الفارسی: اقرأبها فی نفسک:

فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

قال اللہ عزوجل

قسمت الصلاة بینی وبين عبدی نصفین

و نصفها لی

نصفها لعبدی

ولعبدی ما سأل

یقرأ العبد

الحمد لله رب العالمین

فیقول اللہ عزوجل

حمدنی عبدی

فیقول

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

إِنِّي عَلَىٰ عِبْدِي

فَيَقُولُ

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

فَيَقُولُ اللَّهُ

مَجْدِي عَبْدِي وَهَذَا لِعَبْدِي وَبَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

وآخر السورة لعبدی ماسأل یقول

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ لَا عَلَيْهِمْ غَيْرُ

الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

(ترمذی: باب ومن سورہ فاتحہ، ص: 177، حدیث: 3209 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے،

ناکمل ہے

فرمایا

میں نے عرض کیا

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو کیا کروں)؟

تو فرمایا کہ

اے فارسی کے بیٹے! اس کو اکیلے تو پڑھ لیا کرو۔

بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

میں نے سورۃ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے پس اس کا آدھا حصہ میرے لئے ہے اور اس کا آدھا حصہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ سوال کرے گا۔

بندہ کہتا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف بیان کی

پھر بندہ کہتا ہے

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی

پھر بندہ کہتا ہے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ بات میرے بندے کے لئے ہے

اور میرے بندے اور میرے درمیان یہ ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

اور آخر سورت تک جو میرے بندے نے مانگا وہ میرے بندے کے لئے ہے

چنانچہ بندہ سوال کرتے ہوئے کہتا ہے

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

(۹) میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں

تقسیم کیا ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

قال اللہ عزوجل

قسمت الصلاة بینی وبين عبدی شطرين

فنصفها لی

ونصفها لعبدی

ولعبدی ما سأل

قال

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اقراؤ

یقول العبد

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

فیقول اللہ عزوجل

حمدنی عبدی ولعبدی ما سأل

فیقول

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

فیقول

اننی علی عبدی ولعبدی ما سأل

یقول

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

فَيَقُولُ اللَّهُ عزوجل

مجدنی عبدی فهذا لی وهذه الآية بينی وبين عبدی نصفین

يقول العبد

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

يعنى فهذه بينی وبين عبدی ولعبدی ما سأل و آخر السورة

لعبدی

يقول العبد

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

فهذا لعبدی ولعبدی ما سأل

(سنن ابن ماجه: ص: 105، حديث: 821 باب من ترك الصلوة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے پس اس

میں سے آدھا میرے لئے ہے اور آدھا حصہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے

بندے کے لئے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے۔

فرمایا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ پڑھو

جب بندہ کہتا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جس کا وہ

سوال کرے

بندہ کہتا ہے

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی اور میرے بندے کے لئے وہ کچھ ہے جسے

وہ مانگے

بندہ کہتا ہے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ میرے لئے ہے اور یہ آیت میرے

اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔

بندہ کہتا ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

یعنی یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے

لئے وہ ہے جو وہ سوال کرے۔ اور سورہ کا آخر میرے بندے کے لئے ہے۔

بندہ کہتا ہے

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

یہ میرے اور میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے وہ

ہے جو وہ سوال کرے۔

(۱۰) تم نے میرے بندے کو کس حالت میں چھوڑا؟

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

یتعاقبون فیکم ملائکة باللیل وملائکة بالنهار ویجتمعون

فی صلاة العصر وصلاة الفجر

ثم یعرج الذین باتوا فیکم

فیسألہم وهو اعلم بکم

فیقول

کیف ترکتم عبادی؟

فیقولون

ترکناہم وهم یصلون واتیناہم یصلون

(بخاری: باب کلام الرب مع جبرئیل علیہ السلام: ص: 1115، ج: 2 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فرشتے باری باری تمہارے پاس آتے ہیں۔ کچھ فرشتے دن کو اور کچھ فرشتے رات کو

یہ سب فجر و عصر کی نمازوں میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

پھر وہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں جنہوں نے تمہارے درمیان رات گزاری ہو

چنانچہ اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے

اور ارشاد فرماتا ہے کہ

تم نے میرے بندے کو کس حالت میں چھوڑا؟

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو وہ بھی نماز پڑھ رہے تھے۔

(۱۱) فرشتے باری باری تمہارے درمیان آتے ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الملائکۃ يتعاقبون ملائکة باللیل وملائکة بالنهار، یجتمعون
فی صلاة الفجر وصلاة العصر
ثم یخرج الذین باتوا فیکم
فیسألہم وهو اعلم فیقول
کیف ترکتم عبادی؟
فیقولون

ترکناہم وهم یصلون واتیناہم یصلون
(بخاری: باب فضل صلاة العصر: ص: 79، ج: 1، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
فرشتے باری باری تمہارے درمیان آتے ہیں کچھ رات کو آتے ہیں اور کچھ دن کو
آتے ہیں پھر فرشتے چلے جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزارا ہو۔
پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے اور فرماتا ہے
تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے۔

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ

ہم نے انہیں چھوڑا تو بھی وہ نماز میں مشغول تھے اور ہم ان کے پاس گئے تو بھی وہ
نماز میں مشغول تھے۔

(۱۲) میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
من صلی صلاۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ہی خداج
ہی خداج غیر تمام

قال

فقلت

یا ابا ہریرۃ! انی احیاناً اکون وراء الامام

قال

ضعف ذراعی

ثم قال

اقرابها فی نفسک یا فارسی!

فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

قسمت الصلاة بینی وبين عبدی بنصفین، فصفها لی ونصفها

لعبدی

ولعبدی ما سأل

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اقرؤوا

یقول العبد

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

يقول الله تبارك وتعالى

حمدنى عبدى

ويقول العبد

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝

يقول الله

انى على عبدى

ويقول العبد

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

يقول الله عز وجل

مجدنى عبدى

ويقول العبد

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

فهذه الآية بينى وبين عبدى ولعبدى ما سأل

يقول العبد

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ ۙ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

يقول الله عز وجل

فهؤلاء لعبدى ولعبدى ما سأل

(موطأ امام مالك، باب القراءة خلف الامام..... ص: 240، حديث: 188 بيروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔

ناقص ہے، نامکمل ہے۔

ابو السائب فرماتے ہیں کہ

میں نے کہا

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں کبھی امام کے پیچھے بھی ہوتا ہوں۔

فرماتے ہیں

انہوں نے میرا بازو دبا لیا اور فرمایا

اے فارسی! اس کو اکیلے ہوتے ہوئے پڑھا کرو

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا

ہے۔ پس آدمی تو میرے لئے ہے اور آدمی میرے بندے کے لئے ہے اور میرے

بندے کو وہ ملے گا جس کا وہ سوال کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پڑھو

بندہ کہتا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری تعریف بیان کی

بندہ کہتا ہے

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی

اور بندہ کہتا ہے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

اور بندہ کہتا ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا

جس کا وہ مجھ سے سوال کرے گا۔

بندہ کہتا ہے۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جس کا اس نے سوال

کیا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے حد احسانات فرمائے ہیں۔ اپنے بندوں کے

گناہوں کو معاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ بنایا تا کہ میرے بندے اس راستے پر

چل کر مجھ سے مغفرت کی بھیک مانگیں۔ نماز ایک ایسا راستہ اور ذریعہ ہے جس کو ادا

کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

مغفرت کی بھیک مانگ سکتا ہے۔ نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اور بندہ اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر وقت خوف زدہ رہتا ہے کہ اگر میں نے کوئی نماز چھوڑی تو اللہ تعالیٰ

سخت پکڑ فرمائے گا اس نماز کی برکت سے پھر وہ تمام گناہوں سے بھی بچا رہتا ہے۔

گناہوں کا انجام آخرت کی بربادی

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو پیدا فرمایا تو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ میرے بندوں کو سیدھے راستے کی تلقین کریں اور ہر برے راستے سے بچنے کی فکر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو تمام گناہوں سے بچانے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ بتایا ہے تا کہ میرے بندے اس راستے پر چل کر گناہوں سے بچتے رہیں۔ بندہ جب نیک اعمال کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوتا ہے اور اس کے لئے دنیا و آخرت کی نعمتیں دینے کا وعدہ بھی دیا ہے اور آخرت میں جنت کی بشارت بھی دی ہے اور جو بندہ برے اعمال کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اسے دنیا کے اندر ایسی فکر میں مبتلا کرتا ہے کہ وہ دنیا کی ہی فکر میں رہتا ہے اور نیک اعمال کو بھول جاتا ہے۔ آخر کار وہ گناہوں کی دلدل میں پھنستے ہوئے دنیا سے چلا جاتا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں آخرت کے دن سخت وعیدیں ہیں اور آخرت میں ندامت اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ گناہوں کے انجام پر دال ہیں۔

(۱) میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

قال اللہ عزوجل

ثلاثة انا خصمهم يوم القيامة

رجل اعطى بي ثم عذر

ورجل باع حراً فأكل ثمنه

ورجل استأجره اجيراً فأستوفى منه ولم يعط أجره

(بخاری: باب: اثم من باع حراً: ص: 525، حدیث: 2277 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔

ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بد عہدی کی۔

دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی۔

تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر مزدور کو مزدوری ادا نہیں کی۔

(۴) میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر

بہشت حرام کر دی

عن جناب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

كان فيمن كان قبلكم رجل به جرح فجزع فاخذ سكيناً

فخربها يده فما رق الدم حتى مات

قال الله تعالى

بادرني عبدي نفسه حرمت عليه الجنة

(بخاری: باب: ما ذكر من بني اسرائيل: ص: 825، حدیث: 3463 بیروت)

حضرت جناب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
گزشتہ امتوں میں ایک آدمی تھی جس کے ایک زخم لگ گیا وہ خوفزدہ ہو گیا (زخم کی
تکلیف برداشت نہ کر سکا) اور چھری سے اپنے ہاتھ کو چیر ڈالا، خون اتنا بہا کہ وہ ہلاک ہو
گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر بہشت حرام کر دی۔

(۳) کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے والا ہے

عن ابی ہریرۃ وعن ابی سعید رضی اللہ عنہما

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یوتی بالعبد یوم القیامۃ

فیقول اللہ عزوجل لہ

الم اجعل لك سمعاً وبصراً ومالاً وولداً؟

و سخرت لك الانعام والحرث وترکتک ترأس

و تربع فکنت تظن انک ملاقی یومک هذا؟

قال فیقول

لا

فیقول لہ

الیوم انساک کما نسیتنی

(ترمذی: کتاب صفة القیامۃ باب منہ: ص: 68 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
کل قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا
اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ

کیا میں نے تجھے کان آنکھ اور اولاد عطا نہیں فرمائی تھی؟
اور کیا تیرے لئے چوپائے اور کھیتیاں مسخر نہ کر دی تھیں اور کیا میں نے تجھے
سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا تھا؟ تو کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے
والا ہے۔

وہ کہے گا
نہیں

اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔

پس جیسے تو مجھے بھول گیا تھا ویسے ہی آج میں تجھے (عذاب میں) چھوڑ دوں گا۔

(۵) ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

ان اللہ تعالیٰ قال

لقد خلقت خلقا السنتم احلی من العسل وقلوبهم امر من الصبر فبی

حلفت لا تبحنهم فتنة تدع الحلیم منهم حیرانا فبی یفترون ام علی یجرؤن

(ترمذی: باب ما جاء فی ذهاب الہمر ص: ۶۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جن کی زبان شہد سے زیادہ پیشگی ہے مگر ان کے

دل ریلوے سے زیادہ کڑوے ہیں تو مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ ان کے لئے ایسا فتنہ مقدر کروں گا جو ان میں حلیم اور بردبار شخص کو بھی حیران کر کے چھوڑے گا کیا یہ لوگ مجھ سے دغا بازی کرتے ہیں یا مجھ سے جرات کرتے ہیں۔

(۵) یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هل نرى ربنا يوم القيامة

قال

هل تضارون في رؤية الشمس في الظهيرة ليست في سحابة

قالوا

لا

قال

فهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر بس في سحابة

قالوا

لا

قال

فوالذي نفسي بيده لا تضارون في رؤية ربكم الا كما

تضارون في رؤية احدهما

قال

فيلقى العبد

فيقول

ای قل الم اكرمك واسودك وازواجك واسخر لك الخيل

ولابل واذرك

ترأس وتربع

فيقول

بلى

قال فيقول

افظنت انك ملاقي

فيقول

لا

فيقول

فاني انساك كما نسيتي

ثم يلقي الثالث

فيقول له

مثل ذلك

فيقول

يا رب امننت بك وبكتابك وبرسلك وصليت وصمت

وتصدقت ویشني بخير ما استطاع

فيقول همنا اذاً

قال ثم يقال له

الآن بنعت شاهدنا عليك ويفكر في نفسه من الذي يشهد

علي فينحتم على فيه

ويقال لفضله ولحمه وعظامه انطق فضله ولحمه

وعظامه بعلمه وذلك ليعذر من نفسه وذلك المنافق وذلك
الذي يسخط الله عليه،

(مسلم: کتاب الزہد والرقائق: ص: 1456، حدیث: 7332 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کو دیکھنے میں تمہیں تکلیف ہوتی

ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا

نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چودھویں رات میں جب بادل نہ ہوں تو کیا چاند کو دیکھنے سے تمہیں کوئی تکلیف

ہوتی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا

نہیں

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہیں اپنے رب

عزوجل کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہی ہوگی جتنی سورج یا چاند کو دیکھنے سے ہوتی

ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پھر اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا۔

اور اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا:

اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟

کیا میں نے تیری شادی نہ کرائی؟

اور کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟

اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا؟

وہ بندہ عرض کرے گا

کیوں نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟

بندہ عرض کرے گا

نہیں

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا

پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا

اور ارشاد فرمائے گا:

اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟

کیا میں نے تجھے بیوی عطا نہیں فرمائی

کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟

اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا؟

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! کیوں نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے۔

بندہ عرض کرے گا

نہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا

پھر اللہ تعالیٰ تیرے بندے سے ملاقات کرے گا۔

اور اس سے وہی سب باتیں فرمائے گا

بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لے آیا۔

تیری کتاب پر ایمان لایا

تیرے رسولوں پر ایمان لایا

میں نے نماز پڑھی

روزہ رکھا

صدقہ کیا

اور بندہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنی نیکیاں بیان کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

ابھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

پھر بندے سے کہا جائے گا کہ

ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں۔

وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ

میرے خلاف کون گواہی دے گا۔

پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی

ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ تم بولو!

پھر اس کی ران ہڈیاں اور گوشت اس کے اعمال بیان کریں گے۔

یہ اس لئے بیان کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات میں اس کے خلاف گواہ اور دلیل

ہو۔ یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ۔

قیامت کا دن بہت ہی سخت دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن اپنی تمام مخلوق سے حساب

و کتاب لے گا کہ دنیا میں کیا کچھ کیا اور کیا کچھ کمایا۔ وہاں ہر ایک عضو بندے کے خلاف

گواہی دے گا۔ اگر وہ بندہ انکار کرے گا تو اس بندے کے اعضاء اس انکاری گناہ پر

گواہی دیں گے، ہاتھ الگ گواہی دیں گے۔ زبان الگ گواہی دے گی پاؤں الگ گواہی

دیں گے حتیٰ کہ بندے کا ہر عضو بندے کے خلاف گواہی دے گا۔ اس دن بندہ حیران

و ششدر ہوگا کہ ہمارے خلاف ہمارے عضو گواہی دے رہے ہیں۔ جس بندے نے اللہ

تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام علیہم السلام کی اطاعت کی ہوگی۔ وہ اس دن خوش حال ہوں

گے اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما کر جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا اور جنہوں نے دن

رات گناہوں میں بسر کئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے فرامین کو

پس پشت ڈالا ہوگا وہ اس دن پریشانی کی حالت میں ہوں گے اور آخر کار ان کو دوزخ

میں پھینک دیا جائے گا۔ لہذا اچھے اعمال کا انجام اچھا ہوگا اور برے اعمال کا انجام برا ہو

گا۔



شفاعت

قیامت کا دن بندوں پر بے حد سخت اور پریشانی کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن جلال میں ہوگا کسی کو طاقت نہ ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کچھ عرض کر سکے، اس پریشانی کے عالم میں کسی کا پسینہ گٹوں تک، کسی کا گھٹنوں تک اور کوئی اس پسینے کی وجہ سے شرابور ہوگا۔ ہر بندے کو اپنی پڑی ہوگی۔ ہر شخص یہ ہی چاہے گا کہ آج میری خلاصی ہو جائے اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اور اسی خلاصی کے لئے وہ شفیع کو ڈھونڈیں گے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ آپ علیہ السلام ہمارے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ علیہ السلام کو سجدہ کروایا تھا لہذا آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج میرا رب عزوجل جلال میں ہے لہذا میں سفارش نہیں کرتا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ آپ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہی جواب دیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو فرمائیں گے کہ تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاؤ وہ تمہاری شفاعت فرمائیں گے۔ چنانچہ تمام لوگ شفیع روز شمار باذن پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے اور شفاعت کی بھیک مانگیں گے تو حضور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کی شفاعت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔

حسب ذیل احادیث قدسیہ شفاعت پر دال ہیں۔

(۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی

جائے گی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی بلحم فرفع الیہ الذراع

وكانت تعجبه فنهش منها نهشة

ثم قال

انا سيد الناس يوم القيامة

وهل تدرون مم ذلك؟

يجمع الله الناس الاولين والآخرين في صعيد واحد يسمعهم

الداعى وينفذهم البصر، وتدنو الشمس فيبلغ الناس من انعم

والكرب مالا يطيقون ولا يحتملون

فيقول الناس

الانرون ما قد بلغكم؟

الا تنظرون من يشفع لكم الى ربكم؟

فيقول بعض الناس لبعض عليكم بآدم

فيأتون آدم عليه السلام

فيقولون له

انت ابوالبشر خلقك الله بيده ونفسح فيك من روحه وامرا

الملائكة فسجدوا لك الشفع لن الى ربك

الانرى الى ما نحن فيه؟

الاترى الى ماقد بلغنا؟

فيقول آدم عليه السلام

ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب
بعده مثله، وانه قد نهاني عن الشجرة فعصيته نفسي، نفسي،
نفسى اذهبوا الى غيرى،

اذهبوا الى نوح

فيأتون نوحاً

فيقولون

يا نوح انك انت اول الرسل الى اهل الارض وقد سماك الله
عبداً شكوراً

اشفع لنا الى ربك

الاترى مانحن فيه

فيقول

ان ربي عز وجل قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله
ولن يغضب بعده مثله وانه قد كانت بي دعوة دعوتها على
قومي نفسى نفسى نفسى

اذهبوا الى غيرى

اذهبوا الى ابراهيم

فيأتون ابراهيم

فيقولون

يا ابراهيم انت نبي الله وخليله من اهل الارض

الشفع لنا الى ربك

الاترى الى مانحن فيه

فيقول لهم

ان ربي قد غضب اليوم غضباً

لم يغضب قلبه مثله ولن

يغضب بعده مثله واني قد

كذبت ثلاث كذبات

فذنحرن ابو حبان في الحديث

نفسى ' نفسى ' نفسى

اذهبوا الى غيرى

اذهبوا الى موسى

فياتون الى موسى

فيقولون

يا موسى! انت رسول الله فضلك الله برسالته وبكلامه على

الناس،

اشفع لنا الى ربك

الاترى الى مانحن فيه؟

فيقول

ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب

بعده مثله واني قد قتلت نفساً لم اوامر بقتلها، نفسى، نفسى،

نفسى،

اذهبوا الى غيرى

اذهبوا الى عيسى ابن مريم

فيأتون عيسى

فيقولون

يا عيسى انت رسول الله و كلمته القاها الى مريم وروح منه

و كلمت الناس في المهد صبياً

اشفع لنا الى ربك

الاترى الى ما نحن فيه

فيقول عيسى

ان ربي قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله قط ولن

يغضب بعده مثله ولم يذكر ذنباً، نفسي، نفسي، نفسي

اذهبوا الى غيري

اذهبوا الى محمد (صلى الله عليه وسلم)

فيأتون محمد صلى الله عليه وسلم

فيقولون

يا محمد (صلى الله عليه وسلم) انت رسول الله، وخاتم

الانبياء وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر

اشفع لن الى ربك

الاترى الى ما نحن فيه

فانطلق فأتى تحت العرش، فاقع ساجداً لربي عز وجل

ثم يفتح الله على من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً

لم يفتحه على احد قبلي

ثم يقال

يا محمد ارفع راسك،

سل تعطہ

واشفع تشفع

فارفع راسی

فاقول

امتی یارب، امتی یارب، امتی یارب

فیقال

یا محمد: ادخل من امتک من لاحتساب علیہم من الباب

الایمن من ابواب الجنة وهم شركاء والناس فیما سوی ذلك

من الابواب

ثم قال

والذی نفسی بیده ان ما بین المصر امین من مصاریع الجنة

كما بین مكة وحمیرا وکما بین مكة وبصری

(بخاری: باب دریہ من حملنا مع نوح: ص: 1171، حدیث: 4712 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گوشت پیش کیا گیا اور

بازو کا گوشت اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور بازو کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کو بہت پسند تھا۔ اس میں کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا

پھر ارشاد فرمایا

میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

کیا تم جانتے ہو کہ میرے سردار ہونے کی کیا وجہ ہے؟

اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ ایک پکارنے والا

پکارے گا اور آنکھیں دوسری طرف دیکھنے کے قابل ہوں گی اور سورج قریب آجائے گا

اور لوگوں پر ناقابل برداشت غم و اندوہ کا ہجوم ہوگا۔

تو لوگ کہیں گے

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس حالت کو پہنچ گئے ہو۔

کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب عزوجل کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کر

سکے۔

تو بعض لوگ بعض سے کہیں گے

(حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

لوگ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس پہنچ کر کہیں گے۔

آپ (علیہ السلام) تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ

السلام) کو اپنے خاص دست قدرست سے بنایا ہے اور آپ (علیہ السلام) کے اندر اپنی

جانب سے روح پھینکی اور فرشتوں کو آپ (علیہ السلام) کے سامنے سر بسجود ہونے کا حکم

دیا۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیے!

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہماری حالت کیا ہوگئی ہے۔

(حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

آج میرا رب (عزوجل) اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسے

غضب میں ہوا اور نہ اس دن کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ مجھے اس نے ایک درخت

کھانے کی ممانعت فرمائی تھی مگر میں نے اس کی نافرمانی کی، نفسی، نفسی، نفسی

تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

وہ سب لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے۔

اے (حضرت) نوح (علیہ السلام) آپ زمین والوں کے لئے سب سے پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟

(حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میرا رب عزوجل آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب میں تھا

اور نہ بعد میں ہوگا۔ میرے لئے ایک دعا تھی وہ میں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے کر لی
نفسی، نفسی، نفسی۔

تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ

وہ سب لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے

اور عرض کریں گے

اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں

اور زمین والوں میں اس کے خلیل ہیں۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں

(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میرا رب عزوجل آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا

اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں

کہی تھیں، نفسی، نفسی، نفسی

تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ
پھر وہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔
اور عرض کریں گے

اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے رسول
ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) پیغمبری اور اپنی ہم کلامی کے ذریعہ لوگوں پر
فضیلت دی ہے۔

اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں مبتلا ہیں؟
(حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

آج میرا رب عزوجل ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس کے سے پہلے کبھی ایسا غضبناک
ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ مجھ سے (دنیا میں) ایک قتل سرزد ہو گیا تھا
جس کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی

تم کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔
وہ لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے
اور عرض کریں گے

اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ
ہیں جو مریم (رضی اللہ عنہا) میں ڈالا گیا اور آپ (علیہ السلام) روح اللہ ہیں۔ آپ
(علیہ السلام) نے اس وقت لوگوں سے کلام کیا تھا جب آپ علیہ السلام چھوٹے سے
پالنے میں تھے۔

آپ (علیہ السلام) اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔

کیا آپ (علیہ السلام) نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔
(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میرا رب عزوجل آج ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہ ہوا نہ
کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اپنا قصور ذکر کریں گے۔
فرمائیں گے، نفسی، نفسی، نفسی

میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ

تم لوگ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔

لوگ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائیں گے۔

اور عرض کریں گے

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول
ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام اگلے پچھلے ذنب (خلاف اولیٰ کام) معاف فرمادئے
ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ہماری شفاعت
فرمائیے۔

کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں دیکھتے کہ ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں؟
میں فوراً عرش الہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب عزوجل کے سامنے سر بسجود ہو
جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میری زبان پر اپنی ایسی عمدہ حمد و ثناء جاری فرمادے گا جو مجھ سے پہلے
کسی کی زبان پر جاری نہ کرائی گئی ہوگی۔

پھر فرمایا جائے گا -

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سراٹھاؤ۔

طلب کرو تمہیں عطا کیا جائے گا

شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(یہ سن کر) میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا

اور عرض کروں گا

اے رب عزوجل! میری امت اے رب عزوجل میری امت، اے رب عزوجل

میری امت:

مجھ سے فرمایا جائے گا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت میں سے بے حساب و کتاب جنت کے

داہنے دروازے سے جنت میں داخل کرو اور جنت کے دیگر دروازوں میں بھی یہ لوگ

دوسروں کے ساتھ شریک ہیں۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازے کے دو

پٹوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی مکہ اور حمیر کے درمیان ہے یا مکہ اور بصرہ کے

درمیان ہے۔

(۲) میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا

عن انس رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

يجتمع المؤمن يوم القيامة

فيقولون

لو اشفعنا الی ربنا

فیأتون الی آدم

فیقولون

انت ابوالناس خلقتک اللہ بیدہ، واسجد لک ملائکتہ وعلمک

اسماء كل شيء فاشفع لنا عند ربك حتى يرحمنا من مكاننا

هذا

فيقول

لست هناكم ويذكر ذنبه فسيتحي

انتونوحاً

فانه اول رسول بعثه الله الى اهل الارض

فيأتونه

فيقول

لست هناكم ويذكر سواله ربه ما ليس له به علم فسيتحي

فيقول

انتو خليل الرحمن

فيأتونه

فيقول

لست هناكم

انتو موسى عبداً كلمه الله وا اعطاه التوراة

فيأتونه

فيقول

لست هناكم: ويذكر قتل النفس بغير نفس فيستحي من ربه

فيقول

انتو عيسى عبد الله ورسوله وكلمة الله وروحه

فيقول

لست هناكم

انتو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبداً غفر الله له ما تقدم من
ذنبه

وماتا حر

فیاتونی

فانطلق حتی استاذن علی ربہ

فیوذن لی

فاذا رأیت ربی وقعت ساجداً

فیدعنی ماشاء اللہ

ثم یقال

ارفع راسک

وسل تعط

وقل یسمع واشفع تشفع

فارفع راسی

فاحمدہ بتحمید یعلمنیہ

ثم اشفع فیحدلی حداً فادخلهم الجنة

ثم اعود الرابعة

فاقول

ما بقی فی النار الا من حبسه القرآن یعنی قول اللہ تعالیٰ

خالدین فیہا

(بخاری: باب: و علم آدم الاسماء کلہا: ص: 1092، حدیث: 4476 بروایت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن مومنین جمع ہوں گے
وہ کہیں گے

کیوں نہ ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کسی کو اپنا شفیع بنائیں
تو وہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے
اور عرض کریں گے

اے آدم (علیہ السلام)! آپ (علیہ السلام) تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ
تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا تھا اور فرشتوں سے
آپ (علیہ السلام) کو سجدہ کروایا تھا اور آپ (علیہ السلام) کو تمام چیزوں کے نام تعلیم
فرمائے تھے۔

آپ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت تاکہ ہمیں اس جگہ سے
رہائی عطا فرمائے۔

(حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے۔

میں اس مقام کے لائق نہیں (میں اس تمہارے کام کا نہیں) وہ اپنی لغزش یاد کریں
گے اور حیا فرمائیں گے۔

پھر فرمائیں گے کہ

(حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔

وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کے لئے بھجوا
تھا۔

تو لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔

وہ فرمائیں گے۔

میں تمہارے اس کام کا نہیں۔ وہ اپنے سوال کو یاد کریں گے جس کا انہیں علم نہیں تھا

اور حیا فرمائیں گے۔

تب (حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے کہ
خلیل الرحمن (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے پاس جاؤ
لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے
آپ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ
میں تمہارے اس کام کا نہیں۔

تم (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ
وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور ان کو تورات عطا فرمائی
تھی۔

چنانچہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔
وہ بھی یہی فرمائیں گے۔

میں تمہارے اس کام کا نہیں۔ وہ ایک انسان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں قتل
کرنے کے اپنے فعل کو یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے۔
پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔
(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، رسول کلمہ
اور روح ہیں۔

چنانچہ لوگ آپ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔
(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے۔
میں تمہارے اس کام کا نہیں۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔
وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے اگلے پچھلے تمام ذنب (خلاف اولیٰ کام) اللہ تعالیٰ
نے معاف کر دیئے ہیں۔

چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔

میں جا کر اپنے رب عزوجل سے باریابی کی اجازت لوں گا۔ مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا۔

اور جب اللہ تعالیٰ چاہے گا میں اسی حالت میں رہوں گا

پھر فرمایا جائیے گا

سراٹھائیے اور طلب کیجئے تو کچھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) طلب کریں گے عطا کیا

جائے گا۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) شفاعت کیجئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت

قبول کی جائے گی۔

پھر میں اپنا سراٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے

سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے اسی کے مطابق

میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹوں گا اور جب اللہ

تعالیٰ کا دیدار کروں گا تو پھر ویسے ہی کروں گا جو پہلی بار کیا تھا پھر شفاعت کروں گا۔ اللہ

تعالیٰ میرے لئے حد مقرر فرما دے گا اور میں اتنے ہی آدمیوں کو جنت میں داخل کروں

گا۔

بالآخر چوتھی مرتبہ ایسا کرنے کے بعد میں عرض کروں گا کہ

اب تو دوزخ میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں بچا جن کو قرآن کریم نے

روک رکھا ہے اور ان کے لئے دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

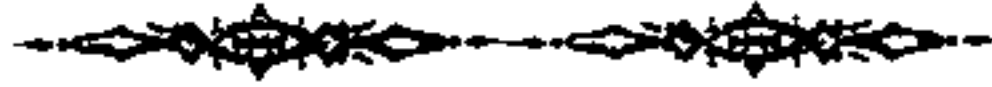
جن کو قرآن کریم نے روک رکھا ہے، کا مطلب اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ

خالد بن فیہا

یعنی وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو اس دن قبول فرمائے گا کہ جس دن تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کے لئے دوسرے نبی کی طرف تمام لوگوں کو بھیجیں گے۔ یہ سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والویت کو ظاہر کرنا ہوگا۔



اللہ تعالیٰ کے پید، وجہ، استواء وغیرہم کے معنی

الحمد للہ فقیر نے احادیث قدسیہ کو جمع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے اور جن کو سن، پڑھ کر بندہ مومن اشک بار ہو جاتا ہے۔ اب میں آخر میں حدیث قدسی کا معنی بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے پید، وجہ، استواء، نزول، قدم، ضحک وغیرہم کا معنی بیان کرتا ہوں۔

حدیث قدسی

ایسی حدیث ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام، الہام، یا خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو۔

احادیث قدسیہ متعدد مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ معنی کی تعبیر کے لئے دیگر احادیث کی طرح ان میں بھی مختلف الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ ان احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ، وعید اور شان رحمت کا بیان دیگر احادیث کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے الفاظ کا استعمال بھی کثرت کے ساتھ ہوا ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے ہے۔ بلفظ دیگر قرآن مجید میں جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے بعض ایسے الفاظ مثلاً پید، وجہ، استواء موجود ہیں۔ اسی طرح احادیث قدسیہ میں بھی نزول، قدم، ضحک، وغیرہ کے الفاظ کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

مثلاً امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى
ثلث الليل الآخر

يقول

من يدعوني فاستجب له من يستلني فاعطيه من يستغفرني
فاغفر له

(بخاری: باب الدعاء بالصلاة من آخر الليل: ص: 720 حدیث: 1145 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور
ندا دیتا ہے جو شخص مجھ سے سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو مجھ سے بخشش طلب
کرے گا۔ میں اسے بخش دوں گا۔

اسی طرح امام مسلم علیہ الرحمہ کی روایت ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال اللہ عزوجل

اذا تقرب عبدی منی ثبرا تقربت منه ذراعاً واذا تقرب منی

ذراعاً تقربت منه یاعاً واذا اتانی یمشی اتیتہ ہرولۃ

(مسلم: باب فضل الذکر والدعاء... ص: 1321، حدیث: 6725 بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک گز قریب ہو

جاتا ہوں۔ جب وہ مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

مسلمانو!

اسی طرح کی متعدد احادیث قدسیہ ہیں۔

پہلی حدیث میں نزول اور دوسری حدیث میں مٹھی اور ہرولہ کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنے جانے اور دوڑنے وغیرہم صفات سے پاک ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفتیں ہیں جو حادث ہیں اور جن پر فنا طاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس پر کبھی حدوث اور فنا طاری نہیں ہو سکتا۔ ان احادیث میں دو طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں۔

پہلی تو یہ کہ عربی قواعد کی روشنی میں متن کا ایسا ترجمہ جو نفس الہیہ اور تنزیہ باری پر مشتمل ہو اور سمجھ میں بھی آجائے۔ اس کا الحمد للہ میں نے بخوبی لحاظ رکھا دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ

احادیث سے متعلق اہل ایمان کا نقطہ نظر یہ کیا ہے

یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جن کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے۔

اس سے متعلق اہل علم کے چار نظریات ہیں۔

(۱) جن آیتوں اور حدیثوں میں باری تعالیٰ کی ایسی صفات وارد ہوئی ہیں۔ ان کا صحیح

علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تاہم الفاظ اور قرآن اگر اجازت دیں تو اس کا ایسا معنی

بیان کیا جاسکتا ہے جو شریعت کی رو کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے

بھی موافق ہو۔ اس نظریہ کو تاویل سے تعبیر کہا جاتا ہے۔

(۲) ان آیتوں اور حدیثوں کو اسی معنی لغوی حقیقی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی نظریہ کو تشبیہ

و تجسم کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے ماننے والوں کو مشبہ اور مجسمہ کہا جاتا ہے۔

(۳) باری تعالیٰ کی جو اس قسم کی صفات وارد ہوئی ہیں ان کا اثبات کیا جائے گا یعنی

جہاں ید ہے اس کا مطلب ید ہی ہے۔ جہاں وجہ ہے۔ اس کا مطلب وجہ ہی ہے مگر انسانی ید (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کی طرح نہیں۔ اس نظریے کے تابع بعض محدثین اور ابن تیمیہ ہیں۔

(۴) ان آیتوں اور حدیثوں کا معنی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے اس نظریہ کو سلف کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔

پہلا اور چوتھا نظریہ بہت ہی اہم ہے۔ اس لئے اس پر تفصیلی بحث ہوگی دوسرا نظریہ سرے سے باطل ہے اور تیسرا نظریہ بھی غور و فکر کے بعد تیسرے کے مشابہ ہے۔ اس لئے اس کے بطلان میں بھی کچھ شک نہیں لہذا اس پر مختصری روشنی ڈالوں گا۔

(۱) تاویل

آیات صفات اور احادیث صفات سے متعلق پہلا موقف تاویل کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جہاں کوئی بات واضح نہ ہو۔ اس میں غور و فکر کر کے لفظ کے محتمل معانی میں کسی معنی کو قرینہ کی بنیاد پر متعین کر دیا جائے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی زبان عربی ہے، عرب اپنے کلام میں استعارہ اور کنایہ، حقیقت اور مجاز کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ اس لئے ہر جگہ لفظ کا اگر حقیقی معنی مراد لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے صفات سے متصف کرنا لازم آئے گا جو اس کی شان کے خلاف ہے جبکہ ایک گروہ آیات صفات اور احادیث صفات میں شدت کے ساتھ تاویل کا مخالف ہے۔ اس کا ماننا کہ سلف میں تاویل کا رواج نہیں تھا۔ اس لئے ہمیں بھی تاویل سے دور ہی رہنا چاہئے۔

اس نظریہ کے حامی بعض حنابلہ ابن تیمیہ اور ان کے تابعین ہیں

جبکہ پہلا موقف ماترید یہ اور اشاعرہ کا ہے۔ بلفظ دیگر اہل سنت والجماعت کا موقف ہے۔ ہر ایک اپنے موقف پر دلائل دیتے ہیں اور دوسرے موقف کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاویل کا لغوی معنی

مشہور لغوی علامہ ازہری 370ھ نے اپنی کتاب تہذیب اللغۃ میں ”اول“ کا درج ذیل مطلب بیان کیا ہے۔

(۱)

اول ، یؤل تاویلاً، ثلاثی، ال یؤول

اس کا معنی لوٹنا واپس ہونا ہے۔

احمد بن یحییٰ سے تاویل اور تفسیر کا معنی پوچھا گیا

تو فرمایا

آلت الشی، جمعته، واصلحته

علامہ ازہری کہتے ہیں

گویا تاویل کا معنی یہ ہوا کہ چند مشکل معنی کی توضیح ایسے الفاظ سے کی جائے جس

میں پھر کوئی خفا نہ رہ جائے۔

بعض عرب نے اس کا استعمال یوں کیا ہے۔

اول الله عليك أمرک

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے معاملات کو جمع کر لے۔

جب کسی شخص کا کوئی سامان گم ہو جائے تو اس کے لئے بولتے ہیں۔

اول الله عليك

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کا کھویا ہوا سامان واپس لوٹا دے اسے جمع کر دے

عرب بولتے ہیں

تأولت فی فلان لأجر

یعنی میں نے اس سے ا۔ ال کیا۔

علامہ لیٹ نے کہا

التأول والتأويل، تفسير الكلام الذي تختلف معانيه ولا يصح

الابيان غير لفظه

ایسا کلام جس کے چند معانی ہوں اس کی تفسیر دوسرے لفظ سے کی جائے۔

کچھ آگے لکھتے ہیں

قال ابو عبيده في قول الله تعالى:

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ (آل عمران: 7)

التأويل المرجع والمصير ما خوذ من آل يؤل الى كذا ای

صار اليه وأولته صيرته

(تہذیب اللغۃ ج: 15، ص: 329، 330)

اسی کتاب میں دوسری جگہ تاویل اور تفسیر کا فرق بتاتے ہوئے علامہ ابو منصور ازہری نے کئی اقوال ذکر کئے ہیں۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

تاویل اور تفسیر میں کوئی فرق نہیں۔ ساتھ ساتھ ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے۔

وقال بعضهم

التفسير كشف المراد عن اللفظ المشكل

التأويل رد احد المحتملين الى ما يطابق الظاهر

(تہذیب اللغۃ 12/283)

بعض لوگوں نے تفسیر اور تاویل کا معنی الگ الگ بتایا ہے۔

تفسیر کا مطلب

مشکل لفظ کی مراد کو واضح کرنا

تاویل کا مطلب

لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی کو ایسے معنی کی طرف پھیر دینا ہے۔
جو ظاہری سیاق کے مطابق ہو۔

علامہ ازہری کی عبارتوں کا مفاد یہ ہے کہ
چوتھی ہجری میں تاویل کا دو معنی مستعمل تھے۔
اول معنی

لوٹنا، لوٹانا، بکھری ہوئی چیزوں کو اکٹھا کرنا

نیز

کسی لفظ کے چند معانی ہوں مگر اس کا معنی اول واضح نہ ہو تو دوسرے آسان لفظ
سے اس کی تشریح کر دینا

دوم معنی

کسی لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی کو ایک ظاہری سیاق کو بنیاد پر راجح قرار

دینا۔

لسان العرب میں تاویل کا معنی

علامہ ابن منظور افریقی نے تاویل کے تمام مشتقات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی
ہے۔ ہر ایک پر قرآن کریم، حدیث رسول اور اقوال صحابہ کرام علیہم الرضوان واصحاب
لغت سے استہشاد بھی کیا ہے۔

ان تمام معانی کا مفاد بھی مذکورہ دو معانی

یعنی (۱) لوٹنا اور

(۲) تغیر کرنا ہے

لکھتے ہیں

اول

الأول، الرجوع الشيء يؤوول اولاً ومالاً

رجع وأول إليه الشيء رجعه وألت عن الشيء ارتددت

وأول الكلام وتأوله دبره وقدره،

وأوله وتأوله فسره

و في حديث ابن عباس رضي الله عنهما

اللهم فقهه في الدين وعلمه

التأويل قال ابن الاثير

هو من آل شيء يؤوول الى كذا اي رجع و صار اليه

والمراد بالتأويل نقل ظاهر اللفظ عن وضعه الأصلي الى ما

يحتاج الي دليل لولاه ماترك ظاهر اللفظ

(لسان العرب: ج: 11، ص: 33 حرف لام فصل الحمزة)

اول کا معنی

لوٹنا ہے

اول الكلام وتأوله کا مطلب

اندازہ لگانا، تدبیر کرنا، تفسیر کرنا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔

اے اللہ عزوجل انہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما

ابن اثير نے فرمایا کہ

آل الشيء سے مراد

یعنی لوٹنا اور پھرنا

اور تاویل کا مطلب یہ بتایا

دلائل اور قرائن کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو معنی وضعی یا اصلی سے کسی ایک دوسرے معنی

کی طرف نقل کر دیا جائے کہ دلیل نہ ہو تو اس معنی کی طرف نقل کرنا درست نہ ہو۔

تاج العروس میں تاویل کا معنی

التأویل فهو تبیین معنی المتشابه والمتشابه هو ما لم یقطع
بفحواه

من غیر تردد فیہ وهو النص

وقال الراغب

التأویل رد الشیء الی الغایة المرادة منه قولاً کان اوله فعلاً وفی
جمع الجوامع هو حمل الظاهر علی المحتمل المرجوح فان
حمل لدلیل ففاسد اولاً لشیء فلعب لا تأویل
قال ابن الکیمال

التأویل صرف الایة عن معناها، الظاهر الی معنی تحتمله اذا
کان المحتمل الذی تصرف الیه موافقاً لکتاب والسنة
قال ابن الجوزی

التأویل نقل الکلام عن موضعه الی ما یحتاج فی اثباتها الی
دلیل لولاه ما ترک ظاهر اللفظ
وقال بعضهم

التأویل رد أحد المحتملین الی ما یطابق الظاهر

(تاج العروس: 28: 33)

تشابہات کے معنی کی تعیین کرنے کو تاویل کہتے ہیں

علامہ راغب نے فرمایا

کسی چیز کو معنی مقصود کی طرف قولاً یا فعلاً لوٹا دینا تاویل ہے۔

صاحب جمع الجوامع نے تاویل کی تعریف میں فرمایا

ظاہری لفظ کو کسی محتمل مرجوح معنی پر محمول کر دیا جائے اگر کسی دلیل کی بنیاد پر محمول کیا گیا تو درست ہے محض دلیل کا ظن ہونے پر محمول کیا گیا تو فاسد ہے اور اگر بغیر دلیل کی بنیاد پر لفظ کو کسی دوسرے معنی پر محمول کیا جائے تو کھلواڑ ہوگا تاویل نہیں۔
ابن کمال فرماتے ہیں۔

آیت کو معنی ظاہر سے محتمل کی طرف اس طور پر لوٹا دیا جائے کہ وہ معنی محتمل کتاب و سنت کے مطابق ہو۔

ابن جوزی فرماتے ہیں

کلام کو اپنے موضع اصلی سے دلیل کی بنیاد پر ایسی طرف پھیر دیا جائے جس کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے اگر دلیل نہ ہوتی تو ظاہری لفظ کا ترک درست نہیں ہوتا۔
بعض لغویوں نے فرمایا

لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی ایسے معنی کی طرف پھیر دیا جائے جو ظاہر کے مطابق ہو۔

الحاصل

مذکورہ علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ تاویل کے تین معنی ہیں۔

اول

مرجع، مصیر اور انجام

دوم

تفسیر، توضیح اور بیان

سوم

دلیل کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو چھوڑ کر ایسے معانی کی طرف پھیر دیا جائے جس کا اثبات ضروری ہو۔

تاویل میں علماء کی رائے

تاویل سے متعلق محققین کی دورائے ہیں۔

ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آیات اور احادیث متشابہات میں تاویل کرنا کسی طرح درست نہیں جبکہ دوسرا گروہ آیات اور متشابہات میں تاویل کو ضروری سمجھتا ہے۔ ان کے مذاہب حسب ذیل ہیں۔

تاویل کرنا درست ہے

آیات و احادیث متشابہات میں تاویل کرنا جمہور اشاعرہ اور ماتر بدیہ کا موقف ہے۔ یہی نظریہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔ تاویل کے ثبوت میں وہ قرآن مجید و احادیث نبویہ اور آثار سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے یہ دعا کرنا۔

اے اللہ عزوجل! انہیں فقہ کی سمجھ اور قرآن کی تاویل کا علم عطا فرما۔
تاویل کے جواز میں سب سے بڑی دلیل ہے۔
تمام دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

تاویل کے جواز پر قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ (67/9)

إِنَّا نَسِينَاكُمْ (32/14)

ان دونوں آیتوں میں نسیان کی تاویل، ترک سے کی گئی ہے۔

یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ترک کر دیا۔

کیونکہ

نسیان کو معنی حقیقی پر محمول کرتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ

اللہ تعالیٰ اس صفت سے متصف ہے مگر اس کا نسیان ہمارے نسیان کی طرح نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ

خود اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ اپنی ذات سے صفت نسیان کی نفی اس طرح کی

ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (19/64)

آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح

وہ تمام آیتیں یا احادیث جن میں سمع، بصر، حرکت، نزول، یذوارد ہوئے ہیں کے

بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات سے متصف ہے مگر ہماری طرح

نہیں ہے بلکہ ان سب کے معنی کی صحیح تاویل کی جائے گی اور اس کا معنی حقیقی اللہ تعالیٰ کے

سپرد کر دیا جائے گا۔

تاویل کے جواز پر حدیث سے دلیل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے

یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی

قال

کیف اعودك انت رب العالمین

قال

اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعده

امام علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ الخ
اس حدیث کے معنی میں بھی یہ کہنا کسی طرح درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی
معنوں میں مریض کے پاس موجود ہوتا ہے۔

نہ ہی یہ کہنا درست ہوگا کہ
اللہ تعالیٰ بیمار ہوتا ہے مگر اس کی بیماری ہماری طرح نہیں
جیسا کہ تاویل کرنے والوں نے کہا
اس لئے لامحالہ ان الفاظ کی تاویل کرنی ہی پڑے گی اور لفظ کے ظاہری معنی کو چھوڑ
کر تاویل کا سہارا یقیناً لینا پڑے گا۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا
معنی وجدتنی عندہ الی وجدت ثوابی و کرامتی
(شرح مسلم للنووی: 126/16 بیروت)

تو مجھے اس کے پاس پاتا
کے معنی یہ ہے کہ تو میرا ثواب اس کے پاس پاتا۔
آثار صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین علیہم الرحمہ سے تاویل کا جواز
آثار صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اسی جانب اشارہ کرتے ہیں
امام مجتہد، مفسر، لغوی علامہ طبری کی تفسیر، امام بخاری کی صحیح، امام بیہقی کی الاسماء
والصفات اور فخر بن معلم کی
مجم المہدی

میں صحابہ و تابعین علیہم الرضوان کے درجنوں ایسے اقوال ملیں گے جن سے صاف
واضح ہوتا ہے کہ بعض اسلاف نے بھی آیات و احادیث صفات میں تاویل کا موقف اپنایا

ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے

یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود
امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قال جماعة من الصحابة والتابعین من اهل التاویل یبدو عن
امر شدید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
قال

هو یوم حرب وشدة

عن سعید بن جبیر

قال

عن شدة الأمر

عن قتاده

قال

عن امر فظیع جلیل

(تفسیر جامع البیان للطبری: سورة القلم: 41، 42)

تاویل کرنے والے صحابہ کرام و تابعین علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اس
آیت کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

ساق سے مراد قیامت کے دن کی ہولناکی اور شدت ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

قال عبدالرزاق عن معمر عن قتاده فی قوله

یوم یکشف عن ساق

قال

عن شدة امر

وعند الحاکم من طریق عن ابن عباس

قال

هو يوم كرب وشدة

قال الخطابي

فيكون المعنى يكشف عن قدرته التي تنكشف عن الشدة
والكرب وذكر غير ذلك من التأويلات

قال الاسماعيلي

هذه اصح لموافقها لفظ القرآن في الحملة، لا يظن عن ان
الله تعالى ذواعضاء وجوارح لما في ذلك من مشابهة
المخلوقين تعالى الله عن ذلك ليس كمثل شئ .

(فتح الباری: کتاب تفسیر القرآن، باب ما یوم یکشف عن ساق: 428/13)

عبدالرزاق نے معمر انہوں نے قتادہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا قول

يَوْمَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ

کا مطلب معاملہ کی ہولناکی نقل کیا ہے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے اس کا مطلب

نختی کا دن

روایت کیا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور نختی اور کرب کی صورت میں ہوگا اس کی اور کئی تاویلیں

بیان کی گئی ہیں۔

علامہ اسماعیلی نے کہا

يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ

کی مذکورہ تاویلیں سب سے اصح ہیں کیونکہ اس میں الفاظ قرآن کی پوری موافقت

ہو رہی ہے۔ یہ شبہ بھی نہیں ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح سے متصف ہے۔
جیسا کہ

اس معنی میں مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی مشابہت لازم آتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں۔
علامہ طبری فرماتے ہیں

والسمااء رفعناھا بقوۃ

قال اهل التاویل

ذکر من قال ذالك حدثني علي، قال ثنا ابو صالح، قال ثني
معاوية، عن علي، عن ابن عباس، قوله
والسمااء بنيناھا بايد

يقول

بقوۃ

حدثني محمد بن عمرو

قال ثنا ابو عاصم، قال ثنا عيسى وحدثني الحارث

قال ثنا الحسن، قال ثنا ورقاء جميعاً عن ابن ابي نجيح عن
مجاهد قوله

بايد

قال

بقوۃ

حدثنا يزيد قال ثنا سعيد عن قتاده

والسمااء بنيناھا بايدي بقوۃ

حدثنا بشر، قال ثنا يزيد، قال ثنا سعيد، عن قتاده

والسماں بنیناها بأیدی بقوة

حدثنا ابن المثنی قال ثنا محمد بن جعفر، قال ثنا شعبة عن

منصور

انه قال فی هذه الاية

والسماں بنیناها بأید

قال

بقوة

حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وهب قال قال ابن زید فی قوله

والسماں بنیناها بأید

قال

بقوة

حدثنا ابن حمید، قال ثنا مهران، عن سفیان

والسماں بنیناها بأید

قال

بقوة

(تفسیر طبری: ص: 168، الباب: 17، الجزء: 21)

اید کا معنی

مذکورہ آیت میں ”قوت“ ہے

علماء تاویل میں

ابن عباس، مجاہد، منصور، ابن زید اور سفیان رضوان علیہم اجمعین نے اس کا یہی معنی

بتایا ہے۔

علامہ طبری

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

فاليوم ننساہم کما نسوا لقاء يومهم هذا. (15/7)

حدثنا و کيع، قال ابى عن سفیان عن جابر عن مجاهد

فاليوم ننساہم

قال

”نسوا فى العذاب“

حدثنا محمد بن عبد الاعلى قال ثنا محمد بن ثور عن معمر

عن ابن ابى نجیح عن مجاهد

فاليوم ننساہم

قال

نترکھم کما تترکوا لقاء يومهم هذا

مجاہد نے اس کی تاویل میں کہا

آج (روز قیامت) انہیں ایسا ہی چھوڑ دیں گے

جیسا کہ

انہوں نے روز قیامت کا ذکر بھلا دیا تھا۔

حدثنى المثنى قال ثنا عبد الله بن صالح قال ثنى حاوية

عن على عن ابن عباس

فاليوم ننساہم کما نسوا لقاء يومهم هذا

قال

نترکھم من الرحمة کما تترکوا ان يعملوا للقاء يومهم هذا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

انہیں رحمت سے دور رکھیں گے

جیسا کہ

دنیا میں انہوں نے روز قیامت کی تیاری سے اپنے آپ کو دور رکھا تھا۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے۔

وجاء ربك والملك صفاصفاً (22/89)

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت امام احمد بن حنبل کا قول علامہ بیہقی کے حوالہ سے اس طرح بیان کیا۔

روی البيهقي عن الحاكم عن ابي عمرو بن اسماك عن حنبل

ان احمد بن حنبل تاول قول الله تعالى

”وجاء ربك“

انه جاء ثوابه

ثم قال البيهقي وهذا اسناد لا غبار عليه

(البدایہ والنہایہ: 361/10)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے مذکور آیت کی تاویل میں فرمایا

اس کا ثواب آیا

ابن کثیر بیہقی کے حوالہ سے فرماتے ہیں

امام احمد بن حنبل تک یہ بالکل مستند حوالہ سے پہنچتی ہے اور اس سند میں کوئی شک

نہیں۔

علامہ ابن کثیر کی یہ عبارت بھی امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے قابل مطالبہ ہے

جو اس عبارت سے چند سطر پیشتر مذکور ہے۔

ذكر البيهقي كلام الامام احمد

في رؤية الله في الدار الآخرة

واحتج بحديث صهيب في الرؤية وهي زيادة و كلامه في نفی

التشبيه وترك الخوض في الكلام والتمسك بما ورد في الكتاب والسنة عن النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه

(البدایہ والنہایہ: ص: 327 باب ومن شعره قوله: 7: 10)

بیہقی نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا کلام آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت سے متعلق ذکر کیا ہے اور رویت سے متعلق حدیث صحیب سے دلیل پیش کی ہے۔ یہ متن میں زیادتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تشبیہ کی نفی اور اس بارے میں کلام نہ کرنا۔

امام کا موقف ہے اور یہ کہ قرآن و حدیث و سنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مروی ہے وہی ان کا نزدیک دلیل ہے۔

الحاصل

تاویل اور صفات سے علامہ ابن حجر کے اس قول پر بات ختم کرتا ہوں۔

فمن اجري الكلام على ظاهره افضى به الى التجسيم ومن لم

يتضح له وعلم ان الله منزه عن الذي يقتضيه ظاهرها واما ان

يكذب نقلتها اما ان يؤولها

(فتح الباری: 13/183)

جس نے کلام کو ظاہر پر محمول کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کر دیا۔ جن کے لئے ان نصوص کا معنی واضح نہیں ہو سکا۔ انہوں نے یہ مانا کہ ان نصوص کے ظاہر سے جو متبادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے:

و فيه دليل ايضا على ان المتشابه لا ينبغي لان يذكر عند

العمامة وضابط ذلك ان يكون ظاهر الحديث يقوى البدعة

وظاهره في الاصل غير مراد فالامساك عنه عند من ينحس

عليه الأخذ بظاھرہ مطلوب

(فتح الباری: 225/1 بیروت)

اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ مقشایہات کا ذکر عام لوگوں کی محفل میں نہ کیا جائے۔ اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ حدیث کا ظاہر اگر بدعت کو تقویت دیتا ہے اور فی الحقیقت وہ مراد نہیں تو اس کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے ان کے سامنے اس کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔

لہذا یہ کہنا درست ہوگا کہ تاویل بیان کرنا سلف و خلف کا مذہب رہا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کا تاویل کرنا

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں ایک انصاری کی مہمان نوازی کا تذکرہ ہے۔ صبح جب انصاری بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد ضحك الله الليلة، او عجب، من فعلكما

تم لوگوں نے رات جس طرح مہمان نوازی کا حق ادا کیا ہے اللہ نے اس پر ضحک

فرمایا

ضحک کا حقیقی معنی ہے۔

ہنسنا

مگر امام بیہقی امام بخاری کے حوالہ سے اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

قال بخاری

معنى الضحك، الرحمة

امام بخاری نے کہا کہ

ضحک کا معنی رحمت ہے۔

ایک دوسری میں فرمایا

روی الفربری عن محمد بن اسماعیل البخاری رحمته الله
تعالیٰ انه قال معنی الضحك فيه الرحمة
(مرجع سابق)

فربری نے امام بخاری سے روایت کیا کہ حدیث میں ضحک کا معنی رحمت ہے۔
بیہقی نے امام بخاری کی تائید میں امام ابوسلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال ابوسلیمان قول ابی عبد الله قریب، و تاویلہ علی معنی
الرضی نفعلہما اقرب وأشبه ومعلوم ان الضحك من ذوی
التمیز یدل علی الرضی والبشر والا استہلال منهم دلیل
قبول الوسيلة ومقدمة انجاح الطلبة، والکرام یوصفون عند
المسئلة با البشر وحسن اللقاء فیکون المعنی فی قوله
یضحک الله الی رجلین ای نجدل العطاء لهما لانه موجب
الضحک ومقتضاه

(الاسماء والصفات: 218/2 بیروت)

امام ابوسلیمان نے فرمایا:

ابو عبد اللہ کی بات کی بات قریب ہے، لفظ ضحک کی تاویل رضا سے کرنا انصاری
میزبان کے فعل سے قریب ترین ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ کسی عاقل کے ضحک کا
مطلب اس کی رضا ہوتی ہے۔ اس کی جانب سے اس کی ابتداء مدعاء کے حصول کی دلیل
ہوتی ہے۔ معززین کا یہ طریقہ ہے کہ جب ان سے کچھ سوال کیا جاتا ہے تو ان کے چہرہ پر
خوشیوں کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس تشریح کے بعد حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ
تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنی نوازشات کے دروازے کھول دیئے کیونکہ ضحک کا تقاضہ یہی
ہے۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

نسبة الضحك والتعجب الى الله تعالى مجازية والمراد بهما

الرضا بفعلهما

(فتح الباری: باب قول الله تعالى ويوثرون على انفسهم)

ضحک اور تعجب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجاز ہے اس کا مطلب ان دونوں کے

فعل پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تاویل کرنا

امام مالک نے حدیث نزول میں نزول کا معنی نزول امر بتایا ہے۔

علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں۔

قال ابن عدی حدثنا محمد بن ہارون بن حسان حدثنا صالح

بن ایوب حدثنا حبيب بن ابی حبيب حدثنی مالک: قال ينزل

ربنا تبارك وتعالى امره فاما هو فدائم لا يزول قال صالح

فذكرت ذلك ليحيى بن بكير فقال حسن والله ولم اسمعه

قلت لا اعرف صالحا، وحبيب مشهور والمحفوظ عن مالک

رحمته الله رواية الوليد بن مسلم انه سأل عن احاديث

الصفات فقال امرها كما جئت بلا تفسير فيكون للامام في

ذلك قولان ان صحت رواية حبيب

(سير اعلام النبلاء: 104/8)

مالک کہتے ہیں کہ نزول باری کا معنی امر باری کا نزول ہے کیونکہ ذات باری صفت

دوام سے متصف ہے اس کو زوال نہیں، صالح کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن بکیر سے امام

مالک کی اس بات کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا بخدا بہت خوب تو صحیح ہے۔ میں نے تو مالک

سے نہیں سنا۔ (امام ذہبی کہتے ہیں) اس مسند میں مذکور صالح کو میں نہیں جانتا حبيب

معروف ہیں۔ مسئلہ صفات میں امام مالک کا محفوظ قول وہی ہے جس کو ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ انہوں نے امام مالک سے احادیث صفات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ان عبارتوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ ان کی تفسیر کی کوئی ضرورت نہیں۔ ذہبی کہتے ہیں۔

اگر حبیب کی روایت کو صحیح مان لیا جائے تو اس مسئلے میں امام مالک کے دو قول ہوں گے۔

میری رائے یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے صالح پر کلام کر کے ولید بن مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے مگر میری ناقص رائے میں امام مالک کا یہی قول راجح ہے کیونکہ یہ دوسری معتمد سند بھی مذکور ہے جس کا ذکر امام ابن عبدالبر نے کیا ہے۔ اس روایت کے معتمد ہونے ہی کی وجہ سے امام نووی نے بھی اپنی شرح میں ذکر کیا ہے۔ دونوں ائمہ کی عبادت یکے بعد دیگرے ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں

واما قوله في هذا الحديث ينزل تبارك وتعالى الى سماء الدنيا فقد اكثر الناس التنازع فيه والذي عليه جمهور ائمة اهل السنة انهم يقولون ينزل كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويصدقون بهذا الحديث ولا يكفون والقول في كيفية النزول كالقول في كيفية الاستواء والمحبى والجة في ذلك واحدة، وقد قال قوم من اهل الاثر ايضا انه ينزل امره وتنزل رحمته وروى ذلك عن حبیب كاتب مالك وغيره وانكر منهم اخرون وقالوا هذا ليس بشيء لان امره ورحمته لا يزالان ينزلان أبدا في الليل والنهار وتعالى الملك الجبار الذى اذا اراد امرا قال له كن فيكون في اى وقت شاء

ويختص برحمته من يشاء متى شاء لا اله الا هو الكبير
المتعال وقدروى محمد بن على الجبلى و كان من ثقات
المسلمين بالقيروان قال حدثنا جامع بن سواده بمصر، قال
حدثنا مطرف عن مالك بن انس انه سئل عن الحديث ان الله
ينزل فى الليل الى سماء الدنيا فقال مالك ينزل امره وقد
يحتمل ان يكون كما قال مالك رحمته الله

(التمهيد لمآنى المؤطا من الاسانيد: 143/7)

علامہ ابن عبدالبر نے امام مالک سے منسوب ایک معتمد سند ذکر کرنے کے علاوہ اہل
روایت کی ایک قوم کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی ہے لہذا امام مالک کا ہی قول راجح مانا
جائے گا اور علامہ ذہبی کے کلام کا کوئی اثر بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ دوسری سند معتمد ہے۔
امام نووی کی عبارت یہ ہے۔

تأولو هذا لحديث تأويلين احدهما تأويل مالك بن انس
وغيره، معناه تنزل رحمته وأمره وملائكته كما يقال فعل
السلطان كذا اذا فعله اتباعه بأمره والثانى انه على الاستعارة
ومعناه الاقبال على الداعين بالاجابة واللفظ

(المهناج شرح مسلم بن الحجاج: 37/6 بیروت)

اس حدیث کی علماء نے دو تاویل کی ہیں۔

ایک تاویل مالک بن انس اور ان کے علاوہ علماء کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا
معنی ہے اللہ تعالیٰ کا امر، اس کی رحمت اور فرشتوں کا اترنا جیسا کہ اگر بادشاہ کے خدام
اس کے حکم سے کوئی کام کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے بادشاہ نے ایسا کیا۔

دوسری تاویل اس کی یہ ہے کہ اس میں بطور استعارہ ودعا کی قبولیت کی طرف

اشارہ ہے۔

امام ترمذی کا تاویل کرنا

روز قیامت سے متعلق ایک طویل حدیث جس میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا بیان ہے
پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں۔

وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم روايات كثيرة مثل
هذا ما يذكره فيه أمر الرؤية ان الناس يرون ربهم وذكر
القدم وما اشبه هذه الأشياء والمذهب في هذا عند اهل العلم
من الائمة مثل سفيان الثوري ومالك بن انس وسفيان بن
عيينه وابن المبارك وو كيع وغيرهم انهم رووا هذه الاشياء
وقالوا تروى هذه الاحاديث وتؤمن بها ولا يقال كيف وهذا
الذي اختاره اهل الحديث ان يرووا هذه الأشياء كما جائت
ويؤمن بها ولا تفس ولا يتوهم ولا يقال كيف وهذا أمر اهل
العلم الذي اختاروه وذهبوا اليه معنى قوله في الحديث
فيعرفهم نفسه يعني يتجلى لهم

(سنن الترمذی: 4، باب ما جاء في غلوة اهل الجنة واهل النار)

امام ترمذی نے اس عبارت میں اسلاف کا موقف ذکر کرنے کے بعد یہ عرفہم
نفسہ کے معنی کی تعیین بتجلی لهم سے کی ہے۔ بلفظ دیگر عرفان کی تاویل تجلی سے کی
ہے۔

تشبیہ

اس عقیدہ کی بنیاد قرآن و حدیث میں وارد الفاظ متشابہات کے ظاہر پر ہے۔ ان کا
ماننا ہے کہ لفظ سے جو معنی مراد متبادر ہے۔ وہی مقصود بھی ہے۔ لہذا قرآن کریم میں وارد
ید، وجہ، استواء، یونہی حدیث میں صورتہ وغیرہ جیسے الفاظ اپنے معنی حقیقی پر محمول ہیں۔ اس

نظریہ کے علمبردار عام طور پر شیعوں کا عالی فرقہ اور محدثین کی حشویہ سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے۔ اس نظریہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا روح اور جسم سے مرکب ایک کامل انسان ہونا لازم آتا ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے رب سے لمس و مصافحہ کو بھی جائز قرار دیا ہے بلکہ وہ اس حد تک تسلیم کرتے ہیں کہ مخلص ایمان ریاضت و مجاہدہ کی وجہ سے آخرت کیا دنیا میں بھی معانقہ کر سکتے ہیں۔ اس عقیدہ کی گمراہی کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت کریم

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

ہی کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ فکر حشوی اللہ تعالیٰ کو کامل انسان مانتی ہے۔ جو نقل اور عقل کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔

امام قرطبی نے فرمایا:

وقد قال بعض العلماء المحققين التوحيد اثبات ذات غير
مشبهة للذوات ولا معطلة من الصفات وزاد الواسطي رحمه
الله تعالى بيانا فقال ليس كذاته ذات ولا كاسمه اسم ولا
كفعله فعل ولا كصفته صفة الا من جهة موافقة اللفظ وجلت
الذات القديمة ان يكون لهما صفة حديثة كما استحال ان
يكون للذات المحدثة صفة قديمة وهذا كله مذهب اهل
الحق والسنة والجماعة رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(الجامع لاحكام القرآن سورہ شوریٰ، زیر آیت: 11)

بعض محققین علماء نے فرمایا

توحید یہ ہے کہ ذات باری کا ثبوت کسی دوسری ذات کی مشابہت کے بغیر تسلیم کیا جائے اور نصوص میں وارد صفات سے عاری بھی نہ سمجھا جائے۔ علامہ وسطی نے مزید توضیح کے ساتھ فرمایا ذات باری کی طرح کوئی اور ذات نہیں اس کے نام کی طرح کوئی اور نام

نہیں۔ اس کے فعل کی طرح کوئی اور فعل نہیں اور اس کی صفت کی طرح کوئی اور صفت نہیں۔ صرف اس قدر ہے کہ جہت لفظ سے ان کی موافقت ہو۔ ذات باری قدیم ہے محال ہے کہ اس کی کوئی حادث صفت ہو۔ اسی طرح جیسا کہ یہ محال ہے کہ کسی حادث ذات کے لئے قدیم صفت ہو یہ اہل حق اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

تفویض

سلف صالحین نے قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت نہایت متدین ماحول میں کی۔ وہ آیات متشابہات اور احادیث صفات کا جب ذکر کیا کرتے یا پڑھتے تو بلا چون و چرا ان مقامات سے گزر جاتے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں وارد ”استواء، ید، وجہ اور حدیث پاک بالخصوص احادیث قدسیہ میں مذکور، نزول، قدم، جلوس“ جیسے الفاظ سے متعلق ان کا نظریہ یہ تھا کہ اس کا حقیقی معنی و مراد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ انسانی عقل ان الفاظ کے معانی کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس لئے انہوں نے کہا یہ الفاظ جس طرح وارد ہوئے ہیں اسی طرح پڑھ کر گزر جایا جائے۔ ان کا یہ جملہ امر وہاں کما جاءت اہل علم کے درمیان بڑا مشہور ہے۔

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں حضرت سفیان ثوری، امام اوزاعی لیث بن سعد سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن مبارک جیسے بڑے آئمہ حدیث و فقہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ان آیتوں کو بغیر کسی کیف کے پڑھ کر گزر جانا چاہئے۔

امام بیہقی نے یحییٰ بن یحییٰ کے حوالہ سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔

كنا عند الامام مالك بن انس فاجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استوانه؟ فاطرق مالك برأسه حتى علت له الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة

وما أراك إلا مبتدعاً

ترجمہ: ہم لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور ان سے آیت استواء پڑھ کر پوچھنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا استواء کس طرح سے ہے۔ امام مالک نے سر جھکا لیا یہاں تک کہ آپ کے چہرہ پر پسینہ نمودار ہو گیا پھر فرمایا استواء معلوم ہے۔ اس کی کیفیت عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے میرا خیال ہے کہ تم بدعتی ہو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو مسجد سے باہر نکلوا

دیا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے۔

كل ما وصف الله تعالى به نفسه في كتابه فتضيره تلاوته
والسكوت عنه

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کلام مقدس میں جس طرح اپنی صفت بیان کی ہے اس کی توضیح یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس پر خاموشی کی جائے۔

امام شہرستانی نے سلف کی ایک جماعت کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان الفاظ کی تاویل سے یہ کہہ کر توقف کیا ہے کہ جو الفاظ وارد ہوتے ہیں ان کا معنی ہمیں معلوم نہیں۔ ان آیتوں کی تاویل اور تفسیر کے بھی ہم مکلف نہیں۔ ہم یوں عقیدہ رکھنے کے مکلف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں آیا اور نہ ہی قیامت تک کوئی آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک رہے گا۔

امام شہرستانی کہتے ہیں کہ

حقد میں سلف کے مذہب میں ہی سلامتی ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ جو کچھ کتاب و سنت میں وارد ہوا ہے ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔ ان میں سے کسی لفظ کی تاویل میں ہم

نہیں پڑتے اور یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کے مشابہ نہیں۔

(ملخصاً الملل والنحل)

امام شہرستانی کے قول کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کو امام دارمی نے اپنی سنن میں اور نصر مقدسی نے کتاب الحجہ میں سلیمان بن یسار سے روایت کیا۔

ان رجلا یقال لہ صبیغ قدم المدینة فجعل یسئل عن متشابہ
القرآن فأرسل الیہ عمر وقد أعد له عراجین النخل
قال من انت؟

قال

انا عبد اللہ صبیغ فأخذ عمر عرجونا من تلك العراجین فضربه
وقال

انا عبد اللہ عمر، فجعل له ضربا حتی دمی رأسه

فقال

یا امیر المؤمنین حسبک قد ذهب الذی کنت اجد فی رأسی

(سنن دارمی: 1/66، 67 بیروت)

صبیغ نامی ایک شخص مدینہ طیبہ آ کر قرآن میں موجود آیات متشابہات سے متعلق سوال کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا بھیجا اور کھجور کی سبز ٹہنی کی ایک چھڑی تیار کی۔

فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا

میرا نام عبد اللہ صبیغ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں عبد اللہ عمر ہوں۔ حضرت عمر نے کھجور کی چھڑی سے اسے اس قدر مارا کہ اس کا سر لہو لہان ہو گیا۔

اس نے کہا

امیر المؤمنین بس کیجئے میرے دماغ کا فتور ہو گیا ہے۔

داری نے ایک دوسری سند سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جس میں اس طرح ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے تین مرتبہ مارا، ہر بار مار کر چھوڑ دیتے تھے جب درد میں راحت ہوتی پھر مارتے۔

داری نے صفحہ (67) پر نافع کے حوالہ سے مزید تفصیل ذکر کی ہے۔

اس میں یہ بھی ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ دیکھنا لوگ اس

کی ہم نشینی اختیار نہ کریں۔

کہتے ہیں کہ

لوگوں کا ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کرنا اس پر بڑا گراں گزرا اور وہ تائب ہو گیا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی توبہ کی تفصیل

لکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

ابن خلدون نے صفات باری کے متعلق عصر اول کے لوگوں کے نظریات کا ذکر ان

الفاظ میں کیا ہے۔

ویدل علی ان التاویل فیہا غیر معلوم للبشر ان الالفاظ

اللفویۃ انما یفہم منہا المعانی الی وضعہا العرب لہا فاذا

استحال اسناد الخبر الی منجر عنہ جہلنا مدلول الکلام

حینئذ وان جائنا من عند اللہ فوضنا علمہ الیہ ولا نشغل

انفسنا بمدلول نلتمسہ فلا سبیل لنا الی ذالک، وقد قالت

عائشہ رضی اللہ عنہا اذا رلیتم الذین یجادلون فی القرآن

فہم الذین عنی اللہ فاحذروہم ہذا مذهب السلف فی الآیات

المتشابهة وجاء في السنة الفاظ مثل ذلك حملها عندهم

محمل الآيات لان المتبع واخذ

(تاریخ ابن خلدون، 1/33 الفصل اسادس عشر فی کشف الغطاء عن المتشابه من الكتاب والنتی)

قرآن اولیٰ میں تاویل کا ثبوت نہیں ملتا۔ الفاظ سے وہی معنی سمجھے جائیں گے۔ جن کے لئے عرب نے ان کو وضع کیا ہے جب خبر کی اسناد منجر عنہ کی طرف ممکن نہ ہو تو اس وقت ہم کلام کے مدلول سے واقف نہیں ہو پائیں گے۔ جب کلام اللہ میں اس قسم کے الفاظ آئیں گے تو ہم اس کا معنی اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کر دیں گے اور ہم ان معانی تک پہنچنے میں خود کو نہیں الجھائیں گے جن تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ لوگ قرآن میں مجادلہ اور بحث و نزاع کر رہے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے بچو۔ آیات متشابہات میں یہی سلف صالحین کا مذہب ہے۔ اس قسم کے کچھ متشابہہ الفاظ حدیث میں بھی آئے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو آیات کے ساتھ کیا گیا کیوں کہ دونوں کا منبع و مصدر ایک ہی ہے۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے تفویض کا معنی یہ سمجھ لیا کہ الفاظ کے معنی کو ثابت مانا جائے اور کیفیت کی تشریح نہ کر کے اسے علم الہی کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ بات قطعاً لغت اور آئمہ کی تشریح کے خلاف ہے۔ اہل لغت نے جہاں تفویض کا معنی بیان کیا ہے۔ اس میں کہیں سے کہیں تک یہ قید نہیں لگائی کہ حقیقت کو ثابت مان لیا جائے اور صفت کو کسی کے سپرد کر دیا جائے۔

علامہ جوہری مختار الصحاح میں مادہ ”فوض“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فوض الیہ الامر تفویضاً ردہ الیہ“ (مختار الصحاح: باب الفاء: ص: 517)

معاملہ اس کے سپرد کر دیا یعنی اس کی طرف لوٹا دیا۔

سلف نے بھی تفویض کا معنی لغت کے عین مطابق سمجھا ہے اس کی تائید امام احمد بن

حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو خلال نے اپنی کتاب السنۃ میں اس طرح روایت کیا ہے۔

قال حنبل سألت ابا عبد الله عن الاحاديث التي تروى ان الله تبارك وتعالى ينزل الى سماء الدنيا، وان الله يرى، وان الله يضع قدمه في النار وما شابه هذه الاحاديث فقال ابو عبد الله نؤمن بها ونصدق بها ولا كيف ولا معنى ولا نرد منها شيئاً ونعلم ان ما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم حق اذا كان باسناد صحاح ولا نرد على الله قوله ولا يوصف الله تعالى باكثر مما وصف به نفسه بلاحد ولا غاية ليس كمثله شيء ترجمہ: حنبل فرماتے ہیں کہ

میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اللہ دیکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے قدم کو جہنم میں رکھے گا اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں، امام نے جواب دیا ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کی تصدیق کرتے ہیں اس کے ساتھ ہم کسی کیفیت اور معنی کو ثابت نہیں مانتے مگر ان الفاظ کی تردید بھی نہیں کرتے ہیں۔ ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے اگر اس کی اسانید صحیح ہیں تو وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی قول کی تردید نہیں کرتے ہیں۔ بغیر حد اور غایت کے اللہ تعالیٰ کی صفت اس سے زیادہ نہیں بیان کرتے۔ جتنا کہ اس نے خود بیان کی ہے۔ اس کی طرح کوئی چیز نہیں۔

سلف کے قول امر اللفظ علی ظاہرہ کی توضیح

ہم نے سفیان بن عیینہ، زہری، کحول، مالک، اوزاعی اور لیث بن سعد جیسے اسلاف کا قول معمولی اختلاف کے ساتھ پڑھا کہ جب بھی اخبار صفت کی بات ان کے سامنے آئی ان سب نے کہا

امروہا کما جائت

یعنی ان لفظوں کا کوئی معنی بیان نہ کیا جائے۔

اہل تجسیم نے اسلاف کی ان عبارتوں کی توضیح اس طرح کی کہ ظاہری لفظ کو اس کے محمل پر رکھا جائے گا۔ بایں طور پر کہ بظاہر جو معنی لفظ سے متبادر ہے اس کی تشریح کی جائے گی۔

مثلاً: ید کا معنی ہاتھ لیا جائے گا، قدم کا معنی پاؤں لیا جائے گا۔

نزول کا معنی اترنا لیا جائے گا مگر یہ توضیح اسلاف کے نظریہ کی ترجمانی اس کی ایک تو وجہ یہ ہے کہ لغت میں امرار کا معنی کسی چیز کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دینا ہے تاکہ وہ آسانی سے گزر جائے۔

القاموس میں ہے۔

امرہ علی الجسر، سلکھ فیہ و امرہ بہ جعلہ یمربہ

(القاموس المحیط: باب الراء فصل الیم)

امرہ علی: کا معنی ہے پل پر سے چلنا یا گزرنا امرہ بہ کا معنی ہے۔

اس نے اسے گزر جانے دیا۔

النتہایہ میں ایک حدیث کے تحت ہے۔۔

امرت الشیء امرہ اذا جعلتہ یمر ای یدھب

(النتہایہ: حرف یم: باب الیم مع الراء)

امرت الشیء کا معنی ہے جس کسی چیز کو جانے دیا جائے۔

ان لغوی تصریحات کی روشنی میں امر وہا کو لازم پڑھا جائے یا متعدی دونوں ہی

صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ ان الفاظ کو پڑھ کر گزر جایا جائے۔ ان میں کسی طرح کا تعرض نہ کیا جائے۔ لہذا جو لوگ امر واکام کا معنی یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ ظاہری معنی پر محمول کر دیا جائے لغت کی تصریح ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ اب اس صورت میں یہ کہنا بجا ہوگا جہاں مذکورہ الفاظ آئے ہیں ان پر بغیر چوں و چرا کے پڑھ کر گزر جایا جائے۔

الحاصل قرآن کریم، احادیث نبویہ بالخصوص احادیث قدسیہ میں ایسی صفتوں کا ذکر ہے جن کا ظاہر تشبیہ اور تجسیم کو ثابت کرتا ہے اہل حق ان صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے معانی میں غور و خوض نہیں کرتے۔ بعض ایسی صفتیں ہیں جن میں سلف صالحین، صحابہ تابعین علیہم الرضوان اور آئمہ مجتہدین سے ان کی تاویل مروی ہے اور خلف کے نزدیک ان صفات کی تاویل اور ان کا ایسا معنی جو ذات باری کی شان کے لائق ہے کار حجان کثرت سے پایا جاتا ہے۔

الحمد لله عزوجل

میں نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کو جمع کیا جن کو احادیث قدسیہ کا نام دیا جاتا ہے اور ان میں ایسے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں جن کو پڑھ یا سن کر بندہ مومن اشک بار ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے! ان احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ اپنے بندوں کو گناہوں سے بچانے اور سیدھا راستہ پر چلنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ میرے بندوں کو گناہوں کے دلدل سے بچا کر نیکی کے راستے پر لائیں اور میں ان کی مغفرت فرما دوں اور ان سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو کر اپنا قرب خاص عطا کروں۔

احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کا اظہار، قرب خاص کی بشارت، گناہوں کی معافی اور جنت میں بے حساب داخلے پر واضح بشارتیں ملتی ہیں۔

آخری التجاء

اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ میں دعا ہے کہ مجھ بدکار، خطا کار کے یہ چند الفاظ قبول و منظور فرمائے اور اس میں بتقصائے بشریت کوئی غلطی و کوتاہی ہوگئی ہو تو بوسیلہ رسول اعظم نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاف فرمائے۔ میری، میرے والدین کریمین اساتذہ کرام، پیر و مرشد و تمام امت مسلمہ اور خصوصاً بالخصوص دادا اور دادی کی مغفرت فرمائے اور ایمان پر خاتمہ فرما کر قبر میں بیٹھے بیٹھے آقا بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ اور جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کا پڑوس عطا فرمائے۔

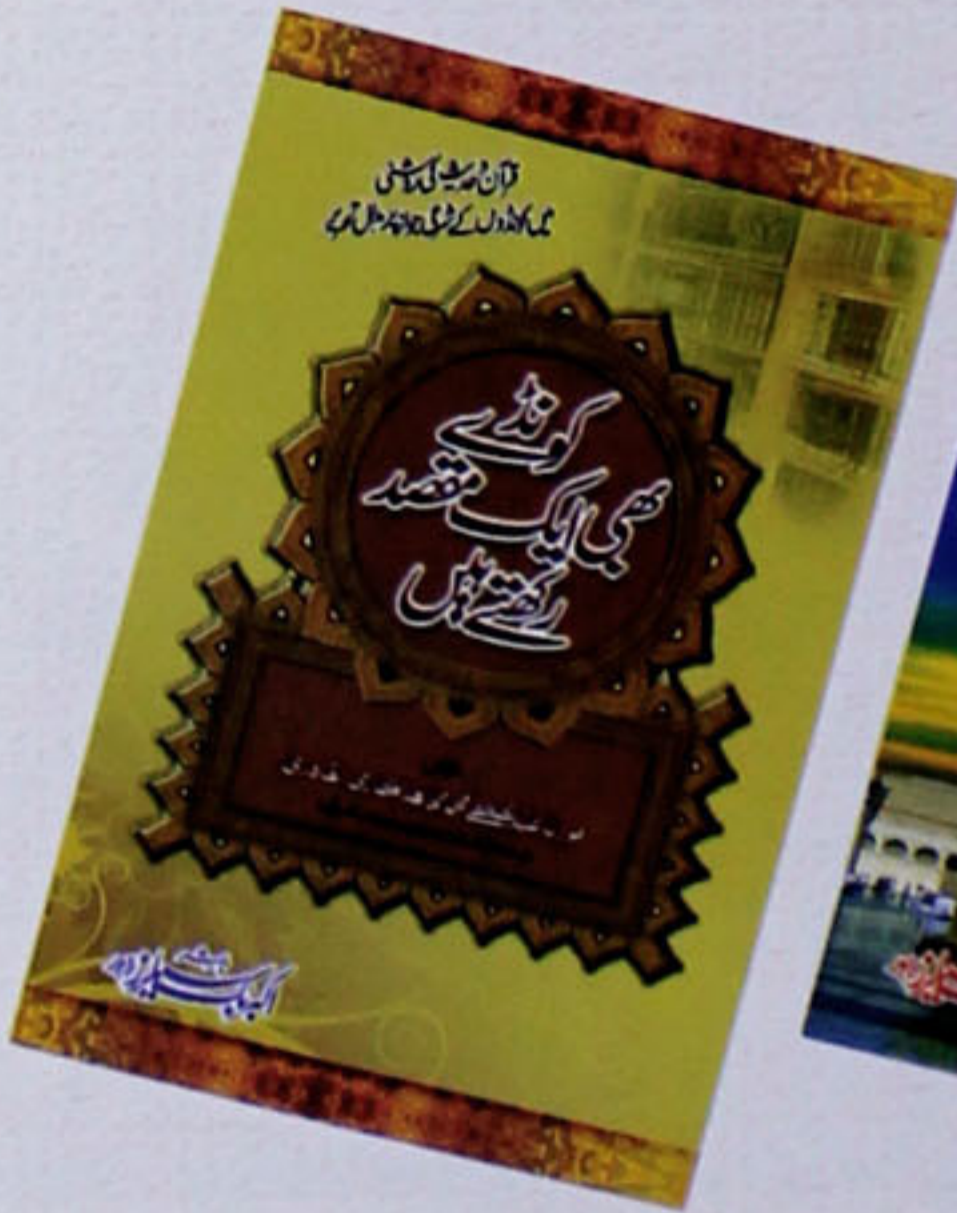
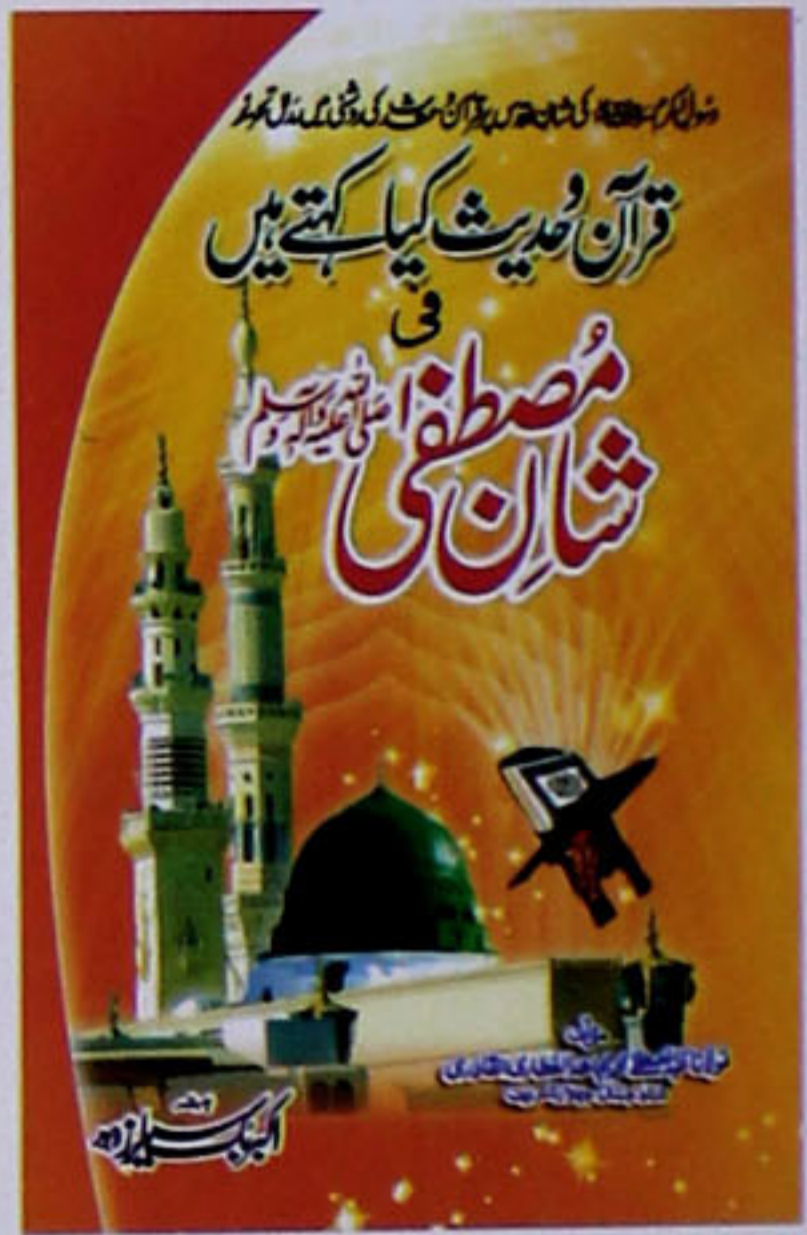
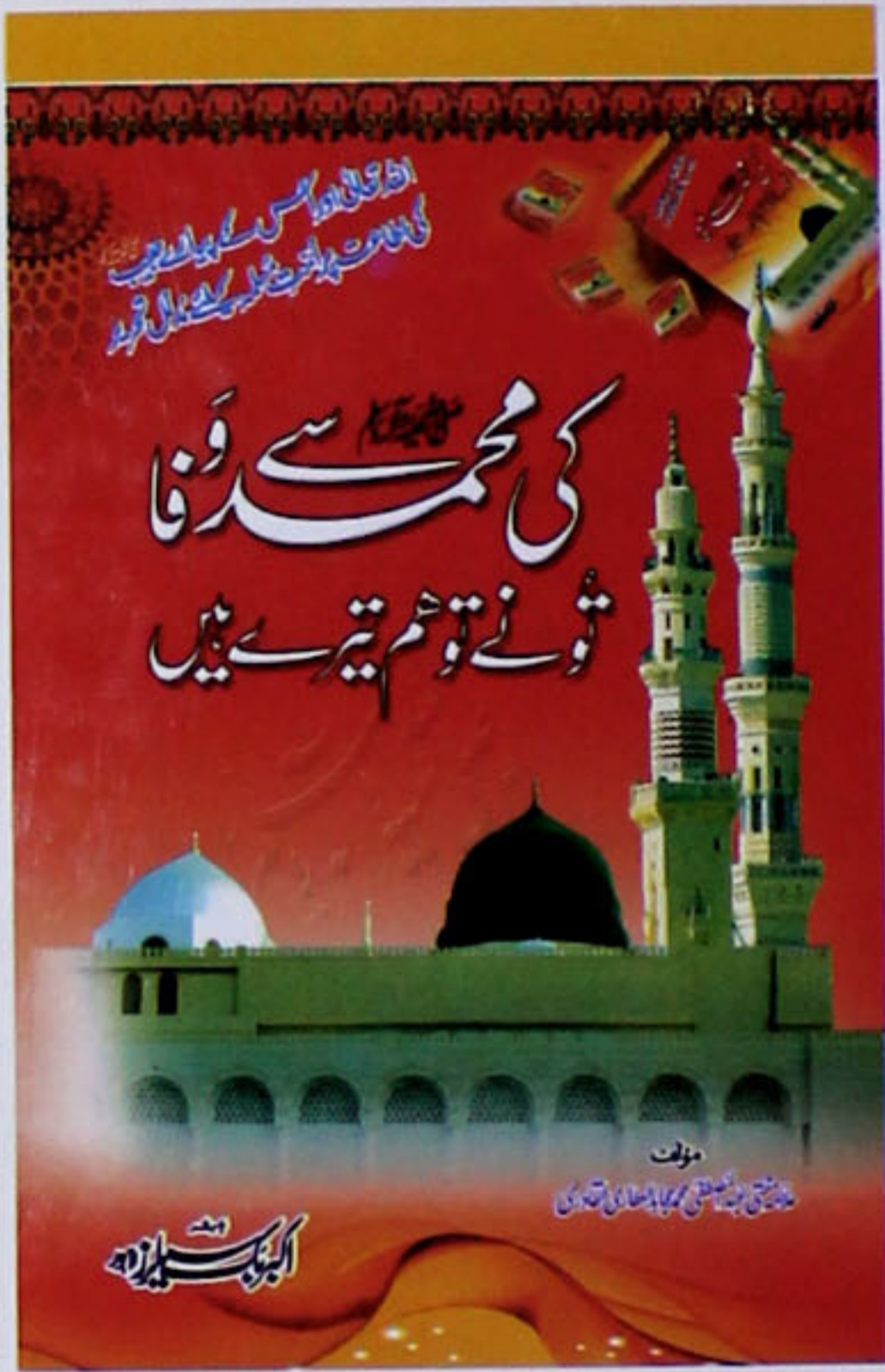
آمین بجاہ النبی الامین و صلی اللہ علیہ وسلم

اختتام کتاب! 12 رجب المرجب 1433ھ بمطابق 3 جون 2012ء
بروز اتوار عصر کی نماز کے وقت 5:26 پر کیا۔

از قلم

مولانا عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد العطار ری القادری عفی عنہ

شاہ جمال آستانہ عالیہ چشتیہ جھلار شریف



Ph: 37352022 اردو بازار لاہور ڈیڑھ سائز
 ڈیڑھ سائز
 اکبر پبلشرز